

**TEXT PROBLEM
WITHIN THE
BOOK ONLY**

**TEXT LIGHT
WITHIN THE BOOK
ONLY**

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224312

UNIVERSAL
LIBRARY

گیارہویں جلد

سلسلہ ثانی

فنانہ لندن

1952

Checked 1965

ترجمہ مسٹر آف لندن

مصنفہ

ع ۱۷۶۱

جارج ویلیامز اینڈ سونز



Checked 1969

ترجمہ
تیرتھ رام فیروز پوری

پبلشرز
لال برادر س

۶ پارلمنٹ روڈ نولکھا لاہور

فسانہ لندن

سلسلہ اول

مکمل روزنامہ اجلد میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

دینا لٹس کے ناولوں میں سب دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول ہیں یہ
قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے درمیان معین کئے ہیں اور دونوں جان ایک ہی وقت
میں ان دو شرکوں پر ایک ہی منزل مقصود کا مہیا کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گزار اور
پریشور مقامات سے گزرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جا بجا آسانی فرود گاہیں موجود ہیں۔ دوسری
سیدھی دھلوان اور بظاہر شاداب گرجنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے بچ رہے مصنف یہ
دکھا چاہتا ہے کہ ماجد و ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے
میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور نئے حیرت
کیرڈ شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے
بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا۔ غضب کا دل فریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جاوید بانی اور شستہ
طرزِ سخن نے غضب کو دیا ہے۔

نیکی اور بدی رنگہ اور پاکبازی۔ افلاک قبول کے میٹا حیرت خیز نظائے پیش کئے ہیں۔
اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر جہاں سہل عبارت کے مطابق ہے مگر کچھ جہاں
ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سیکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں۔

ضخامت ۲۳۴ صفحات سے زیادہ قیمت مدیہ محصول ڈاک الگ۔

جد اجلاس بھی طلب کیے جاسکتے ہیں محصول کی قیمت غیر اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ علاوہ محصول ڈاک

لال برادر س، پارسنر روڈ نوک کھالا ہونہ

سلسلہ ثانی

گیارہویں جلد

فناں لہزن

منشی پیر محمد رام صاحب قزوینی

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

۱۹۲۲ء

لال برادر

۶۔ پارسنہ روڈ۔ ٹولکھالہ لاہور

راج پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام لادریس پرنٹریا

حقوق محفوظہ

قیمت ۱۲

شامت ثانی

فہرست مطالب

صفحہ	باب	مضمون
۱۱۹۷	باب ۱۰۲	فرنگیہ کرش کا مکان
۱۲۱۱	باب ۱۰۳	گرفتاری - چپنجا
۱۲۲۶	باب ۱۰۴	دوبارہ مصافحت
۱۲۳۵	باب ۱۰۵	قیہ خانہ کنگر پنج
۱۲۴۱	باب ۱۰۶	قیہ خانہ کے زیورات
۱۲۵۵	باب ۱۰۷	داستان الم
۱۲۸۰	باب ۱۰۸	داستان الم کا انجام
۱۲۹۴	باب ۱۰۹	پراسرار چینی کے قیدی
۱۳۰۳	باب ۱۱۰	باقی ماندہ قیدی

سلسلہ ثانی

فنانہ لندن

گیارہویں جلد

فرینک کرٹس کا مکان

باب ۱۰۲

ہمارے ناظرین اس داستان کے پر مذاق ایکٹر فرینک کرٹس کو ضرور یاد کرتے ہوں گے جس کا ذکر اب ایک عرصہ سے نہیں آیا۔ اس لئے آئیے ہم ذرا ان ذات شریف کی حالت معلوم کریں۔ جو اب تک اپنی قابل قدر بیوی اور جگری دوست نپستان اور بلنڈر میں کی محبت میں بیکر شریٹ والے مکان کے اندر قارقی کے ملازموں سے محفوظ ہو کر محصور قلعہ کی فوج کی سی حیثیت بنائے بیٹھے تھے۔

نپستان اور بلنڈر میں اب تک اس مختصر قلعہ نشین فوج کا کلان، غمگین اور دشمن کی زد کے تھامے لئے جست و خیز چالوں یا ترکیبوں کو عمل میں لانے کی ضرورت ہوتی رہی وہ سب اسی کے زیر نگرانی کام میں لائی جاتی تھیں۔ مکان کا صدر دروازہ ہمیشہ اندر سے بند اور قفل رہتا تھا۔ اور جب بھی اس پر دستک کی آواز سنائی دیتی۔ جان مینی اس گھر کا خادم پہلے اوپر سے جھانک کر یہ معلوم کر لیتا تھا کہ دستک دینے والا کون ہے جب کہ بھی کسی شخص کو سلطان لائے کے لئے مکان سے باہر جانا ہوگا۔ تو کپتان وروڈرہ کے قریب باہرچی خانہ کا مضبوط دھپنہ ہاتھ میں لے کر نظر اسیجاتا۔ اور ایسی جیاناں صورت دیکھتا کہ تاکہ قارقی کے ملازم جو اس پاس بھیجیں بدلے

پھر کرتے تھے اس گم شخص کے سامنے آنے کی ہمت نہ کر سکتے۔

پنارہی سے تنصیب اور تالیفی۔ ایسا ایسا مکان وہ مکان کے اندر ایک ہی میں ہاتھ کرٹکا دیا کرتے تھے۔ گلیاں اندر سے نکلیں گے۔ کے لئے مکان کا دروازہ کھولنے کی ضرورت ہی ہمیشہ نہ ہوتی تھی۔ لیکن اس کی طرف سے وہ سب ہمیشہ محتاط رہتے۔ کہ چیزوں کی قیمت پہلے وصول کر لی جائے۔ بعدہ اور تیسرے چلتے والے لڑکوں کے لئے یہ انتظام کر دیا گیا تھا کہ دروازہ بدستور بند رہتا۔ اور وہ اپنے بہن دروازہ میں بنے ہوئے ایک چھوٹے سے رختہ کے ذریعہ اندر داخل کر دیتے۔ لیکن یہ دونوں بھی نقد عورت کے اصول کے پابند تھے۔ اور اپنے پیسے ووز کے دور وصول کر کے لے جاتے تھے۔

کپتان اور گنڈا بس واقعات کی موجودہ حالت سے بہت خوش تھا۔ کیونکہ ایسی باتیں اس کی مرضی کے عین مطابق تھیں۔ اُسے اس بات کی بڑا اہمیت تھی کہ حسابوں کو کچھ تکلیف پہنچتی ہے۔ یا وہ کسی طرح کی شکایت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ کسی کی بات پر توجہ دینے کا عادی ہی نہ تھا۔ جب سے اس نے اس مکان میں قدم رکھا یہاں ہر وقت ایک ہنگامہ سا رہتا تھا۔ ہر لمحہ نوکروں کو احکام پر احکام صادر ہوتے۔ اور دن میں کم و بیش بارہ مرتبہ وہ خود دسپند سے مسلح ہو کر مکان کے مختلف حصوں میں گشت لگانے جاتا۔ میلہ اتنی امین کے آدمی کسی غیر محظوظا سامنے سے اندر گھس آئیں۔ ایک اور تجویز جو کپتان کو اس سلسلہ میں سوچی وہ یہ تھی کہ گھر کے سب آدمیوں کو جن میں نوکر۔ خادماں اور منسٹر کڑس کے پانچوں بچے بھی شامل تھے۔ دروازہ ایک گھنٹہ مکان کے صحن میں فوجی قواعد کرائی جائے۔ کہتا تھا قلعہ نشین فوج کی مضبوطی اور حفاظت کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ وہ تو منسٹر کڑس نے بڑی منت سماجت سے کپتان کو ایسا تجویز عمل میں لانے سے باز رکھا۔ ورنہ اس کا ارادہ بچتے ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود اس نے جان جینی خادم کے لئے یہ حکم قطعی طور پر نافذ کر دیا۔ کہ وہ صحن کے اندر ایک چٹان بنا کر صبح کو اور دن میں ہر وقت ایسے موقعوں پر جب ملازموں کو خانگی کاروبار کے لئے بعضی دروازہ کھولنا پڑتا تھا۔ ستری کی طرح اس پر چڑھ کر بیٹھا رہے۔ اس غریب نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا۔ تو کپتان نے بہت سی غلیظ گالیاں دے کر اسے دھکی دی۔ کہ میں تم پر کورٹ مارش کر دوں گا۔ بچا رہے۔ نے دوبارہ طریق پر درخواست کی۔ کہ میری تنخواہ ادا کر کے مجھے رخصت کر دیا جائے۔ اس

پرخونال جیبر افسر نے کہا۔ "میں گستاخی کے لئے ایسے موقعوں پر فوجی قانون کی رو سے سزا سے
مبرا زیادہ محقر رہے۔" اور وہ یقیناً یقیناً گدیہ سزا دیتا۔ اگر باور جن اس کی منت سماجت کر کے باز نہ رکھتی
کیونکہ باور جن کا جان سے زیادہ اہم تھا۔

سنسز کرش اب کپتان ہوئے تھے۔ گیسٹ پسن کرنے لگی تھی۔ اور اس کی طرف سے یہودی
اجازت تھی۔ کہ جس طرح اس کے جی میں آئے کرے۔ کہنا لگتی تھی۔ میں نے ایسا بااضلاق شریف
دیر اور بذلہ سنج آدمی عمر بھر میں نہیں دیکھا۔ چنانچہ اُسے جلد ہی محسوس ہونے لگا۔ کہ کپتان
کی بے شمار صفات کے مقابلہ میں میرے شوہر کی تو کچھ بھی سہی نہیں۔ جب کبھی سنسز کرش اُن کی
محسوس کرتی۔ تو کپتان خود اس کا علاج تجویز کر دیتا۔ صبح کا وقت ہو۔ تو کہا کرتا۔ "لہو! ہم
یسوع کی قسم۔ آپ کا ایسی حالت میں افسر ہو نا تعجب خیر نہیں۔ کیونکہ دشمن نے سخت محنت
لگا رکھا ہے۔ میری رائے میں تم ایک مٹن چا پ کھا کر پورٹ وارٹن کا گلاس پی لو۔ تو طبیعت
سنبھل جائے گی۔" یہ تجویز پیش کرنے کے ساتھ ہی وہ زور سے ٹھنٹی بیٹا۔ اور نوکر تین چار
لٹنے کا حکم دیا۔ یعنی ایک اپنے اور فرینک کے لئے ٹھنٹی تاکہ دونوں سنسز کرش کے ساتھ
شریک طعام ہو سکیں۔ اور اگر شام کا وقت ہو۔ تو اس موقع پر سنسز کرش کی افسردگی دور
کرنے کے لئے وہ تین کے چند قطرے تجویز کرتا جسے قدیم آئرش طریق پر کٹ کیا گیا ہو اور
یہ کہتا ہوا کہ "میں اسے آپ کے لئے بہت ہلکا کر دوں گا۔" وہ سنسز کرش کے دہرہ دہسکی
کا اتنا تیز مرکب پیش کرتا۔ کہ گلاس کو ہونٹوں کے قریب لے جانے کے ساتھ ہی اس
خانون کی آنکھوں سے پانی بہنے لگتا۔ نگاہ بگاہ کپتان بچوں کی تفریح کا کام بھی اپنے ذمے
لیتا۔ اور ایسے موقعوں پر خود چوپایہ بن کر گھوڑے کی طرح دوڑنے لگتا۔ اور بچوں سے
کہتا۔ "تم مجھ پر سوار ہو جاؤ۔" پھر کچھ تو اس کی زوردار آوازوں۔ نعرہ دہرہ دہسکی کے باعث
اور کچھ بچوں کے پیٹھ سے گر جانے کے بعد جو چیخ پکار ہوتی تھی۔ اس سے ایسا طوفان
بے قیصری بپا ہوتا۔ کہ ہمایہ کے لوگ پریشان ہو جاتے۔ لیکن کپتان کی ان توجہات کے باعث
جودہ سنسز کرش اور اس کے بچوں کی طرف دیا کرتا تھا۔ فرینک کی میری اُسے خود ہی قطرے
دینے لگی تھی۔ اور یہ اس کا مقبول نظر بن چکا تھا۔ سر کرش کو فرینک سے پانسو پونڈ کی عقم وہ
جس استاد سے لایا۔ اس نے سنسز کرش کے دل پر خاص اثر کیا۔ وہ اسے محنت ملی اور
مردانگی کی قابل تعریف چال سمجھتی تھی۔ ہر فرقہ امین کے ملازمین کو مکان میں داخل بھٹنے

سے روکنے کے معاملہ میں اس نے جو ترکیبیں اختیار کیں۔ اور ان میں جہاں تک کامیابی حاصل کی اس کی وجہ سے بادشاہ مسٹر کرش کو کہنا پڑا کہ اگر کپتان ادبلنڈ ریس معرکہ حائل لوہیں اتحادی فوج کے کمان افسر ہوتے۔ تو فرانسیسی فوج کے دھڑیل نصف گھنٹہ کے عرصہ میں ہی سمجھیر دیتے۔

لیکن مسٹر کرش کا کپتان ادبلنڈ ریس کی نسبت کچھ بھی خیال ہو۔ بہر حال گھر کی خادماں اپنی موجودہ حالت سے بالکل مطمئن تھیں۔ وہ چاہتی تھیں جس قدر جلد ممکن ہو۔ اس مصیبت سے نجات حاصل کریں۔ مگر کپتان ادبلنڈ ریس کا اس درجہ خوف نگار ہوتا تھا۔ کہ کسی کو حرف شکایت زبان پر لانے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ اپنے لئے ایک وجہ اطمینان ہی موجود پاتی تھیں اور وہ یہ کہ سر کرستوفر کے پاس پونڈ کی بدولت انہیں مکان کے اندر محصور فوج کی حیثیت میں رہتے ہوئے کھانے پینے کی سبھی آسائشیں حاصل تھیں۔ بادچی خانہ میں ہر قسم کے ادون نعمت جمع رہتے تھے۔ اور شراب اور پورٹ فائن کا ذخیرہ تو کبھی ختم ہی نہ ہوا تھا خود کپتان کہا کرتا تھا کہ لڑائی کو کامیاب خاتمہ تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اہل فوج کی طرح تیار رہیں۔

ہم اشارۃً بیان کر چکے ہیں کہ بیکریٹریٹ کا مکان جس میں یہ سب رہتے تھے۔ ہمسایوں کے لئے سخت تکلیف کا موجب تھا۔ اور ایسا ہوتا تھا جو خیر نہیں۔ کیونکہ وہ تمام شر و غل جو عصبی مزاج کی عمر رسیدہ عورتوں اور مبتلائے فقر مردوں کو پریشان کرنے والا ثابت ہو سکتا ہے اس مکان میں پیدا ہوتا تھا۔ دن نکلنے کے ساتھ ہی کپتان ادبلنڈ ریس اپنی خواجگاہ کی کھڑکی جو مکان کے قطعی حصہ میں واقع تھی۔ اس زور سے کھولتا۔ کہ لوگ سمجھتے یہ شخص پاگل ہو گیا ہے۔ اور پھر شب خوابی کی صفیہ ٹوپی اوڑھتے وہ اس کھڑکی سے باہر کی طرف جھانک کر زور سے ہنگامتا۔ جان! جان! ہتھیار باندھ لو۔" ایسا کرنے سے اس کا مقصد دو گونہ ہوتا تھا۔ ایک یہ کہ جان کو بیدار کرنے کے لئے اس کے کمرہ تک جانا نہیں پڑتا تھا۔ دوسرے قارق کے ملازم جو مکان کے آس پاس ہی پھر اگرتے تھے۔ وہ اس آواز کو سن کر سمجھ لیتے کہ گھر والے چوتے ہیں۔ کپتان کی آواز یا کہ جان ایک اور کھڑکی سے سر نکالتا۔ اور کپتان کو جواب دیتا۔ جس کے چند منٹ بعد صحن کا دروازہ زور سے کھلتا اور جان دسپنڈ کڈ سے پر رکھے ننگین برداؤنسر، کی طرح اسی چان پر بیٹھ جاتا جو دشمن

کی جاسوسی کے لئے 'عن' میں بنائی گئی تھی۔ کم و بیش ایک گھنٹہ بالکل خاموش رہتی۔ سارا اس
اتن میں کپتان قصوری سی نیند اور بے لیتا۔ اتنے میں پھر کھڑکی کھلتی۔ پھر کپتان کلاسز نمودار
ہوتا۔ اور اب کی مرتبہ وہ زور سے آواز دیتا۔ جان گرم پانی لڈوٹا اس کی یہ آوازیں اتنی بلند
ہوتی تھیں کہ ان کی گونج سارے محلہ میں سنائی دیتی تھی۔

ان پر وحشت آوازوں اور شور و غل نے ہمایوں کو اتنا تنگ کر دیا کہ انہیں نے باگ
مکان کو اطلاع دے دی۔ ہم ہفتہ عشرہ میں مکان چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ وجہ یہ تھی کہ اس
گھر میں یہ ہنگامہ صبح ہی کو برپا ہوتا تھا۔ بلکہ دن بھر اور بعض اوقات رات کو بھی
قائم رہتا تھا کبھی کبھی کپتان جوش میں آکر صحن مکان میں سینڈل چلانے لگتا۔ یا فرنیٹک
کرٹس سے شمشیر زنی کا مقابلہ شروع کر دیتا۔ اگرچہ دونوں تلواروں کی بجائے باورچی خانے
کے رسیں اٹھائیں لے لیتے تھے۔ جن کے بچنے سے نہایت خوفناک دازیں پیدا ہوتی تھیں۔
بچوں کے کمرہ میں اگ شور و غل مچا رہتا تھا۔ کبھی کبھی کپتان اور بڑے بڑے نشستہ گاہ کی کھڑکیوں
میں نمودار ہو کر ان لوگوں کو نہایت غلیظ گالیاں دینے لگتا۔ جو پاس سے گزر رہے ہوں۔ اور
جنہیں وہ اپنے نزدیک قارن کے مارم سمجھ لے۔ اس کے منہ سے اس قسم کی بے نقطہ گالیاں
سن کر لوگ اسے دیوانہ سمجھ کر مکان کے باہر بڑی تعداد میں جمع ہو جاتے۔ اور انہیں مخاطب کے
دوبند ٹریس اس انداز سے تقریر شروع کر دیتا۔ گویا وہ آئینہ انتخاب پالیسٹک کا امیدوار ہے
ایک موقع پر عجیب ہیں۔ ایک پادری صاحب نے جنگجو دشمن کو غلیظ گوئی سے باز رہنے کی
فمائش کی۔ دوسرے بھی جواب ملا۔ لیکن جیب دیرنگ تو تو میں میں سے یہ جھگڑا رنج نہ ہوا۔ تو
فرنیٹک کرٹس نے کپتان کی مدد کے لئے آکر کھڑکی سے پانی کی بھری ہوئی صراحی ان پادری صاحب
کے سر پر اندیل دی جس کم جہاں پاک۔

لیکن ان ساری تکالیف سے قطع نظر بڑی مصیبت ہمایوں کے لئے یہ تھی کہ انہیں
رات کو بھی آرام کا موقع نہ ملتا تھا جس وقت یہ لوگ دن بھر کے تھکے ماندے رات کے گیارہ
بجے کے قریب آرام کے لئے چارپائی پر لیٹتے۔ تو فرنیٹک کرٹس شراب پی کر بدست ہو جاتا
اور اگرچہ کپتان دوبند ٹریس میں قدرت نے یہ تاثیر رکھی تھی کہ وہ خواہ کتنی بھی شراب پی
لے مدہوش نہ ہوتا تھا۔ تاہم وہ پتھر کے نیراڑہ بھی معمول سے لگنا چوگنا شور و غل مچانے لگتا تھا
چنانچہ رات کے گیارہ بجے سے اس مکان کی کھڑکیوں سے فتنے۔ خوشی کے نعرے

اس سہنجی کی افادہ میں اس زور کی سانس لیتیں۔ کہ اس پاس کے لوگوں کے لئے آٹھ چھ کرنا ناممکن ہو جاتا۔ یہ شور و غلہ ہم گھنٹے کی بجائے اور زیادہ تیز ہونا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جس وقت صبح کا دن کا وقت قریب آتا تو وہ ناقابل برداشت ہو جاتا۔ اس وقت پاکستان اور اس کا دوست کرکٹس دلیواؤں کی طرح نعرے لگاتے اور شور و غلہ مچاتے صحن مکان میں دوڑنے لگتے۔ اور ان کی آواز میں سنکر محلے کے لوگ اس طرح چونک اٹھتے۔ کہ کوئی جلسے سارے محلہ میں ہنگامہ مچا رہا ہے۔ فریاد اور اوپینڈس واصل یہ حرکات اسی لئے کیا کیتے تھے۔ کہ فرق امین کے آدمیوں کو معلوم رہے۔ ہم بیدار ہیں۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس بارہ میں ان کا مشا امید سے بڑھ کر پیدا ہو جاتا تھا۔ کیونکہ ان کی بیداری کی خبر نہ صرف خفیہ ملازمان قاری کے کانوں تک پہنچتی بلکہ سارے جسیاؤں کو ہو جاتی تھی۔

غرض ان حالات کی بدولت مسٹر کرکٹس کا مکان جو مسٹر گولڈبری کی سکونت کے ایام میں بڑا پر امن اور پرسکوت تھا۔ شور و غلہ اور طوفان بنے قریبی گھر کہن گیا۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ بیڈلم اپنے بدترین ایام میں بھی یہاں واقع ہوتا۔ تو اس کا شور و غلہ اس سے زیادہ ہو سکتا تھا۔

مذاہب کو یاد ہو گا۔ کہ جب کپتان دوپنڈس اول مرتبہ اس مکان میں سکونت پذیر ہوا۔ تو اس کی تجویز یہ تھی۔ کہ مسٹر اور مسٹر کرکٹس بچہ سمیت کسی دن اتار کی رات کو مکان سے خدمت ہو جائیں۔ اور ان کے بعد وہ گھر کا سارا اسباب و شنبہ کی صبح کو فروخت کر دے۔ لیکن چونکہ قاری کے ملازم گرسنہ ملی کی طرح ہر وقت مکان کے آس پاس پھرتے رہتے تھے۔ اس لئے اس تجویز کو پہلے ایک ہفتہ کے لئے۔ اور اس کے بعد دوسرے اور پھر تیسرے ہفتہ پر ملتوی کر دیا گیا۔ کپتان نے اب آخر کار یہ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ محاصرہ کا مقابلہ اس وقت تک برقرار رکھا جائے۔ جسے کہ قرض خواہ ملازمان فرق امین کو ان کا معاوضہ ادا کرتے کرتے تنگ آجائیں۔ اور انہیں واپس بلا لیں۔ اور چونکہ اس آئنا میں حالات جنگ کو مضبوطی کے ساتھ قائم رکھنے کے لئے سرکسٹو فرانسٹ سے پستو پونڈی امداد لگتی تھی۔ اس لئے یہ ارادہ اور بھی محکم ہو گیا۔

اس کے موجب کپتان قابل تدریٹ کی خدمت میں کچھ اور روپیہ کی وصولی کی غرض سے حاضر ہوا۔ اور اپنے ساتھ فرینک کرکٹس کی برائے نام ہنڈسی لیتا گیا۔ تو اس کی وجہ

یہ نہ تھی۔ کہ سابقہ رویہ ختم ہو چکا تھا۔ بلکہ بعض یہ کہ اول تو وہ اہل بیت کے لیے ہی لیا تو ان کو پسند نہ کیا۔ دوسرے اس نے سوچا کہ ضرورت کے لیے پیش بندی کرنا وہ تو شیعہ کے لیے ہی ہے۔ اسے وہاں سے مایوس ہو کر واپس آنا پڑا۔ تو اسے جتنی مہم تھی اور تھک تھک کر جس جوہر اس کا امانہ بھاریے نامزد کر سکتے ہیں۔ اس کا خیال یہ تھا کہ گواہی کے اندر سے سر کر سٹو فر بلنسٹ تھے ہی کہ مار کبھی فرش زمین پر گرایا ہے۔ اس لیے جنگجو کپتان نے اپنے دل میں عبد کر لیا۔ کہ یہی ضرور اس سے بدلہ لے کے رہوں گا۔ پتھر کے خرشن پہ گرنے سے اسے سخت چوین آئی۔ لیکن وہ دھیسوں کی طرح کپڑے بھاڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور قریب ترین شراب خانہ میں طبیعت کو سر کرنے کے لیے پوتین کا ایک گلاس پیے گیا۔ اور جب اسکی طبیعت ذرا سکون پذیر ہو گئی۔ تو واقعہ میں آہ بہ غور کر کے اس نے یہی بہتر سمجھا کہ اس بدسلوکی کے لیے غزنی کا ذکر بیکر سٹریٹ میں واپس جا کر فریڈیک کرلر اور اس کے بیوی سے نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کر کے وہ ٹھوس ٹھوس میں۔ جس سے مراد سر کر سٹو فر کے مکان سے ہے۔ واپس آیا۔ اور چونکہ ان اوقات میں جب وہ اس قلعہ سے باہر جیسے یا اس میں داخل ہونے لگے۔ ان میں سے کسی کو پکڑا جس نے کی جہات نہ ہوئی تھی۔ اس لیے وہ باہر آئے اندر پہنچ گیا۔ سر کر سٹو فر کرائس سے اس نے یہ بیان کر دیا کہ سر کر سٹو فر بلنسٹ شہر سے باہر گیا ہو ہے۔ اور ابھی ہفتہ عشرہ تک واپس نہ آیا گا۔ لیکن اس واقعہ کے دو ہی دن بعد سر کر سٹو فر بلنسٹ اور ڈاکٹر لیلر کے حیرت خیز واقعات صد مقام میں سرفراز بشر کا زبان پر مشہور ہو گئے۔ چنانچہ جمع کے اخبارات بیکر سٹریٹ کے اس مکان میں پہنچے۔ تو ان واقعات کی ساری کیفیت جمع کے کرائس کی میسرور جو فریڈیک کرلر نے باور لیا پڑھ کر سٹائی۔ اس کیفیت سے ظاہر ہو گیا کہ سر کر سٹو فر بلنسٹ اس وقت جب پہلے ان سے ملے گیا۔ نہ صرف باہر نہیں گیا ہوا تھا۔ بلکہ خاص لندن میں موجود تھا۔ یہ کیفیت سر کر سٹو فر بلنسٹ کی طرف سے طریق پر سخت جو شش کا اظہار کیا۔ اور بہت سی باتیں کہا کر کہنے لگا۔ اس بذات نے مجھے جو سٹریٹ کے محل میں گر گیا ہوا۔ میں اس نامہ واجب طرز عمل کا حزر بدل لوں گا۔ اگر اپنے دل میں ملوث نہیں تھے اس بات کا عبد کر لیا تھا۔ کہ اب میں نائٹ کے مکان واقع جرم سٹریٹ کا راجہ تھک لگا لگا۔ کیونکہ وہ دیکھ چکا تھا کہ سر کر سٹو فر نے دیکھی اور نہ خوشامد سے زائد رویہ سے نہ پر آ رہا ہے۔ اس کے علاوہ اب چونکہ نائٹ کو انری می عبسٹریٹ کا عبدہ ل چکا تھا

اس نے کہتا ہے کہ یہ بھی سمجھا کہ اس کے مکان پر جا کر شکامہ پیدا کرنا یا زود کو ب تک کو بت پہنچا۔ دروازہ سے لے کر بیٹھ بیٹھا۔ چنانچہ وہ بعد چھٹ مختلف عذرات پیش کر کے مکان پر تو بھڑا رہا۔ اور چونکہ حرق کے لئے روپیہ داخل نہ ہو رہا تھا۔ اس نے کسی نے اسے سرسٹم بلنسٹ کے ہاں جلنے کی زوردار تحریک بھیجی تھی۔

ہمارے ناظرین بہت نہ ہونگے کہ جب فرقہ امین کے دونوں ملازم سر میک گریب اور پراگس سرسٹرنیک کرٹس کو گرفتار کرنے بیکر سرٹیل والے مکان میں پہنچے تو کہتا ہے اور بلنسٹ نے انہیں سخت زور کو ب کی تھی۔ چونکہ ایسے اہلکاروں کو اپنی عزت کا بہت پاس ہوتا ہے۔ اور وہ شخص پر اپنا رعب قائم رکھنا عہدہ کی شان سمجھتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے بھی اس بات کا عہدہ کر لیا تھا۔ کہ جس طرح ممکن ہو۔ آخر کار سرٹس کو گرفتار کر لیا گیا۔ جس کے ساتھ ہماری آبرو خاک میں مل جائے گی۔ ان کے پاس نہ صرف سرٹسٹرنیک کی طرف سے سرٹسٹرنیک کی گرفتاری کا وارنٹ بلکہ سرٹسٹرنیک کے قتل کی صورت میں ایک کیفر سے محاکمہ کی طرف بھی قریبی قریبی موجود تھا۔ اور ان دونوں کو ساتھ لے کر وہ مکان کے اندر داخل ہونے کی انتہائی ترکیبیں سوچا کرتے تھے۔

انہوں نے مکان میں جانے کے پیشمار طریقے۔ جن میں سے کوئی نہایت مشکل چیز تھی۔ سوچے۔ چنانچہ ایک بار سر پراگس نے ایک بڑا مقاب کا بھیس بدل لیا۔ اور سر میک کو کمرے میں گوشت کی ایک دوڑ میں لگا کر مکان کے دروازہ پر زور کی دستک دیتے ہوئے آواز دی گوشت والا۔ اور اس آواز میں مضامین کی بولی کو پوری طرح ملحوظ رکھا۔ مگر دروازہ کھلنے سے پہلے بالائی نشست گاہ کی کھڑکی کھلی۔ اور تین خزاں بلنسٹ نے جس کا چہرہ بالکل مزاح کی طرح سرخ تھا۔ نکال کر پراگس کو پہچانتے ہی اتنی گالیاں دیں کہ غریب نے بحال ہوا پریشان واپس مٹ جانا پڑا۔ ایک اور موقع پر سر میک گریب نے ڈاکہ کا بھیس بدل لیا اور تیزی سے چلتا ہوا محصور مکان کے دروازہ پر زور دیا۔ اس نے زور کی دستک دیکر اپنے ہاتھ میں لی ہوئی چھٹیوں کو تیزی سے الٹ پلٹ کر استعمال شروع کر دیا۔ جیسا کہ چھٹی رساں عموماً کیا کرتے ہیں۔ گلاب کی مرقہ جانے نے محض میں بنی ہوئی بچان سے گرد و آلودگی کے اسے پہچان لیا۔ اور محاصرہ میں کی یہ چال بھی ناکام رہی۔ اس سے اگلے دن آتش دان صاف کرنے والے آدمی محل میں نمودار ہوئے۔ جن کی زنگت رات کی تاریکی کی طرح سیاہ تھی اور ان کی صورت دیکر گراں ہوا تھا۔ کہ انہوں نے عمر بھر کی پانی اور صابون کی صورت

نہیں دیکھی۔ اور وہ نہ صرف آتش انوں کو صاف کرتے ہیں۔ بلکہ انہی میں رہتے اور کہاتے پیتے بھی دیتے ہیں۔ لیکن جب وہ مخصوص مکان کے دروازہ پر پہنچتے۔ تو انہوں نے دیکھا۔ کہ کپتان اور فرنیٹک کرائس انہیں پہچان کر منہ چڑا رہے ہیں۔ غرض ان کی یہ چال بھی کامیاب نہ ہوئی۔

اس طرح ہر ایک کو شششد میں اکام رہنے کے بعد انجام کار سٹریٹک گریپ اور پرائس نے اس بات کا معمم ارادہ کر لیا۔ کہ اب ہم چیرا مکان کے اندر داخل ہونگے چنانچہ وہ کرائس کے مکان پر دھڑا مار کر بٹھک گئے۔ اور جی میں متوجہ لیا۔ کہ خواہ کچھ ہو۔ دروازہ کھلتے ہی حریف اندر داخل ہو جائیں گے۔ مگر جب وہ کھلا۔ اور انہوں نے اندر دیکھا۔ تو یہ دیکھ کر ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ کہ جنگجو کپتان ایک بیماری ساد سپنہ لاجبہ میں لے آئے خوفناک طریق پر ہار رہے۔ اب کی مرتبہ بھی انہوں نے دلیرانہ کی بجائے جود اندیشی پر عمل کرنا بہتر سمجھا۔ اور مکان میں داخل ہونے کی طاقت سے باز رہے۔ لیکن جب ان کے باقی ہم پیشہ دوستوں نے ان پر پھبتیاں اڑانی شروع کیں۔ اور فطرتی مخالف کے دکھانے بھی یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ لوگ قرق امین کو دشوت دیکھتے رہتے ہیں۔ تو ان کا تحمل حد انتہا سے گذر گیا۔ اور دم شراب کے دو گلاس سامنے رکھ کر انہوں نے اس بارہ میں مشورہ شروع کیا۔ کہ اس جنگ میں ہمیں کوئی چال اختیار کرنی چاہئے۔ جس سے کامیابی ہو بہت کچھ بحث کے بعد آخر کار وہ جس فیصلہ پر پہنچے۔ وہ یہ تھا۔ کہ ہماری سابقہ چالیں جو کہ بالکل اکام نہ رہی تھیں اس سے اب ہمیں چاہا مار کر قلعہ کو سر کرنا چاہئے۔

جس رات ہمیشہ کو کارٹن ہوس کا عجیب سا اندیشہ آیا اسی رات کو دس بجے کا وقت تھا۔ کہ میکسٹرٹ میں ذیل کے درختات نمودار ہوئے۔

دستر خوان بڑھایا جا چکا تھا اور دم کی گرم پانی۔ شیشے کے گلاس وغیرہ متفرق اشیاء میز پر چن دی گئی تھیں۔ جس کے قریب ڈینیٹک کرائس اس کی قابل قدر بیوی اور کپتان اولیڈرٹس ایسے اطمینان کے ساتھ جو حالات پیش آمد میں ممکن ہوا ممکن نہ سمجھتے۔ ذکر کو گھر سے جاتے دیکھ کر یہ کاپیتان نے بتاتے کہ گناہ لے اوجان کے پتے ٹھہر

جا۔ تو سن کر یہ نہیں بتایا۔ کہ سارا رقبہ محفوظ ہے۔

”جی ہاں“ خادمہ نے عرض کیا۔

”اور باورچی خانے کی کچر کھانا۔ مکان کا بھتیجہ۔ صحن کا دھاتہ بڑی احتیاط سے بند کر دیا ہے۔“

”جی ہاں اور سارے مکان کی گشت بھی لگا چکا ہوں۔“

”اور کیوں جہان قلعہ کے اندر سب چیزیں کافی مستقل ہیں موجود ہیں۔۔۔ اور بوتلن بھی بافراط ہے؟ اور بوتلن میں غلو تین کے متعلق خصوصیت سے زور دیکر پوچھا۔

”جی ہاں سب چیزیں کافی مقدار میں موجود ہے۔ آج رات باہر جانے کی ضرورت نہ ہوگی۔“

”جنگجو کپتان نے کہا بہت اچھا۔۔۔ جان! جی حضور۔“

”تم بھی دھبکی کا ایک گھاسن پڑاؤ۔ اور دیکھو رات کو سوتے وقت دینہ سرانے رکب لیا کرو۔ لیون کی قسم۔ میں ہر وقت دشمن کا مقابلہ کرنے کو سہل رہنا چاہئے۔“

جان نے کہا میں آپ کے احکام کی پوری طرح تعمیل کروں گا۔ اور پھر شلوپ کا ایک گلا سون کر دہ کر دے چلا گیا۔

کپتان نے اپنی کرسی فرنیچ کے قریب سرکالی اور کچھ لگا۔ اب میں ملن ہو کر بیٹھنا چاہئے۔ کیوں تم آج رات تو آپ کا مزاج منورہ نہیں ہے؟

”میں کپتان صاحب میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔“ منکر کپتان نے تازہ مشورہ سے چہرہ دیا۔ طبیعت میں دوا اضطراب تو ہے۔ مگر اسے ان عجیب حالات میں جن میں ملن کر دہا۔

سیر جوتی ہے۔ ایک قلعہ کی بات سمجھا جاسکتا ہے۔“

”عجیب! کپتان نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ تم جہاں رہتے ہو تو نہایت شاندار ہے۔“

”شانہ کی بھی ایک ہی کہی۔“ فرنیچ گفتگو میں جھلے کر کہنے لگا۔ کاشی دھیلو دوست مار کر شیشہ آفت شرد توج بھی بیاں آجئے۔ خزا قسم پھر ہم بڑے مزے سے رہیں۔“

کپتان نے اس فقرہ پر قویہ نہ دیتے ہوئے دھبکی کی بوتل لٹا کر منکر کپتان سے مخاطب ہوئے حوصلے انداز ترغیب سے کہا۔ تم آپ کی اجازت سے۔۔۔“

”کپتان صاحب میری طبیعت سیر ہوگی۔۔۔ خیر آپ اصرار کرتے ہیں۔ تو روٹی ذرا
... راسا قطرو سے دیکھئے سسر کرکس نے سکرانے کی کوشش کرتے ہوئے
کہا۔

ادولڈر بس بکنے لگا۔ میڈم میں بالکل ذرا۔۔۔ راسا قطرو میں گردن کا
اور وہ بھی آنا کمزور کہ ایک ماہ کا بچہ پی لے۔ اور کمرہ میں چلتے وقت اس کی چال میں
لشزش پیدا نہ ہو۔

ادولڈر بس کی گفتگو سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ بچوں کی خصوصیات جسمانی کے
متعلق اس سب کی واقفیت بنایت بہم اور محدود ہے۔ پھر اس نے ایک بڑے گلاس
میں شراب اور پانی کی مساوی مقدار ملا کر اسے پیش کرتے ہوئے کہا: تم بچے حاضر ہے
اور اگر یہ صنف تازہ کے لئے سب سے موزون گلاس ہے۔ تو آئندہ مجھے آئرش نہیں
ولندیز کیے لگاتے۔

سنر کرش نے پھر سکرامبٹ کے آئینہ پیدا کر لئے۔ اور بولی: کپتان صاحب میں باہمی
حکایات کی مضمون ہوں۔

کپتان نے میز کے نیچے اپنا پاؤں سنر کرش کے پاؤں کے قریب دیکھا کہ اسے آہستگی
سے دبا یا۔ اور اس کے جوابی دباؤ سے یہ معلوم کر کے کہ اوپر سے بھی اظہار غیبت جو رہا ہے
اور میری حرکت ناگوار نہیں گندھ لگا یا۔ تم شکریہ تو مجھے آپ کا اور کرنا چاہئے۔ ہمیشہ مرد
خواتین کا شکریہ ادا کیا کرتے ہیں۔

سادہ لوح عزیز گراس کا مطلق علم نہیں تھا۔ کہ میز کے نیچے کیا کارروائی ہو رہی ہے
گفتگو اسی انداز سے جاری رہی۔ اور کپتان اور فرینک اپنی اپنی نوبتیاؤں اور مدد و نفع
بائیوں میں ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اور عصر
میز کے نیچے جنگجو کپتان اور سنر کرش کے درمیان اظہار محبت کی علامات بھی گرجوشی کے
ساتھ بڑھتی گئی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سنر کرش کی طبیعت اب کی مرتبہ معمول سے زیادہ
اسنرہ ہے۔ کیونکہ اگر وہ کپتان کے لطیفوں اور جبروت انگیز کہا بیوں کو سن کر
بہت مہینتی چہرہ بھر بھی بار بار یہ شکایت کرتی تھی۔ کہ آج طبیعت منتشر بہت ہے
جن کا مطلق کپتان کی طرف سے توجہ کا ایک اور گلاس تجویز ہوتا۔ آخر جب رات

کے بارہ بجے اور وہ اٹھ کر اپنے کمرہ کی طرف جانے لگی۔ تو اس نے معلوم کیا کہ مشرب کے تین گلاسوں نے جو اس نے کپتان کے اصرار سے پی لئے تھے۔ فٹے سے چال میں لڑکھڑاہٹ پیدا کر رہی ہے۔ یہ دیکھ کر کپتان ابھی نشست سے اٹھ کر اس کی خواب گاہ کا دروازہ کھولنے گیا۔ اور اس موقع پر مشرب بخیر کہتے ہوئے منہ پر لٹکائی اس کا لمبہ اس اتناڑ سے بھاگ جس کے متعلق ناول نویس کہہ کرتے ہیں کہ عورت کی اس ایک حرکت میں بے پایاں دفتر معافی پوشیدہ ہوتا ہے۔

واپس آ کر کپتان نے کہا "یار کرتس۔ مقدس دہشت کی قسم۔ تمہاری بیوی ایک جوہر ہے بہت۔ اتنی ظلم... اور ایسی لسنار۔ اور مزید کہ پوچھتے وقت کیا مجال کوئی بے جا ناز کرتی ہو۔ خدا وہ کسی شریف گھر سے نہ زیر کہلانے کی مستحق ہے۔ آؤ ہم اس کی صحت کا ایک جام پئیں۔"

فرینک جو ابھی سے لٹے میں غیبی نظر آتا تھا۔ بولا "شوق سے۔ اگر کپتان میری طبیعت اس زندگی سے بیزار ہوئے گی ہے۔ کسی نہ کسی طرح اس مصیبت کا خاتمہ ہونا چاہئے۔" کپتان بھی آج معمول سے زیادہ مست تھا۔ ہناؤنگ کہ بیکر سٹریٹ میں سکونت اختیار کرنے کے دن سے اب تک وہ کبھی اتنا ہوشیار نہیں ہوا تھا۔ بولا "طاقتوں کی قسم۔ فرینک میں خود ہم سے بھی بات کہنے کی تباہ۔"

"اگر سوال یہ ہے میں کرنا کیا چاہئے؟" کرتس نے سچکی جیتے ہوئے پوچھا۔ "کرنا کیا چاہئے؟" اور کپتان بس نے اپنے دوست کے لفظوں کو دہرا کر کہا۔ "میری رائے میں تم کل فرانس کو چلے جاؤ۔ اور اس مکان کا انتظام میرے ذمہ رہنے دو۔ میں اس کی ہر ایک چیز کی دلالی کے لئے تیار ہوں۔" کرتس نے کہا "یہ تو ایک اور روپیہ کو ایسی حفاظت کے ساتھ دیں گے تو ان کا کوئی اور سبب میرا ہے۔"

فرینک نے فریاد کیا "اے دو بارہ پر کرتے ہوئے کپتان میرا زارہ بیان سے تنہا جانے کا نہیں۔ لیکن میری جب شراب کا خلد ذرا اترتا ہے۔ تو ہم اس سوال پر غور کریں گے۔"

اور کپتان نے کچھ لگاتار سیوے کی قسم۔ "خیر۔ پوچھتے ہیں کہ ابھی اتر نہیں ہوتا۔" لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ کپتان کو اس دعویٰ کے آگے نہ بڑھنا پڑا۔ اور کپتان نے کچھ لگاتار سیوے کی قسم۔

اور باوجود بڑی کوشش کے اپنے آپ کو سمجھانے سے قاصر نظر آتا تھا۔
اب رفتہ رفتہ گفتگو کم ہونے لگی۔ مگر شراب کا دور بدستور جاری رہا حتیٰ کہ فرینک مہکی کی
بوسہ تک ہاتھ بڑھانے کی کوشش میں دھڑام سے فرشتہ زمین پر گر پڑا۔ کپتان نے یہ حالت
دیکھ کر زور کا جھنجھٹا لگایا۔ مگر جب وہ اپنے دوست کو اٹانے کے لئے کھڑا ہوا۔ تو خود بھی لڑکھ
کر اس کے اوپر گر پڑا۔ آخر بڑی جدوجہد کے بعد وہ بچھٹا۔ اور فرینک کو فرش سے اٹاکر صوف
پر لٹا دیا۔ جہاں وہ شراب کے نشے میں بالکل بے خبر ہو گیا۔ اب کپتان نے ایک شمع لایا۔ یہیں
کی۔ اور لٹکھڑاتا ہوا کمرے سے باہر چلا۔ ساتھ ساتھ کپتا جاتا تھا۔ طاقتوں کی قسم۔ اگر
مجھے اس بات کا یقین نہ ہو۔۔۔ کہ۔۔۔ یعنی اگر یہ غیر ممکن نہ ہو۔۔۔ کہ۔۔۔ تو سچے
کہنا پڑے۔ کہ میں۔۔۔ کہ۔۔۔ آج اپنی عمر میں اول مرتبہ بیہوش ہو گیا

مگر یہ ایسا نتیجہ تھا۔ جسے اخذ کرنا کپتان کیلئے فطرتاً ناگوار ہوتا تھا۔ پس اس نے اس سن خیال کو نوہن سے دور کرنے اور اپنے آپ کو یہ یقین دلانے کے لئے کہ میں پوری طرح ہوش میں ہوں شیش کی روشنی میں صمد دروازہ کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ جیسا سونے سے پیشتر وہ ہمیشہ کیا کرتا تھا۔

برست مغراہوں کی طرح پھٹی پھٹی آنکھوں سے دردانہ کو دیکھتے ہوئے، خود سے کہنے لگایے طاقتوں کی قسم! یہ ہمارا تو کر... کہ... جان بڑا سو سٹا یا تو دوسری ہے... کہ... مجھے اس کا پورا انجیر ہو چکا ہے... کہ... یسوع کی عظیم اور کچھ اور اس نے دردانہ میں دوزخ میں لگا رکھی ہیں۔ اور اوپر نیچے دوسری دکھائی دیاں لگی ہیں۔ اور مقدس دہسنے کی قسم! کہتاں نے درد اور بلند آواز سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرہ پر دیوالوں کی طرح خوشی کے آثار نمودار ہو گئے۔ اب یہ مکان پر طرح مخطوط ہے مکیز کہ... کہ... وہیں دردانے بھی دو جا گئے ہوئے ہیں۔

اس عجیب دریافت سے بہت خوش ہو کر اور یہ سمجھ کر کہ میرے ہاتھ میں درموم جہاں
میں یہاں تک کہ ہر چیز کو ایک کی بجائے دو دیکھتے ہوئے چھو انفر ڈیڈ چیز سے گذر کر زہر
پر چڑھنے لگا۔ جراثیم غیر ضرر پر عمودی۔ ڈبلوان اودنا ہوا نظر آتا تھا ہر قدم
کے ساتھ شراب نوشی کے باعث چھو کی آواز سے ترجمہ

پر ٹوکریں کیا۔ اور ساتھ ساتھ اس بے وقوف کا بیگر کو گایاں دیتا۔ جس نے اس قسم کا
 زینہ تیار کیا۔ کپتان اور ٹیکسٹس بھدر خرابی پہلی منزل تک پہنچا۔ گروہوں اسس کا پاؤں چٹائی
 پر چڑھ چلا۔ تو چاروں شانے چت کرو کے فرش پر گر پڑا۔ شیخ بھی ماتہ سے گر کر کا فز چوٹ
 اور سر زور کی چوٹ لگنے سے اس طرح بھٹا گیا کہ آنکھوں کے سامنے سیکڑوں شباب شام تھیں
 اترتے ہوئے نظر آئے۔

خون اور آفت کی قسم اچھو اس نے غصے میں بھر کر کہا۔ ضرور کوئی زوردار زلزلہ آیا
 ہے... بک... طاقتوں کی قسم! میں... بک... حقیقت میں آج... بک...
 بیہوش ہو گیا ہوں!

وہ پھر اپنی جگہ سے اٹھا۔ اٹھنا دیکھیں ہی زینہ کو ٹٹونے لگا۔ آخر کسی قدر تلاش کے
 بعد جب اسے زینہ کا سراغ مل گیا۔ تو اس نے پھر اوپر چڑھنا شروع کیا۔ مگر اس کا اسے مطلق
 علم نہ تھا کہ میں سر کے بل چل رہا ہوں۔ یا پاؤں کے۔ صرف اتنا جانتا تھا۔ کہ کوئی بچے زور سے
 چکروں رہا ہے۔

لڑکھڑاتا ہوا زینہ پر قدم قدم چڑھتا۔ وہ اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ پتھان
 اور بلند ہیں۔ یہ نہیں ہو۔ یا کوئی تودہ ہے یا اگر نہیں ہو... بک... تو بچے تیار ہی طرف سے
 آج سخت خفاست اٹھائی پڑی ہے۔ اور غصہ میں دھپنے کی قسم! میں متباری... بک...
 ایسا مرست کروں گا۔ کہ بیٹا پتھان... بک... او... بک... بلند ہیں تم یا
 ہی رکھو گے!

اس طرح کی باتیں کرتا۔ وہ بعد خرابی بصرہ دوسری منزل پر پہنچ گیا۔ گروہوں جا کر
 تھا۔ کہ اپنے کمرہ کے پیچھے کے لئے کس طرف کو جانا چاہئے۔ صرف اتنا یاد تھا۔ کہ میرا کمرہ کہیں
 پاس ہی ہے۔ مگر اس کا مطلق علم نہ رہا تھا۔ کہ اس میں پہنچنے کے لئے دائیں طرف کو چلنا چاہئے۔
 یا بائیں کو۔ یونہی بلا عقدا اس نے ادھر ادھر کر کے دروازہ کو ٹٹونا شروع کر دیا۔ بعد
 جب آخر کار اس کا ہاتھ ایک دروازہ سے لگا۔ تودہ بلا تاہل اسے کہوں کہ اس کے اندر داخل
 ہو گیا۔

گرفتاری اسپنجیا

باب ۱۰۳

اس وقت کوئی نہ کہے گا وقت اور بیک شریٹ میں کالی مسٹا اسٹار چاندی کا کٹا ہوا
یہ چاندی سٹری اس کے بہت بڑی کی طرف بازاری سے گزر کر اس مکان کے سامنے ہوئے جس میں مشر
کریٹر رہتا تھا۔ اب تک ان کی نقل و حرکت جہاں مخلوق کی طرح ہے اور جہاں نہ گرا بہا ہوا
نہ ایسی کارروائی شروع کی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ انکسی نہیں خانہ کو چھو رہا رہے
وہ لوگ ہیں۔

ان لوگوں میں سے ایک کو وہ چہرے تھے۔ مگر نہیں یہ ہمارے دوست سیکر گریو اور ہر اس
یعنی قارئین کے دونوں لازم تھا۔ اور ان کے ہمراہ اس وقت وہ اور اس قسم
بدو خلق آدمی تھے۔ جیسے باہم جمہور جنسیت ان کے شراب خانوں میں پائے جھپٹتے
ہیں۔

مشر سیکر گریو نے غور سے صدر روم پر مکان کا گھبراہٹ کیا۔ ہر غلطی سے کسی
ان مکان میں گھبراہٹ کیا۔ پھر سٹری ہی کو اس کا گھبراہٹ کے ساتھ گھار جوتے سے گاہ کی
کڑکی کے باہر نئی ہوئی تھی۔ مشر پر انکس کو اوپر چڑھنے کا حکم دیا۔ لیکن معلوم ہوتا تھا
مشر پر انکس نے حالی میں جہاں آداب و اخلاق کی کسی خاص کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔ کیونکہ
وہ اپنے آقا کی پیش روی کے لئے ہرگز آمادہ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن مشر سیکر گریو
آنا منکر لڑائی کشش تھا۔ کہ وہ اس امر سے متاثر ہو کر اس کے لئے برادری ہو کر گھبراہٹ ہوا
وہ دونوں آدمی۔ دہلی نے صاف کھدیا۔ کہ ہم کسی حالت میں پہلے اس جگہ پر نہ چڑھیں
غرض ساری تجویز خاک میں ملی جاتی تھی۔ کہ انجام کار پر انکس نے ہی اپنے اندیشوں پر غالب
اگر اوپر چڑھنا منظور کیا۔

وہ اپنے دلی کو گھبتا ہوا سٹری پر چڑھنے لگا۔ اور اس کی جھٹ جھٹ کو دیکھ کر
ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس خوفناک جہم میں شبیہ ہو جاتا۔ تو کسی وزیر۔ شاعر کو ضرر نہ
کی وجہ سے ایک نظم تصنیف کرنے پر تھی۔ لیکن ہمت پر انکس پر ہر اس نظر آتی تھی۔ اگرچہ
جادویر بان دہتا کہ وہ اس رات باورں کے کچھ نہ چھپا سکتے تھے۔ پھر رات کا بہر حال رہا
ہر گشت سے گاہ کے باہر نئی ہوئی گیدی کا۔ جس کا طہ پنچ گیا۔ اس کے کچھ کچھ

مگر یہ چہنہ تھا۔ اور اسی کی تقلید باقی دو شخصوں نے بھی کی۔ اس اثنا میں پراگس نے نشستگاہ کی کپڑی کا ایک شیشہ الماس دار آلہ کی مدد سے کاٹ لیا تھا۔ ادب اس رخسار میں نہ تو ڈال کر اس نے کپڑی کو اندر سے کھول لیا۔

یہ کام ہو گیا تو چاروں آدمی کے بعد دیگرے نشستگاہ میں گھس گئے۔ ادب وہ ان بہادروں کی حیثیت میں جنہوں نے کسی مستحکم قلعہ پر شب خون کے ذریعہ قبضہ کر لیا ہو۔ اس مکان پر قابض نظر آنے لگے۔ جس نے آج تک ان کے محاصرہ کا مقابلہ بڑا کامیاب سے کیا تھا۔

سٹیر اگس نے جیب سے ایک انڈیو لائٹن نکال کر روشن کی۔ اور سٹیر میک گریب نے دم کی شیشی نکال کر اس کی تھوڑی تھوڑی مقدار سب میں تقسیم کی۔ کیونکہ ان کے حوصلہ کو بلند رکھنے کے لئے اس کی خاص ضرورت تھی۔ پھر انہوں نے دبے پاؤں اس کمرہ سے نکل کر مکان کے اندرونی زینہ کی راہ سے ہوتے ہوئے صدر دروازہ کھولا۔ ادب اسے چونکی سیڑھی اٹھا کر مکان کے اندر صحن میں رکبہ دیا۔ تاکہ المیہ نہ ہو۔ پھر وہ دارگلی میں گشت کرتے ہوئے سیڑھی کو لگا ہوا دیکھ کر چوڑ چوڑ کی آوازیں دینے لگیں۔ اس کام سے غارت ہو کر وہ اطمینان سے مکان میں داخل ہوئے۔ صدر دروازہ کو احتیاط سے اندر کی طرف بند کر دیا۔ ادب کبھی سٹیر میک گریب نے اپنی جیب میں ڈال لی۔

پہلے یہ چاروں پہلی سفر کی نشستگاہ میں داخل ہوئے جہاں سٹیر فرینک کرٹس اس صوفہ پر جہاں کپتان نے انہیں فرشتے اٹھا کر رہا دیا تھا۔ اب تک بے خبر سو رہے تھے۔ سٹیر میک گریب نے لائٹن کی روشنی میں فرینک کرٹس کی صورت کو غصے سے دیکھتے ہوئے کہا کہ یہی وہ جو ان ہے۔ جس کی ہمیں تلاش تھی۔ میں ایک آدمی کی مدد سے ابھی اسے بیمار سے اٹھوا کے لے جاتا ہوں۔ اور پراگس تمہارے دوسرے آدمی کے ساتھ اس مکان پر قابض رہنا۔

پراگس بولا کہ وہ یہ ناممکن ہے۔ بھلا ہم دو آدمی اس آتش شیطان کا کیونکر مقابلہ کر سکتے ہیں؟

اس سے یہ اتفاقا اتنے غبہ بعد میں کہے کہ کرٹس کی آنکھ کھل گئی۔
دو چوک کر اٹھا۔ اور انھیں مل کر نیم بے خبری کی حالت میں اوپر لوہر دیکھنے لگا۔

رات کی بسیار روشنی کا خاں لڑھی تک نہ اترتا تھا۔ آخر جب رختہ رختہ اسے چھین ہو کر کمرہ میں چار اجنبی شخص موجود ہیں۔ تو بھاری گلو گھیر آواز سے کہنے لگا: شیطان کی قسم تم کون ہیں اور یہاں کس لئے آئے ہو؟

میک گریب نے غرور کہا: ابھی معلوم ہو جائے گا۔ ہم کون ہیں تم ذرا پیش میں آؤ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہم بھی انسان ہیں یا پھر بت نہیں ہیں۔ فرنیٹک کو جب معلوم ہوا کہ یہ قرق امین کے آدمی ہیں۔ تو اس نے زور دیکر جانی لی۔ اور کہنے لگا: یاد تھوڑی دیر اور سو لینے دو۔ ابھی قومی فینڈ بھر کر لیتا ہوں نہیں ہوں؟

میک گریب کہنے لگا: اب یہاں تمہارا سونا نامکروبے چھپسری لین کی حوالہ دیتا ہوں؟ فرنیٹک اس ناگوار حالت سے متوحش ہو کر کانپنے لگا۔ اس کے دانت کچھ ٹوٹ رہے تھے۔ سردی کی وجہ سے بچ رہے تھے۔ بولا: اس وقت کیا بجا ہوگا؟

میک گریب نے جیب سے ایک بھاری چاندی کی گھڑی نکال کر کہا: پہلے چار کاٹل ہے فرنیٹک بولا: اس سے معلوم ہوا کہ میں ضرور کچھ عرصہ سوچا ہوں۔ ہر چیز کی طرف دیکھ کر کہنے لگا: ہاں مجھے یاد آ گیا۔ رات میں نے مذا زیادہ پلی لی تھی۔

براگس تلخ لہجہ میں کہنے لگا: تیسرا بھی یہ خیال ہے۔ مگر کیا ہوا جزیرہ سپائیک میں نہیں بچتے؟ بہت آدمی مل جائیں گے۔

جزیرہ سپائیک؟ فرنیٹک نے متعجب ہو کر کہا۔ پھر جب وہ سب کے خفا کو دیکھ کر کچھ بیداری آئی۔ تو کہنے لگا: ہاں میں سمجھ گیا۔ تمہارا اشارہ پنج کی حوالہ دے رہے ہیں۔ لیکن دوستو جیسا میرے بارے میں عبد اللہ کا مقولہ تھا۔ انسان کو سمجھ نہ پڑتی ہے۔ اگر پنج ہی کو چلنا ہے۔ تو مصافحہ نہیں۔ میں اس کے لئے تیار ہوں۔ مگر اس کی فراہمات دو۔ کہیں اس کو اطلاع اپنی بڑی کو دینا چاہیے۔

میک گریب گہرا کر کہنے لگا: ہم تین اس خوفناک آئرش کو بیدار کرنے کی اجازت نہ دیں گے۔ ہم تو ابھی تھیں یہاں سے لے جائیں گے۔ بیدار ہو کر وہ چلبستہ خفا سے غور سے دیکھا کہ وہ ہیں اس کی پردہ نہ ہوگی۔

کرشمہ نے کہا: میرا ایمان داری سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ کپتان کو ہرگز بیدار نہ کرنا۔ لیکن مجھے جانے سے پہلے یہی سے تو لی لینے دے۔

فرینک نے گھبراہٹ سے اس آواز سے ہم سے جو بات کہی تھی اس سے
اس کے بعد ہم کسی رعایت کے مستحق تو نہیں ہو۔ لیکن جرم نہیں اسی بڑی سے لٹنے کی اجازت
دیتے ہیں۔ مگر ہمیں اپنی نظروں سے اجڑا نہ ہوئے دینگے۔

فرینک نے کہا: ایسی ہی دکان ہے تو میرے ساتھ ساتھ اس کی اجازت کے دروازے
تک چلے تو میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔

میک گریب بولا: پر اس تم میرے ساتھ رہو۔ اور وہی گھر میں رہیں پھر ضرور
کچھ دیتے ہوں کہ پلاسٹک یا اس پتھریلے موہو ہیں۔ اگر تیار سے آؤش دوست نے پھر پیدا ہو
کر کوئی بے جا حرکت کی تو ہم ذاتی حفاظت میں ضرور کرنے سے حد پانے نہ کریں گے۔

فرینک نے کہا: پچھلی مرتبہ ہی اس نے جو کہ کیا۔ اس میں سیرا بقدر نہ تھا۔ بہر حال
تم اہل کار کرتے ہو تو میرے ساتھ ساتھ آ جاؤ۔

یہ کہہ کر اس نے شمع روشن کر کے باقیہ میں لی۔ اور اسی آہستہ آہستہ زینہ پر چڑھنے لگا۔
میک گریب اور پراگس دونوں سایہ کی طرح اس کے پیچھے تھے۔ وہ دوسری منزل پر پہنچ کر
فرینک ایک دروازے کے سامنے پہنچا۔ اور اسے کہنے کو کہا۔ کہ میک گریب نے دل زبان
سے کہا: دیکھو میں پھر تاکید کرتا ہوں کوئی شرارت نہ ہو۔ ورنہ خدا جانتا ہے۔ آپ کی مرتبہ
بم جان لڑاؤ دینگے۔ مگر غالی ہوتے نہ جانتا گئے۔

کرشن بھی اسی طرح آواز دے کر کہنے لگا: میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ یہ میری بڑی کی خواہش
گاہ ہے۔ یہاں کپتان کا کیا کام؟

اتنا کہہ کر وہ کمرہ کا دروازہ کھلائی چوڑ کر اندر داخل ہو گیا۔ اور قارق کے دونوں آدمی
باہر کھڑے رہے۔

شمع ہاتھ میں لے کر فرینک کمرہ کے اندر پہنچ کر اس کی طرح بڑھا۔ اور میری جانی جان میں
کہنے کو کہا: کجرت نہ۔ اور خوب مہرورک گیا۔ منہ کھینچ کر کہہ دیا کہ:۔۔۔ انکھیں پھیل گئیں۔
اور دل میں ارادہ پیدا ہوا کہ کیا وہ کپتان ہے کہ بڑی کے عزیز کپتان اور بلند نسب میں رہتے
ہوئے ہیں۔

وہ لوگ جیسے سو رہے۔ جیسے کہ وہ اس کے چہرہ اشرفی شراب کی وجہ سے صفا
کہہ کر منہ بلیتے لال کہہ کر نظر آئے۔

خدا قسم! آج اس دوستی کی حد جو گئی تھی بہت دیر کے بعد کر لیں گے اس وقت کہ جب اس کی نگاہ تکمیل پہنچا ہوئی۔ اور اس جو شا اور غصے کے زیر اثر جو ایسے برائے پرانے سخت بند تھے میں سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور انسان میں غیر مصلحتی دلیری پیدا کر دیتا ہے اس نے اس پر بھی ہوئی تھی اسے پانی کی بھری ہوئی صراحی اٹھا کر سارا ٹھنڈا پانی کھٹان اور ملینڈر بس کے ساتھ پھر گرا دیا۔

تکمل اور غارتگی قسم! جگمگ کپتان قسم! حرا بیدہ کی طرح میدان ہو کر چلتے ہوئے کہنے لگا کہ اور پھر ہنگ سے اٹھ کر فرینک کرش پر دست شفقت پھیرنے کو تھا کہ ہنگ سے جھج کی آواز سن کر رک گیا۔ اس نے فرینک کرش کو ادھر دیکھا۔ تو معلوم کر کے حیرت زدہ ہو گیا کہ میں کہاں ہوں۔ اب اسے معلوم ہوا کہ فرینک نے میرے ساتھ میدان کیوں کیا۔ چنانچہ فوراً ہی غصہ پر قابو پا کر اس سے زور سے کہا: یسوع کی قسم! اور میرے دوست فرینک! یہ سب غلط بھی کیا نتیجہ ہے۔ رات میں اتنی توفیں پڑ گئیں۔

اور آج اب یہ تو دوسری آسٹری فیسٹاں جیسے قرق یون کے آویں میں ہے۔ ایک نے دروازہ کے پاس کھڑے ہوئے گھبرا کر گھبرا کر آواز دی کہ

دوسرے کی آواز سنائی دی۔ پڑا گس تم پر دانا کرو۔ اگر اس نے اب کی مرتبہ ہم پر ہاتھ اٹھایا تو ہم ضرور دیر کر دیں گے اور خدا ہی اس نے ان دو شخصوں کو جنہیں وہ پیسے چوڑا آیا تھا۔ اور آواز کے لئے زور سے آواز دیا

دفعہ سارے گھر میں ایک ہنگ سا پیدا ہو گیا۔ سن کر کرش اس بے رحمی کو دیکھ کر چارپائی پر چڑھ کر جھپٹیں مار رہی تھی۔ اور کپتان صاحب گلے میں صرف ایک قمیض پہنے اس شخص کی طرف جو ایک مصل خانہ سے نکل آیا ہو۔ کمرہ کے دروازہ کی طرف سے ٹپکے جا رہے تھے۔ پیچھے پیچھے کرش تھا جس کا کپتان کے پیش کردہ غصہ سے خدا ہی اطمینان نہ ہوا تھا۔ اور قرق یون کے وہ دو آدمی جنہیں پچھلے سترلی میں شہر لایا گیا تھا۔ بے ستم شاہی کو بے گھر کر دیا تھا۔ مختلف بالا خانوں سے نوکروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ کہ غلط کیا ہے۔ لیکن گمان غالب یہ ہے۔ کہ وہ بھی اپنے دل میں معلوم کر چکے تھے۔ کہ قرق یون کے آدمی آج مکان کے اندر ضرور نہیں آئے ہیں۔

جس وقت کہتان نے اس شمع کی روشنی میں جو کرکٹس کے درجہ میں پہنچی۔ ایک گریب اور پرائس کے معروضات چہرہ کو پہچانا۔ تو وہ زور سے چلا کہ کہنے لگا۔ حیوان کے پھر فوراً اتر جانے نہیں تو قسم کے دھروں لگا۔

لیکن معلوم ہوا کہ اس مرتبہ ان دو شخصوں نے بھی پوری جرات سے کام لینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے ایک ایک پستول نکال کر ہاتھ میں لیا۔ جس سے کہتان کا جو شخص سر دھو گیا۔ اور وہ پیچھے کو ہٹ گیا۔ اور کرکٹس ہی طرف زور دھو کہ کہنے لگا۔ صابو کسی بے جا کارروائی کی ضرورت نہیں۔ میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔

اور بلند پس کمر میں اور ہوا ہر کوئی ایسی چیز تلاش کرتے ہوئے جس سے حملہ آوروں کی مداخلت کی جاسکے۔ کہنے لگا۔ لیوٹ کی قسم! اور میرے دوست بس ہرگز متبیں ان کے ساتھ جلسے نہ دوں گا۔

اسے میں وہ دو نوادہ بھی جنہیں بخلی منزل میں چھوڑا گیا تھا۔ اور پچھلے گئے۔ اور اب کرکٹس کے لئے سوائے اپنی جالگی کے کوئی چارہ کار نہ رہا۔

”فرینک! فرینک!“ اس کی پوری نے خواجگاہ کے اندر سے چیختے ہوئے کہا۔
”کرکٹس سرے دوست! حق نہ ہو کہتان نے بھی گرنے کر کہا۔ ہم اب بھی ایسے مارکر بگاڑ سکتے ہیں؟“

لیکن فرینک نے نہ پوری کی التجا اور نہ دوست کی درخواست پر توجہ دی اور قریق این کے آدمیوں کے ساتھ جلد میں قدم اٹھاتا ہیچے اترنے لگا۔ ایک تو وہ پتیلوں سے بہت خوف کیا کرتا تھا۔ دوسرے تو بگاہ میں جو نظارہ دیکھ چکا تھا۔ اس سے۔ اسے اسے آتما پریشان کر دیا۔ کہ اب وہ اس مکان میں ٹھہرنا بہر حال پسند نہ کرتا تھا۔ اس واقعہ سے اسے سخت صدمہ پہنچا۔ اور اگرچہ اس کا انتقام لینے کا اس میں یار نہ تھا۔ تاہم وہ اس کا تحمل بھی نہ ہو سکتا تھا۔ پس اس نے اس زور کی کے ساتھ اپنی قسمت کو واقعات پر چھوڑ دیا۔

مشریک گریب دو نالو آدمیوں میں سے ایک کے ساتھ قیدی کو لیکر چھوڑی کی طرف روانہ ہوا۔ اور پرائس اور دو راڈمی ہیکر شریٹ محلے مکان پر تاقبض رہے۔

رات نہایت سرد اور تاریک تھی۔ اور قریباً ساڑھے چار کا وقت تھا۔ جب فریڈک کرٹس میک گریب کی سمیت میں اس کے مکان پر پہنچا۔ بسیار خوشی کی وجہ سے اس کے سر میں اتنا درد تھا کہ وہ مارے پھٹا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ تو قدرتی مسخوئی۔ کچھ خوف اور کچھ شائبہ کا خوار ہوتے جانے کے مزاجانہ اثر کی بدولت اس کا بدن زور سے کانپ رہا تھا۔ اور چونکہ خیانت بھی نہایت افسردہ کن ہے۔ اس لئے ٹھوکی طور پر اس وقت اس کی حالت سخت قابلِ رحم تھی۔ چنانچہ جس وقت وہ میک گریب کے ساتھ اس مکان پر پہنچا۔ تو اندر داخل ہو کر کسی قدر ہلکی آواز سے اپنے آپ سے خطاب کر کے کہنے لگا: "مے اسٹون میں نے کس طاقت میں زندگی بسر کی؟"

خوش قسمتی سے اس کی جیب میں کچھ نقدی موجود تھی۔ ایک پونڈیٹ میک گریب کے ہاتھ میں دے کر اس نے کہا: "میں نہایت اسٹون ہوں گا۔ اگر تم میرے کسی عیبہ کمرہ میں ٹھہرنا کا انتظام کرو۔ اور اس میں آگ جلا دو۔"

میک گریب نے حریفانہ انداز سے نقدی جیب میں ڈالی۔ اور کہنے لگا: "تو ٹھیک رہو۔ میں انتظار کرو۔ میں غادر کو حکم دیتا ہوں۔"

میک گریب کے صاحبی نے اس کثیف مرطوب کمرہ میں جسے قانونِ فرق کی اصطلاح میں دفتر کے ٹھکاندار نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ ایک لپ جلا دی۔ اور جب میک گریب غادر کو بلانے گیا۔ کرٹس اسی ذہنی پریشانی کی حالت میں جو کسی خوفناک واقعہ سے پہلے پیدا ہو ا کرتی ہے۔ اپنے اسزور کن خیالات کو دور کر کے لئے کمرہ کے سامان پر نظر ڈالنے لگا۔

کمرہ میں ایک دقیا نو سی میٹر پڑی تھی۔ جس پر علم تراشوں کے بے شمار ٹکے ہوئے اور کئی مقامات پر سیاہی کے داغ تھے۔ ایک چوٹی سی الماری میں چند پرانی قانونی کتابیں اور ایک خانہ جنٹری موجود تھی۔ انگلستان اور ولز کے شرف اور نائب شرف افسروں کی فہرست اور ایک اور فہرست اسماء فہم کی بھی تھی۔ جس سے عدالتوں کے اوقات کا پتہ چلتا تھا۔ دو تین شکستہ کرسیاں۔ ایک سالِ خورہ ہلاک جس کی ہم آہنگی آواز سے طبیعت افسردہ پریشان ہوتا تھا۔ بس یہ اس کمرہ کا سامان تھا۔

سہر چمک رہا تھا۔ اور سالِ خورہ نظر آتی تھی کہ کمرہ میں بھی جہاز نہیں دیکھا جاتا تھا۔ اور اس کے

اور کچھ پھنس گئی تھیں۔ ہوائیے مڑ گئے۔ جنہیں مڑنے اور اڑنے تک بند کر دیا۔ مڑنے والے ہوائیے۔

اس سرد مایہ سی ہفتی اور اندر سے نکال کر میں فریاد کرتی کہ دیشا نصف گنبت
نکالت انتظار کیا گیا۔ جتنھن اس کا گران تھا۔ وہ بھی پاس ہی ایک کرسی پر اڑ گئے۔
کبھی وہ اس قدر جاتا تھا کہ اس کا سر گنبتوں کے قریب آ جاتا۔ مگر پھر فریاد کی یاد سے
چرنگ کر دیا ایک دور سے سر کو ہٹا لیتا۔ جس سے فریاد کی پریشانی اور زیادہ بڑھتی تھی۔
آخر کار بڑے انتظار کے بعد سر میک گریب واپس آیا۔ تو اس کے منہ سے دم کی تیز دھواں
ہوتی۔ اس کے پیچھے پیچھے ایک بڑھتی گھٹتی ہوئی عورت تھی۔ جس نے گریب کے منہ کی
حالت میں لٹے پڑے کپڑے پہن رکھے تھے۔ اور بہت ناراض معلوم ہوتی تھی۔ جس کا وجہ
شاید یہ ہو کہ اسے اتنا سویرے جگایا گیا۔

کونسل سے طلب ہو کر اس کی طرف دیکھے بغیر وہ خشک ہونے لگی۔ سیرت
پہنچے چلے آؤ۔

لے ساتھ لے ہوئے وہ ایک مختصر سے مسقف راستے سے گزری اور پھر دونوں
لگے پیچھے ایک ٹنگ زین پر چڑھنے لگے۔ بڑھیا کے ایک ہاتھ میں دھندلی سی شمع تھی۔ سارے
دوسرے کو اس نے لے ہو کر آدگی سے بچانے کے لئے اس کے لگے پچھلے چھوڑا۔ شمع
سے ہٹ کر اتنی روشنی خارج ہوتی تھی۔ کہ مکان کی اندر کن حیثیت اور زیادہ نمایاں
صورت اختیار کر لیتی تھی۔ امر قابل ذکر یہ ہے کہ سوائے اس کمرے کے جسے "کونسل" نام
دیا گیا تھا۔ باقی سارا مکان فلاکت اور کبت کا چھوڑا تھا۔ اس کے ہر حصے میں تاریکی
اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اور چاہے اتنا کور کر کوٹ اور گرد جمع ہوتی۔ کہ فریاد کر لیں جیسے
سطحی نظر رکھنے والے شخص نے بھی اسے محسوس کیا۔

بڑھیا اسے ساتھ لے کر دوسرے منزل پر راستہ کی جانب ایک کمرے میں پہنچی۔ جہاں
اس نے دو موسم بنیادی چاروں اور کچھ کھانسی میں چند کھانسی لکڑیوں اور پتھروں کے کونکر کا چور ڈال
کر اس کو آگ دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ کمرہ بطور شبستان گاہ کا کام دیتا تھا مگر
اس میں ایک چار پائی بھی موجود تھی۔ دیواروں پر بے شمار تصاویر لگی تھیں۔ ان میں سے ایک
فریم بگڑا ہوا جانے کی ایک بچی ہوئی تھی۔ ایک جانب الٹا کامی پانی

طرز کے کٹ کے گلاس فیش لگے ہوئے تھے۔ کمرہ میں کچھ بونٹی چٹائی کئی مقام پر بھی مڑی ہوئی تھی۔ اور اس پر جا بجا چٹائی اور سیڑ کے دانغ نمودار تھے۔ سینر پر بھی بونٹی چادر پر بھی سیاہی اور شراب کے دھبے لگے ہوئے تھے۔ کھڑکیوں میں لگے ہوئے پردے بظاہر کسی اچھے کپڑے کے تھے۔ گلاب گرد کی کثرت نے ان کا صورت سمجھ کر دی تھی۔ کھڑکیوں کے شیشے اتنے میلے تھے کہ دوسرے کے وقت بھی ان سے شائع آفتاب بوقت کمرہ کے اندر پہنچ سکتی تھی۔ غرض یہ جگہ نہایت بے رونق اور افسردہ کن معلوم ہوتی تھی۔ ایسا گمان ہوتا تھا کہ اس کی تیار کیا میں پہلے تو خوب دل کیوں کر روپیہ صرف کیا گیا ہو گا۔ لیکن بعد ازاں کمینوں کی غفلت اور کاہلی نے اس کا ستیا اس کر دیا۔

بڑی دشواری سے جب آخر کار اشدان میں آگ لگنے لگی۔ اور بڑھیا بے پاؤں کمرہ سے رخصت ہو گئی۔ تو فرنیچ کرٹس چارپائی پر جس کے اوپر بستر بچھا ہوا تھا لیٹ گیا۔ طبیعت نہایت بد مزہ تھی۔ اور وہ اس بات کا خواہشمند تھا کہ جس قدر نقدی سیر پاس موجود ہے۔ وہ دے کر بھی چند گھنٹوں کی پرسائش نیند حاصل ہو جائے۔ تو سنا نہیں۔ مگر نیند ایک ایسی نعمت ہے جسے کوئی ارضی وسائل حاصل نہیں کر سکتے چنانچہ کچھ دیر کر دیش لینے کے بعد وہ دن کے ۸ بجے کے قریب چارپائی سے اٹھا۔ تو بدن اسی طرح ٹھکا ہوا اور دانغ بدستور پریشان تھا۔

اس کا چہرہ شراب کے اثر سے بخار کی طرح جل رہا تھا۔ اور اب وہ اس بات کا خواہشمند تھا کہ سر دپانی لے۔ تو اس سے جینینش ریکر طبیعت کو فرحت و دلچسپی میں خیال نے اسے کسی حد تک خوش بھی کر دیا۔ کہ سر دپانی سے بہتہ مند ہو کر طبیعت سنبھل جائیگی۔ گھر والی کو دیکھا تو خالی پڑی رہی۔ اور کمرہ میں تولیہ کی قسم سے کوئی چیز نام کو بھی موجود نہ تھی۔ اس نے گھنٹی بجائی۔ پانچ منٹ گزرے۔ تو آخر وہی بڑھیا آہستہ آہستہ کمرہ میں داخل ہوئی۔ اس نے پانی اور تولیہ لانے کو کہا۔ اور وہ خالی عراجی لے کر کمرہ سے چلی گئی۔ پانچ منٹ اور گزر گئے۔ تو وہ دوبارہ نمودار ہوئی۔ گلاب کی مرتبہ تولیہ لانا بھول گئی تھی۔ پانچ منٹ اور گزرے۔ تو وہ تیسری مرتبہ ایک فٹ مزین کا پتلا سا جینٹھو جسے تولیہ کا نام دیتے ہوئے بھی شرم آتا ہے۔ لیکر آئی۔ واپس جانے کو تھی۔ کہ کرٹس نے دیکھا۔ صابون موجود نہیں۔ دس منٹ اور گزرے۔ تو صابون کی ایک معمولی سی کیک پشیش کی گئی۔ حالانکہ اس سادہ

تکلیف کے لئے۔ کیونکہ آسائش تو ہم اسے کسی صورت میں نہیں کہہ سکتے۔۔۔ غریب
قید میں ایک پونہ بیٹھی ادا کیا تبار

فرنیچ اپنی موجودہ ذلت پر سخت ملامت ادا فرمودہ تھا۔ عاجزی سے کہنے لگا: نیک
عورت جس قدر جلد ممکن ہو۔ میرے کہانے کے لئے کوئی چیز ملانا
بڑھوئے کمرہ سے دھخت ہونے کے لئے پٹے ہوئے بد مزاجی سے کہا: کچھ تیار ہوتا
ہے۔ کرے آریگی۔

کرلش نے ڈھٹائی سے پوچھا: آخر میں کب تک انتظار کروں؟
وہ بولی: سیری بلا جملے۔ ایسی تو بادرجی خانہ میں آگ بھی نہیں جلائی گئی۔ اور بس اتنا
کہہ کر وہ اُسبہ آہستہ قدم اٹھاتی کمرہ سے چلی گئی۔

سخت مایوس اور پریشان ہو کر وہ غریب منہ بہ منہ ہونے کا فکر میں ہوا۔ لیکن افسردگی
کا احساس اب تک باقی تھا۔ پانی سرد اور مغرب ہونے کی بجائے گاڑھا اور چھپا
محسوس ہوتا تھا۔ تولیہ آنا چھوٹا تھا۔ کہ چند ہی منٹ میں سارا بھیک گیا۔ اور ناچار اس
غریب کو چار پانی کی چاد کے ایک سرے سے منہ پونچھنا پڑا۔ چونکہ کمرہ میں ناخن صاف
کرنے کا برش موجود تھا۔ اس لئے وہ ہاتھوں کو پوسے طور پر صاف نہ کر سکا۔ اور کنگھی
نہ ہونے کی وجہ سے بال بھی الجھے ہوئے اور پریشان ہی رہے۔ غرض یہ کہ ہاتھ نہ دھونے
کے بعد وہ پہلے سے بھی زیادہ افسردگی محسوس کرتا تھا۔ اور یہ احساس باوجود بڑی کنگھی
کے رفع نہ ہوا۔

اب وقت گزرنے کے لئے اس نے اس کمرہ کی تصاویر کا مساندہ شروع کیا۔ حتیٰ کہ انہیں
بار بار دیکھنے سے ان کا یہاں تک شناسا ہو گیا۔ گویا اس کمرہ میں رہتے۔ اسے کسی برس
گزر گئے ہوں۔ پھر وہ ایک کھڑکی میں بیٹھ کر باہروں کو دیکھنے لگا۔ اب وہ کامل تھا۔ اور
دکلا کے محراب اپنے اپنے فستروں کو جابے تھے۔ کثیف پوش آدمی ہاتھوں میں کاغذ
کے پراسرار ٹکڑے لئے جلد جلد قدم اٹھاتے نظر آتے تھے۔ اور گاہ بہ گاہ کوئی خوش پوش
آدمی سیاہ موٹے پہنے ہاتھ میں غیلے رنگ کا بیگ لئے عالت چیسری کی طرف جاتا
دیکھائی دیتا تھا۔ یہ اٹھ کر کسی بیسر کا ملازم تھا۔ کبھی کبھی تین چار آدمی اکٹھے اس گلی سے گزر
تھے۔ ان کی صورتیں تھکتے خیال پھرا ہوتا تھا۔ کہ وہ الے ہیں۔ جو ہرنگال سٹریٹ کی عداوت دیکھ

کی طرف جارہے ہیں۔

جس مکان کی سلاخ دار کپڑی میں کرٹس بیٹھا ہوا باہر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے بالقابل شراب خانہ کے سامنے چند نہایت بد وضع آدمیوں کا ہجوم تھا۔ نوع انسانی سے متوثر ایسی واقفیت رکھنے والا شخص بھی ان کی صورتوں سے آسانی معلوم کر سکتا تھا کہ یہ لوگ کون ہیں۔ یہ ایسے آدمی تھے جن کا چنیسری لین کے معاملات سے بالواسطہ تعلق ہے۔ مثلاً فرقہ این کے چیرا سی۔ ان کے نائب یا ایسے لوگ جنہیں ان مکانات پر بغیر رکھا جاتا ہے۔ جنکے متعلق فرقہ عمل میں آتی ہوتی ہیں۔ جب یہ لوگ مصروف نہ ہوں۔ تو ان کا قیام اکثر شراب خانوں کے دروازوں پر ہی ہوتا تھا۔ گاہ بہ گاہ وہ کوئی چیز بیچنے کیلئے اندر بھی جاتے ہیں۔ اور اس وقت ان کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مالک شراب خانہ کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ وہ ساتھ کوٹس" بکتر ہلاتے۔ اور دیگر کو اس کے ابتدائی نام سے مخاطب کرتے ہیں۔ بظاہر یہ لوگ نہایت کیشف پوش ہیں۔ بدنام۔ بد وضع امداد خاں رہا ہوتے ہیں لیکن اگر وہ بد نصیب جن سے ان کا واسطہ پڑتا ہے۔ انہیں معقول معاوضہ نہ دیں۔ تو یہ نہایت گستاخی سے پیش آتے۔ اور گالیاں دینے لگتے ہیں۔

لصف گمنبہ اور گزر گیا۔ اور اب چنیسری لین میں خاصی رونق نظر آنے لگی۔ چند بیرسٹریا ہ گون پہنے سروں پر دھکے ادھر ادھر پھرتے تھے۔ خوش پوش وکیل ذاتی یا کرایہ کی گاڑیوں اور فٹنوں سے اترتے ہوئے دیکھائی دے۔ اور ان کے محرابیے آہستہ چلتے ہوئے دفتر کے قریب پہنچ کر نیم سوخت سگاس کے ٹکڑے کو پھینک دیتے اور اپنی سست رفتار سی کو تیز چال سے پورا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر کے ہاتھ میں چوٹی دستی چھڑیاں تھیں۔ جنہیں وہ خوب زور سے جاتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ میں شدہ بوڑوں۔ بیگ پتلونوں اور خوشنما بھڑکیلی داسکٹوں کو دیکھ کر خوش ہوتے تھے۔ ان سب لوگوں کو آزاد پھرتے دیکھ کر فرینک کرٹس کے منہ سے بے اختیار ایک سرواں نکلی۔ وہ نہایت فکر مند بیٹھا اپنی مصیبتوں پر غور کر رہا تھا کہ اتنے میں بڑھیا سا ایک چاشت ایک قاپ میں رکھے کمرہ میں داخل ہوئی۔ فرینک کا حق بالکل خشک تھا۔ امداد پانی پیچنے کی اسے عادت نہ تھی۔ اس لئے اب اس نے سٹوپ سے گرم چائے پینی شروع کی۔ لیکن معلوم ہوا۔ وہ نہایت ناخوش تھی۔ اور جو بیاسی کی شدت کے وہ اسے خوشگوار

سلاوم نہ ہوئی۔

اس نے توں چلکا۔ تو اس کا کہن آنا آیا ہوا تھا۔ کہ بے اختیار طبیعت منتہن ہوئے
لگی۔ اور جب اٹھ کر کوٹڑا۔ تو اس کا ذائقہ ہوسے کی طرح تھا۔ وہ اسے ایک دھچکوں
زیادہ نہ کہا سکا۔

طوعاً و کرہاً فرنیک نے چائے کی دو پیالیاں لیں۔ اور پھر بڑھیا کو لاکھا کا غذا کا ایک
تھوٹے لائے کا حکم دیا۔ بہت دیر کے بعد وہ کا غذا کا ایک پرزہ لیکر نمودار ہوئی اس کے ایک
باہر میں ٹوٹا ہوئی ڈبڑی کا قلم اور ایک دوات بھی تھی۔ جس کی مدد شنائی میں یہ سی الگ
اور پانی الگ نظر آتا تھا فرنیک نے بدقت ایک مختصر سارقد اس وکیل کے نام لکھ
جس سے وہ ملافت تھا۔ اور جو قریب ہی کیری سٹریٹ میں رہتا تھا۔ بڑی دشواری سے
آخر ایک قاصد ملا۔ جس نے پیاس تدم کا قافا صلے کرنے کا معاوضہ اٹھامہ منس لیا۔
کوئی نصف گھنٹہ کے عرصہ میں سٹریٹ پرش یعنی دبی وکیل جس کا ذکر کیا گیا ہے نمودار ہوا
ٹھکنے قد کا پتلا دیا سالو نے رنگ کا آدمی تھا۔ آنکھیں چھوٹی لیکن بنایت تیز اور ہوش
بھٹے ہوئے تھے۔

وکیل نے کمرہ میں داخل ہو کر کہا۔ کیوں سٹریٹس کیا حال ہے؟ اس مصیبت میں
کیونکر مبتلا ہو گئے؟

نوجوان نے جواب دیا۔ جان بچنے۔ کہ میرے یہاں آئے کا باعث کیا ہوگا۔ لیکن مجھے زیادہ
تکلیف تو اس حوالات کی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ کسی طرح پنج میں چھاؤں۔ پھر یقین سے
سرکسٹو فرو دلی۔ مجھے زیادہ عرصہ زیر حراست نہ رہنے دیکھا۔

وکیل نے پوچھا۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ پروانہ حوالگی حاصل کیا جائے؟ مگر کیا اس کا
آپ کو یقین ہے۔ کہ مقدمہ کو تیز پنج کی عدالت میں ہی پیش ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ عام پالی
معدلات کی عدالت میں پیش ہوا۔ تو اس صورت میں آپ کو فیڈ میں بھیجا جائے گا۔
تیسری بار جلد مقدمہ کی سماعت کیا جائے۔ فرنیک نے پریشان ہو کر کہا۔ ہاں
گو پچھلے سیرے پاس وہ کا غذا موجود ہے۔ جو میکا گریب نے دیا تھا۔

وکیل نے سٹریٹ پرش وکیل نے پرزہ کا غذا قہ میں لیتے ہوئے کہا۔ سٹریٹس
پنج ہی کا ہے۔ اور اس نے چند منٹ کی خاموشی کے بعد ایک چٹک کر کہہ دیا۔

دستاویز میں نوآپ کا نام درج کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ فزنیک کی بجائے فرانسس
کہا جوا ہے۔

اچھا! قید مانے کہا۔ اور اس کا دل اپنے قانونی مشیر کے الفاظ پر مبہم امیدوں
سے بھر گیا۔

پیرٹن کہنے لگا "میری رائے میں ۱۰۰ دیکھنے میں صرف اپنی رائے کا اظہار کرنا ہوں
یقینی طور پر نہیں کہتا۔۔۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ کو اس مشکل سے نجات دلانے میں وقت
پیش نہ لے لگی۔ بہر حال مکہ قابل آزمائش ہے۔ اس کے لئے مجھے آج سہ پہر کو بجی میں
درخواست پیش کرنی ہوگی۔ اگر ہم اس کوشش میں ناکام رہے۔۔۔ یعنی اگر... تو پھر کلی
بچ کر جوئے کر لیں گے۔"

اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ حوالات میں زیر حراست لوگ اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ
ہم اپنے وکیلوں کے پیش کردہ کسی خفیف سے عذر پر رہا ہو جائیں گے۔ ناکامی کا انہیں خیال
بھی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ کامیابی کی امید میں دسین پونڈ جو ان کے پاس موجود ہوتے
ہیں۔ انہیں بھی صرف کر دلتے ہیں۔ بجی کی درخواست میں ایسے قیدیوں کے لئے کوئی خاص
سحری اثر پوشیدہ ہوتا ہے۔ اور وہ ایسا سمجھتے ہیں۔ کہ آزادی کا دروازہ ہر وقت لگانے
سے فوراً ہی کھل جائے گا۔

فزنیک کرشن بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھا۔ چنانچہ اس نے سٹر پیرٹن سے کہا "آپ
ضرور فوراً ہی اس بارہ میں کوشش کریں۔" حلقہ مکہ وکیل نے ابھی اس سے کہا تھا کہ سہ
پہر سے پہلے کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی جاسکے گی۔

غریب کتنی بیماری غلط فہمی میں مبتلا تھا! اس نے یہ نہیں سوچا۔ کہ سٹر پیرٹن پہلے سے
اس بات کا یقین رکھتا ہے۔ کہ اس کوشش میں غلطی کا میا بی نہ ہوگی۔ دراصل اس کا مقصد
اس قسم کا مشورہ پیش کرنے سے یہ تھا۔ کہ قیدی سے جس قدر نقدی ممکن ہو وصول کر لی جائے۔
جب سٹر پیرٹن رجسٹر ہو گیا۔ تو فزنیک کرشن نے کمرہ کے اندر اس جہاں نورد ہو دی
کی طرح ٹہلا شروع کیا۔ جن کے لئے ساری دنیا ایک محدود مقام ثابت ہوئی تھی۔ اس لئے تصاویر
کو اپنے درپے اتنی مرتبہ دیکھا۔ کہ آخرا سے محسوس ہونے لگا۔ یہ سب لوگ میرے ہمیشہ کے قیدی
ہیں۔ پھر وہ کھڑکی کی طرف گیا۔ تو کیا کیا کرتا ہے کہ سٹر میک گریں۔ اپنے ایک دیوے کے ساتھ۔

ایک بھڑکی گاڑی میں مصافحات لندن کی طرف کسی اور بد نصیب پر چڑھائی کرنے جا رہے تھے۔ یہ اس وقت تک اس کہڑی کے پاس کھڑا رہا۔ حتیٰ کہ گاڑی بالکل نظروں سے غائب ہو گئی۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ لاؤ کوئی اخبار ہی پڑھیں۔ اس نے گھنٹی بجائی۔ اور جب وہی بڑھیا نمودار ہوئی۔ تو اس نے اس سے اخبار لانے کو کہا۔ قریباً دس منٹ کے بعد وہ ایک پرچہ اخبار دیکھ کر ڈیپسچ کا قریباً پندرہ دن کا پرانا اور ایک اخبار ٹائمز کا کوئی دس دن پہلے کا چھپا ہوا لیکر آئی۔ کرشن کو اتنے پرانے اخبارات دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ مگر ضبط سے کام لے کر اس نے بڑھیا کی طرف ایک شلنگ بھینچا۔ اور کہنے لگا: مائی جے آج کا تازہ پرچہ شلنگ دو۔ وہ شلنگ اٹھا کر چلی گئی۔ اور کوئی نصف گھنٹہ بعد اسی طرح اخبار ٹائمز لیکر واپس آئی۔ مگر نیک کرشن اسے پھر کے دو بجے تک اس اخبار کے مطالعہ میں مصروف رہاتے۔ میں سوچ کا کہنا بھیا کیا گیا۔ جس میں ایک خام چاپ تھا۔ ایک نہایت چھپا آوا اور ایک پائٹ شراب جو بے ذائقہ اور گرم کی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔

ان چیزوں کو بدقت زہر مار کے وہ پھر بیکار ہو گیا۔ وقت گزرنے میں نہیں آتا تھا۔ اب اولی مرتبہ اسے اس بات کا رنج ہونے لگا۔ کہ میرا دوست او بلنڈر بس یہاں پر چھپنے نہیں آیا۔ دل میں سوچتا تھا۔ اگرچہ اس نے میری جیوی کے معاملہ میں سخت بیوفائی کی ہے۔ اہم میں اس کی صحبت کی دلچسپیوں کی خاطر اس واقعہ کو نظر انداز کر سکتا ہوں۔ مگر اس خواہش کے باوجود او بلنڈر بس نہ آیا۔ ناچار غریب نے وقت گزرنے کے لئے پھر اخباری کو دیکھنا شروع کیا۔ خروں کا مطالعہ وہ پہلے ہی کر چکا تھا۔ اب اس نے اشتہارات بھی دیکھنے لگے۔ پھر ایک دو شگاسپئے۔ اس طرح پڑھ کر شام کے پانچ بجے تک وقت گزارا۔

آخر اس وقت مشر پرٹن حاسن آیا۔ او مفر نیک کرشن اس کی اطلاع سننے کا بتیابی سے انتظار کرنے لگا۔

دکیل نے اس انداز سے کرسی پر بیٹھ کر گویا وہ کام کرتا کہ بالکل تبک گیا ہو۔ کہنا شروع کیا۔ دوست اس معاملہ میں گونا گوی ہوئی۔ لیکن غیر ایک بات موجب تسکین ہے۔۔۔

کریٹسٹین اس امید سے کہ شاید رانی کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ شوق سے پوچھا۔ وہ کیا؟

پیر پٹن بھائی کی ہماری طرف سے کوشش میں کوتاہی نہیں ہوئی۔ آج عدالت میں بڑے بے رحم خزانہ کا اجلاس تھا۔ اس سے میں اس سوال پر دیر تک بحث کرتا رہا۔ اس نے سب باتیں شکر قلم کی ڈنڈی سے ناک کور کر دی۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ کچھ مشکل سوال پر غور کرتے وقت کیا کرتا ہے۔

”آپ اس خزانہ کی عادات پر لست بھیجئے“ مسٹر فرینک کرٹس نے گہرا لہجہ کہا۔ جب کلاسیا بی نہ ہوئی۔ تو اس سے کیا تسکین ہوتی ہے کہ وہ ذرا سی رکاوٹ کی وجہ سے نہ ہوئی یا بڑی رکاوٹ کی وجہ سے۔ جیسا میرے دوست پرلن آف مالابا نے ایک بار کہا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ تین سال گزرے۔ بولون میں میاں ڈویل ہوا تھا۔ سیرکی گولی سن سناٹی ہوئی اس کے کان کے پاس سے گزر گئی۔۔۔ مگر ہاں ذکر معاملہ پیش آمد، کا تھا۔ یہ بتائیے کیا۔ میرے لئے اب کوئی چارہ کار نہیں؟

”اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ کہ یا تو قرضہ ادا کر دیجئے یا پنج میں چلے جائے“ وکیل نے معاملہ کو نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہوئے کہا۔

”خیر تو پھر پنج ہی سہی“ فرینک نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا۔

مسٹر پٹن بھائی میں کل آپ کے لئے پروانہ حوالگی حاصل کر لوں گا۔ اور میرے پر کو پنج بجے کے قریب چہرہ اس سارنٹس ان میں آپ کا منتظر ہو گا۔ یا شاید وہ آپ کو سامنے کے شراب خانہ ہی میں مل جائے گا۔“

کرٹس نے وکیل سے درخواست کی۔ کہ آج کی شام میرے پاس رہ کر بیٹھئے۔ لیکن مسٹر پٹن نے مصروفیت کا عذر پیش کیا۔ اور قید کی کو یہ وقت شراب اور تباہ کوئی کر رہ کرنا پڑا۔ یا کبھی کبھی وہ اخبار نامائز کے اشتہارات یا کبڑکی یا تصاویر کو دیکھنے لگتا تھا۔ آخرت کے دس بجے تھے۔ کہ مسٹر کرٹس ذہنی اضطراب۔ بدنی تکلیف اور تباہی کی پریشانیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس امید سے چارپائی پر لیٹا۔ کہ آج تو آرام کے ساتھ سو سکوں گا۔ لیکن غنہ و گی پیدا ہوئی شروع ہوئی تھی۔ کہ اسے بدن اور اعصاب کے ہر حصہ میں صدمات سی چھتی محسوس ہونے لگیں۔ اس کی ہیبت کا اندازہ کرنا دشوار نہیں۔ جب اسے معلوم ہوا کہ چارپائی میں بے شمار کھٹکی ہیں۔

مسٹر کرٹس قہر و تباہیت نازک مزاج واقع ہوا تھا۔ اس کی چارپائی یا بستر میں ایک

بھی کھٹل ہو۔ تو وہ بالکل سونہ سکتا ہے کھٹلوں کو اس کے خون سے طبعی رغبت ہوتی۔ اور ایسا خون ناک حملہ تو اس پر غر بھر میں نہیں ہوتا۔ چار پانی میں ہزار ہا کھٹل تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک فرنیک کے خون کا پیا ماتا۔

سخت پریشان حالت میں آخر وہ گہرا کر چار پانی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ موسم چھوٹا تھا۔ مگر باوجود بڑی تلاش کے ایک ہی کھٹل نظر نہ آیا۔ معلوم ہوتا تھا۔ ان کی فوج یکا یک کہیں روپوش ہو گئی ہے۔ ہمت انسانی کی طرح ان کی موجودگی کا بھی فقط احساس ہوتا تھا۔ آنکھوں کو نظر نہیں آتے تھے۔ چونکہ فرنیک کرٹش کو روشنی میں مینہ نہ آتی تھی۔ اس لئے وہ پیش کو گل کر کے پھر چار پانی پر لیٹ گیا۔

تیرہویں دیر چین رہا۔ اس کے بعد پھر دی اذیت وہ فوج نمودار ہونے لگی۔ غریب کبھی اپنے بدن کے ایک حصہ کو کھاتا تھا۔ کبھی دوسرے کو۔ اسی طرح وقت گزرتا گیا۔ اور آخر بڑی مشکل سے راہ کے گیارہ بجے اس کی آنکھ لگی۔

مگر اس وقت خواب میں ہی کھٹلوں کی فوج اور قرق این کے آدمی ہی اس کے پیچھے لگے رہے۔

دوبارہ مصالحت

باب ۱۰۴

صبح کے سات بجے فرنیک کی آنکھ کھلی۔ تو طبیعت بہت مضطرب اور بدن تھکا ہوا تھا۔ سر میں شدت کا درد۔ اور بدن رات کی کھجلی سے جابجا اچھلا ہوا تھا۔ ظالم کھٹلوں نے اس کے چہرہ پر بھی اتنے وار کئے۔ کہ اب تک انسانیات قائم تھے۔ اور آنکھیں سو جی مٹی نظر آتی تھیں۔ یوم گزشتہ کی طرح آج بھی پانی کی مقدار نہایت ناکافی تھی۔ اس لئے غریب اچھی طرح ہمت نہ نہ دو سکا۔ غرض بری لحاظ سے اسکی حالت بھی قابل رحم تھی۔ صبح کا کہا کہ اپنے سے پیشتر اس نے چند مزدی امشبہ لے کے لئے ایک قاصد کو بیکر سٹریٹ روانہ کیا۔ چونکہ اپنی بیوی کے نام خط لکھنا اسے منظور نہ تھا۔ اور اولینڈر بس کی نسبت وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ وہ اب تک اسی مکان میں رہتا ہے یا نہیں۔ اس لئے اسے جن چیمبروں کی ضرورت تھی۔ ان کے متعلق اس نے قاصد کو زبان پر نہ لایا۔

کوٹھہریا

آج کو کھانا کل کے کھانے سے کچھ طریقت چھوڑا تھا۔ بلکہ کرکٹ کھانا یا معلوم ہوا کہ چائے کی بجائے قہر طبع کرکٹ سے حالت بد سے بدتر ہو گئی تھی۔ مگر وہ یہ بھی سمجھتا تھا کہ اس سے روکنا اس نے جس طرح بھی ممکن تھا۔ اس نے کیا اور ہر ایک اور اس سے بڑے ہو کر بھی کا کیا کر لیا۔ جس سے وہ گنبد ڈیرہ گنبد پر حنا لگا۔ اور اس نے یہ وہ تمام کچھ ایک جیسے، مسیحا کے مطابق نہ تھیں۔ لیکن وہ اپنا لیا۔

فریڈک نے اس سے پوچھا کہ گھر میں کون کون آدمی تھا؟

وہ کہنے لگا۔ جناب ایک مسٹر براؤن تھے۔ اور دوسرا ان کا بھائی۔ لیکن وہ بھی اس کے مکان پر قابض ہیں۔

کرکٹ نے گھبرا کر کہا۔ ان کے سوا کوئی اور بھی تھا یا نہیں؟

قاصد نے جواب دیا۔ جی ہاں ایک مرنی سی لیدی بھی تھی جس نے مجھے بن کا ایک ٹکڑا پیشہ کو دیا۔ اور ایک لبا سا آدمی بھی تھا۔ جن نے میرے سر پر چھپر مارا۔
تکس نے پوچھا کہ فریڈک نے جو باوجود بڑی کوشش کے اپنی مہنی کو ضبط نہ کر سکا۔ پوچھا۔
کہتا تھا تم جو وہاں طریقت پر گفتار نہیں کرتے۔۔۔ ہاں مجھے یاد آگیا۔ اس نے آپ کے نام ایک رقم بھی بھیجا ہے۔

یہ گہرے صدمے نے ایک غمگین طرح پر تکی ہوئی جھٹکی کرکٹ کے حوالہ کی اس سے ملے۔
کہو لی کہ پڑھا۔ لکھا تھا۔

یوں کی قسم اور بہت دوست تھے تھے اس بات کی سخت شکایت۔ کہ کوئی نہ ہو، نہ دوست نہ ملو کہ نہیں کیا۔ کلی ہے اس انتظار میں بیٹھا ہوں۔ کہ کبھی وہ طرف سے گوی رہے۔ لیکن وہاں کیا ہو ایک سطر بھی لکھ کر بھیجی ہو۔ بتا رہا تھا کہ ایک بڑی بہت پریشان ہے۔ اور بتا رہی ہے کہ اس کی ہونٹ بالکل جاتی رہا ہے۔ وہ کہتی ہے۔ تم میری طرف سے بلگن ہو گئے ہو۔ مجھے یہاں سے نکال دینا ہے۔ تلو۔ دینے کی کوشش کرو۔ ہاں اور دوست فریڈک اگر تم معاملہ پر اچھی طرح غور کرو تو معلوم ہو جائیگا کہ اگرچہ حالات میرے خلاف ثابت ہوئے۔ مگر یاد رکھو۔ بتانا دوست چھٹان اور بند ہیں یا آدمی نہیں۔ جو تم سے غلطی کرے۔ غلطیوں کی قسم! وہ تو رات کو واقعات سے اپنا بستر بچانے میں غلطی ہو گئی۔ ایک تو دن بھر کی پریشانی دوسرے پوچھنے کا کثیر استعمال میرے کم سختی کا گلہ ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اس قسم کی غلطی ہونا معمول بات ہے۔ شیطان کی قسم۔ اس وقت جب تم نے پانی چھینک کر میرے پاس ملحق مطلق علم نہیں تھا کہ کہاں پڑا ہوں۔ اس نے میرے دوستہ لڑتے ملو۔ اس کے

سارے محبت میں فرق نہیں آنا چاہئے۔ سہ پہر کو بن ستر کر تین کو ساجہ لیکر تم سے صرفہ لئے آؤں گا۔ ادا ہوئی تو
 سہ پہر کا کباب ادا ہو جائے گا کہ کھائیں گے۔ جس کے لئے میں کہانے کی چیزیں اور پوتی بھیجے دیتا ہوں۔
 براگس اور اس کا آدمی دونوں اب تک مکان پر قابض ہیں۔ اور سیری حالت ایک شکست یا جرح سے
 کی ہو ہے۔ گمان کا مسلک بہت اچھا رہے۔ اس لئے مجھے ان میں سے کسی کی اصلاح یا مرمت کی
 ضرورت نہیں تھا اور ہاں جس آدمی کا کو تم نے پیغام دے کر بھیجا۔ وہ تو زنا احت ہے۔ اس لئے اگر وہ
 بتیں یہ چھٹی دینا بھول جلتے۔ تو یاد سے خود مانگ لیتا۔ تمہاری پیاری بیوی نے سیری صرفت
 رس ناکہ ہوسے کیسے ہیں۔ اور یقین رکھو۔ میں ہمیشہ تمہارا سچا دوست رہوں گا۔

گورنمنٹ اور ملٹریس

فرزیک کرش اس عجیب و غریب چھٹی کو آخر تک پڑھ کر کہنے لگا۔ بہت خوب اس
 نے قاصد کو اس کا معاذ منہ دیکر رخصت کر دیا۔ اور اب بیچکر سوچنے لگا۔ کہ مجھے اپنی بیوی کا
 اور کپتان کا کس طریق پر خیر مقدم کرنا چاہئے۔

ایک طرف وہ حقیقت میں یہ حالات کو دیکھتے ہوئے یہ سمجھتا تھا۔ کہ مجھے ان کی یونانی
 سے سخت عدمہ پہنچا ہے۔ کیونکہ اس بات کا اسے صحیحی بڑھ کر بھی یقین نہ ہوا تھا کہ ستر کرش
 یونانی نہیں۔ یا کپتان نے غدار ہی نہیں کی۔ یہ خیال اسے ان کے ساتھ معاملت کرنے میں مانع
 تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی کئی سہولت اسے ان کے ساتھ دوستانہ تعلق قائم رکھنے پر
 حکما ہے جسے مثلاً تنہائی۔ دوستوں کی عدم موجودگی۔ دوا و پیش آمدہ کو شہر کوٹنے
 کی شر سزا دہ۔ اہ سب سے بڑھ کر وہ خوف جو اسے گورنمنٹ ملٹریس کی ذات سے لگا رہا
 تھا۔ یہ سب کا وجہ اس ایک خیال کے مقابلہ میں بہت زبردست تھیں۔ اور جو ان کو کہنا
 کہانے کا وقت قریب آتا گیا۔ ان کی اہمیت دو بالا ہوئی تھی۔ تھے کہ جب کپتان کی
 طرف سے مریض کے گوشہ۔ کھانا۔ شراب کی بوتلوں۔ پھلوں اور سگادوں کا بھرپور
 ڈکرا آ رہا تھا۔ تو یہ آخری وجہ اس کے باقی خیالات پر غالب آ گئیں۔ اور فرزیک کے
 دل میں جو تامل ہوتے تھے۔ وہ بالکل رفع ہو گیا۔

اب اس نے خود بڑے اہتمام سے دسترخوان بچھایا۔ اہ مختلف اشیاء کو اس پر
 فریضے چنا۔ شراب کی ایک دو بوتلیں کھولی کر ان کا ذائقہ چکھا۔ تو معلوم ہوا کہ ان
 خوشگوار ہے۔ جب وہ ان کاموں سے فارغ ہوا۔ تو اس کا مزاج بہت بکھر رہا تھا۔
 ہو چکا تھا۔ یہ وہی وجہ تھی۔ کہ جب اس کی بیوی کپتان کی معیت میں واپس آئی۔ تو اس نے

ان کا ایسے طریق پر خیر مقدم کیا۔ گویا ان کی طرف سے اسے کچھ ایسا وجہ شکایت نہ ہو۔
سنر کرش نے اپنے شوہر کو حواہات میں دیکھ کر غم و غصہ کے ذریعہ بیہوشی کا اظہار
عزوری سمجھا۔ مگر جب سنر کرش نے اسے یہ کہہ کر دکھا۔ کہ یہاں پر ایسی حرکات کر کے
بیوقوف نہ بنو۔ تو وہ جلد ہی سنبھل گئی۔ اور یہ قینوں دسترخوان پر بیٹھ کر کہاں کہاں
میں مصروف ہوئے۔ کپتان نے تجویز پیش کی۔ کہ شراب پینے کے گلاس چونکہ بہت چھوٹے
ہیں۔ اس لئے ہمیں بڑے گلاسوں میں شراب پینی چاہئے۔ سنر کرش نے نیم ملائے طریق
پر اس کی مزاحمت کی۔ مگر آخر کار وہ بھی رضا مند ہو گئی۔

جب یہ تینوں کھانا کھا چکے۔ تو جبکہ کپتان کہنے لگا۔ یار کر... رہ۔ سنر کرش اب تینوں
کے لئے منہا دیا ارادہ ہے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ کہ تم نے ہمیشہ کئے یہ بھی رہنے کا فیصلہ
کر لیا ہو۔۔۔

فرزیک قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ نہیں اس ملعون کو ٹھہری میں تو میں چند گھنٹے بھی
اور سب نہیں کر سکتا۔ میرا ارادہ پانچ بجے پنج میں چلے جانے کا ہے۔

فرزیک کپتان نے خوش ہو کر کہا۔ یسوع کی قسم! اور میرے دوست یہ تجویز میں منہا
پر مبنی ہے۔ پنج ایک بہت شگوار مقام ہے۔ اور وہاں انہیں گہر کی طرح آسائش مل
رہیگی۔ اس جگہ کی پورتر لندن کی بہترین شراب گنی جاتی ہے۔ اہل کسی اور وجہ سے نہیں۔ حتیٰ
پینے کی خاطر۔ عزور پنج میں جانا چاہئے۔ پھر وہ اخلاق آمیز طریق پر سنر کرش کی طرف
متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ تم میں ایسی ہلکی شراب کا ماح تو نہیں ہوں۔ گویا تم نے یہ کہہ کر اصلی
کوشش پوتین کے بعد دوسرا درجہ پنج کی پورتر ہی کا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں کی تھوڑی
بے شماراں۔ سیر کرنے کے لئے پر پڑے۔ اور گلوں سے طبیعت اکٹا جائے۔ تو ریکٹ کھیلنے کا
سہانہ موجود ہے۔ اس جگہ کا ڈالٹن۔ پپ۔ قید خانہ۔ شراب خانہ عرض کہاں تک
بیان کیا جائے۔ پنج قید خانوں میں بیٹھ سے کہ نہیں۔ جبکہ کپتان نے اس کے دھڑب
منظر کی تعریف میں محو ہو کر کہا۔ میری اپنی طبیعت یہ چاہتی ہے۔ کہ وہاں رہوں۔
فرزیک کرش لاہر دانی سے کہنے لگا۔ یہ ممکن ہو۔ تو میں منہا کے ساتھ جگہ تبدیل
کرنے کو تیار ہوں۔

ادبٹر بس صداقت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔ یہ ٹیکہ اس نہیں۔ کیونکہ میں نہیں اس مقام کا

دو ٹیڑھے بیروں سے شروع ہوا۔ گھر والے یہ سمجھے کہ ہمیں اب کیا کرنا چاہیے۔ وہ سب کچھ
سمجھتے تھے۔ پھر تو بعض سوچے کہ اگر اس شخص کو گھر کی سہولتوں سے محروم کر دیا جائے
تو یہ ہو سکے گا۔

کوشش کی گئی۔ مگر سیر کی رشتہ میں بیوی اور بچوں کے لئے کچھ کر دیا گیا۔ کسی کو
کا اطمینان نہ تھا۔ اس کے بعد اگر سرگرمیوں سے سیر کی رشتہ کی تو پھر یہ خیال نہ رہا۔
دیو اللہ کی عدالت۔ اس کو چھ دنوں پر دیا گیا۔ کہ وہ دنوں میں سے کیا ہو۔ چنانچہ سرگرمیوں سے
ارن آف جیکس کی گشت گاہ ان دنوں میں بنا رہا تھا۔

مستند دیکھنے کی قسم لگا کر وہ شہر میں سے روہتے چلا کر گیا۔ یہ خود سرگرمیوں کے
سے ملوان لگا۔ اور اگرچہ کچھ سرگرمیوں سے اچھا نہ تھا۔ مگر گڑبڑ سے گرا دیا
تھا۔

گرا دیا تھا۔ ان کے لئے اس اطلاع کو جو سب ڈاکٹرانٹ کے منہ سے نکل گئی۔ سرگرمیوں
توجہ کو دے کر دیکھا۔ کیا کہتے ہو۔ سرگرمیوں نے ہمیں گرا دیا تھا۔

تھوڑے اور غارت کا قسم لگا کر دیکھا۔ منہ لائی کہ گرجے ہوئے کہا۔ کتنی غلط بیانی ہو
گئی۔ وہ اصل خود میں سے سرگرمیوں کو گرا دیا تھا۔ اگرچہ یہ بات میں نے تباہی سے سامنے
بیان کو فی مناسب نہیں سمجھی۔ مگر کیا ہوا۔ اب میں اس سے مل کر اس واقعہ کے لئے معافی
مانگ لوں گا۔ اور اگر اس نے خود ہی کو مستبد اقرضہ بیباق نہ کیا۔ تو اس کی کمال ادھیڑ کے
رکھ دوں گا۔ ایسی صورت میں دوست تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ کہ گورنمنٹ اور ملکی رشتہ
اور ملکی رشتہ پارک کو فی دار۔ را ارنٹس۔ جیسے شخص کی دوستی کافی قابلِ فخر ہے۔

مشرکوں کے لئے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہ شخص اچھی ہوں۔ میں نے اس
خود جاننے کے لوازمات میں ملے جانے پر بہتر ہو گا۔ اب وہ دن سے آتے وقت رشتہ
میں جتنے آدمی ملے۔ سب میری طرف دیکھ کر ہنس رہے تھے۔ ایسا سلوم ہوتا ہے وہ
میری حالت سے واقف ہو چکے ہیں۔

کپتان اور ملکی رشتہ نے ایک عالی بوترے میں سے اپنے سر پر زور سے ہاتھ
ہوئے کہا۔ تم نے مجھ سے نہیں کہا۔ ورنہ میں انہیں دیکھ دیتا۔ کہ کسی بشریف خاؤں کے
سے ہنسنا کیا معنی رکھتا ہے۔

اسو اہم کی یہ اہمیت اور وقت گزرتا گیا اور آخر شام کے سوا بج کر گئے
اس وقت سرسبز چمنی کے گوشے پر ایک کپڑا نہ ہوا لگی کے متعلق کارروائی مکمل ہو چکی
ہے۔ اب غنچہ پر آج کو بھیج دیا جائے گا۔

یہ اطلاع پا کر نرننگ کے محکمہ نے گھنٹی بجائی اور خادمہ کو اجازت کا بل لائے۔
 لڑکے نے فریاد پائی کہ میں ایک پروردہ کا غلام کے سامنے پیش کیا گیا۔ جس پر صاحب
 نے رنج و غم سے روئے تھیں۔

فریٹ کے باقی رقم کو دیکھ کر اور بھی زیادہ متعجب ہو کر کہتا ہے اس کے علاوہ تم نے پندرہ دن کے پرانے دو اخباروں کو پڑھنے کی نیت ایک شنگ لگا لی ہے۔ اور پیر سے پانچ شنگ خالتو اور درج ہیں۔ آخر یہ خالتو کیا جلا ہے؟ کیونکہ تم نے حساب میں نو پہلے ہی کرنی رقم نہیں چھوڑی۔“

عورت بے صبری سے کہنے لگی۔ یہ خالتو خرچ حسابوں موم قبروں وغیرہ کا ہے۔
ٹیوٹ کی قسم! اور نا پہلے میں اس صابن سے سٹرک گریم کی صفائی تو کر لی تھی۔
کہتا ہے او بلنڈر بس نے سخت غصے میں بھر کر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ بدعاش بچی کہیں کے۔ کیا تم میرے دوست کو لوٹنا چاہتے ہو؟

ممکن بنا معاملہ ناگوار صورت اختیار کر لیتا۔ لیکن سٹر پرنس کی مداخلت سے ٹکی گیا۔ وہ کہنے لگا۔ اس بار میں زیادہ جگہ کرنا فضول ہے۔ کیونکہ فرق امین کے آدمیوں کو اختیار ہوتا ہے۔ جو رقم وہ چاہیں لگائیں۔ میری ٹائٹ میں زیادہ بحث کے بغیر یہ ادا کر دیا ہی بہتر ہو گا۔ چند بچہ و دو لڑ ساڑ ہے پندرہ شنگ کی رقم ادا کر دی گئی۔ اور ایک نصف کراؤن کا سکہ بڑھیا کو بھی بطور بخشش دیا گیا۔ مگر اس نے یہ رقم ناکت ہوں چڑھ کر ہونے وصول کی۔ گویا وہ اس سے چوکنی رقم کی امید رکھتی تھی

آخر جس وقت بڑھیا کمرے سے چلی گئی۔ تو فریٹ بولا۔ ایسا اندھیر میں نے دیا میں نہیں دیکھا۔ فرض کرو۔ میں ایک غریب آدمی ہوتا۔ ادب اخراجات اور شکایت

پر پرنس دیکھ کہنے لگا۔ اس صورت میں توڑا ہی نہیں دانت کی اس سٹرک کے جیٹا نہیں بھیجا جاتا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ سٹروٹ شخصوں میں بھی امیری اور غریبی کا تباہنا ہوتا جاتا ہے۔

کر لیں بولا۔ ٹیوٹ خیال نو بہتا۔ کہ قانون کی تملروں میں امیر و غریب یکساں ہیں۔ دیکھ کہنے لگا۔ اصطلاح طور پر یہ صحیح ہے۔ مگر عملی طور پر اس میں عظیم اختلاف ہو جاتا ہے۔ روپیہ میں بہت زبردست طاقت ہے۔ اسی سے انسان شریف کہلاتا ہے اور شریف کے ساتھ محض روپیہ کی وجہ سے مزبور بہتر سلوک کیا جاتا ہے۔ پانچ اور غلبہ کی قسم کے مقامات اپنی لوگوں کے لئے ہیں جو نا بطور حوالگی کے اخراجات

کر سکتے ہوں۔ باقیوں کے لئے سوائے جیلخانہ کے اور کوئی جگہ نہیں۔ تم اس حوالہ سے
 سچی کو دیکھ لو۔ یہاں بھی وہی لوگ آسائش سے رہ سکتے ہیں۔ جن میں اخراجات ادا کرنے
 کی توفیق ہوئے۔

”یا یوں کہئے۔ کہٹھنے کی“ فرنیک نے طنزاً کہا۔ لیکن خیر جہاں اور ٹیکسیاں ہیں۔ ایک
 یہ بھی سہی۔ مگر تیسرے میں پنج میں کتب پھنچوں گا؟

دکیل نے جواب دیا: میری رائے میں دلوں نے جانے والا آدمی شراب خانہ
 میں منتظر بیٹھا ہو گا۔

لیش تو میں چلتا ہوں؟ کرٹھنے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”ظالموں کی قسم! اور ہم نہیں ضرور پنج میں چھوڑنے جائیں گے“ کپتان اولڈٹرہس
 نے کہا۔ ”لیکن ہے۔ دلوں کی کچھ پھرہ دار یا منتظم کو یہ بتانے کے لئے کہ اس خوشگوار مقام
 کا کس طرح پر انتظام کیا جا سکتا ہے۔ چند گونے دکھانے کی ہی ضرورت پیش آئے۔“

فرنیک کوئی ایسی ترکیب سوچ رہا تھا۔ جس سے اپنی بیوی کو کیتا لھ سے جدا کر سکے
 کھٹے لگا۔ کپتان تم نے میرے ساتھ چلنا۔ لیکن سنر کرٹھن کو کرایہ کی گاڑی میں سوار
 کرنے کے داپس بھجھو۔ پھر اس نے اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا: کل صبح میری جان
 تم نے اس قید خانہ کے قریب کوئی کرایہ کا مکان تلاش کر لینا۔

سنر کرٹھن کو یہ انتظام پسند نہ تھا۔ کہنے لگی: ”میارا مطلب یہ ہے کہ میں رات

کو تنہا اس مکان میں اور بمشاش آدمیوں کے پاس رہوں؟“

فرنیک نے جلدی سے اپنے جگجو دوست کی طرف دیکھ کر بیز کر کہا: اب جیکہ میں گھر
 سے باہر رہتا ہوں۔ میری رائے میں کپتان کا دلوں رہنما درست نہ ہو گا۔ یہ الفاظ اس نے
 کہہ تو دئے۔ مگر دل میں متعجب ہوا کہ میں نے ایسی حرات کیسے کی۔

خوش قسمتی سے کپتان نے نہ صرف اس فقرہ پر کسی طرح اظہارِ پسندی نہ کیا۔ بلکہ
 خود بھی اس کی تائید کی۔ اس نے یہ سوچا کہ بیکر سٹریٹ میں سنر کرٹھن کی صحبت جیڑے
 کی نسبت میں پنج میں فرنیک کرٹھن کے پاس زیادہ پر ہفت طریقہ سے وقت گنار سکوں گا۔

کیونکہ پنج کے انتظامات سے یہ پہلے ہی اچھا طرح واقف تھا۔ اس کے بعد سنر کرٹھن کے
 لئے بھی زیادہ اصرار کا موقع نہ رہا۔ لیکن اس نے کپتان کی طرف تہر آلود نگاہ سے دیکھا

جسہ نے اس کے جواب میں اس پر التجائے عزم کو تسلیم کیا۔

آخِ جیبِ سحر کر کش اپنے ہوشِ سر سے جھٹکت ہوئی تو کہیں نہ اور قیامتِ ایں است سدا ہے
 لے کر گئے یوں کہ اوٹھ کی طرف چلا۔ چونکہ اسے حوالہ دیا گیا کہ اس کی ساری جیبیں رو پر
 تھیں۔ اس لئے خیال یہ ہو کہ اسے سحر کر کش کو نہ سمجھیں۔ حیرت و حیرت ہوئی کہ اس کی جیبوں

جب وہ داپس آگیا تو ایک شخص کو باہر کر لیا کہ اسے پیاب ملے وہ شراب پی کر
 میں بھیج دیا کہ میں کی اجرت اس سے ایک تنگ وصول کی دوں گا۔ وہ سرسبز
 مگر بے اور کچان او ملے رہیں کہ نصبت میں پڑنے کی طرف دوڑا ہوا۔ پھر کچن انہیں
 شراب خانہ میں پڑ کر ہی رخصت ہو گیا تھا۔

اس شراب خانہ کی پہلی منزل کی کمرائے دانی نشہ تھا۔ میں کچھ سات کھینچ کر پانی
بد وضع آدمی سنگار اور گرم پانی پانی ہوئی جن کی رہے تھے معلوم ہوتا ہے۔ انکی گفتگو ہوا ان
کے لئے بہت دلچسپ تھی۔ اگرچہ رنجیوں کے لئے وہ بیانیہ دانی کہ نہ دانی ثابت ہوئی
کیونکہ ساری باتیں اس روز کے واقعات عدالت دیوانہ یا تھی کہ متعلق ہی تھیں۔ کہ وہیں
اس قسم کے لوگ جمع تھے۔ جو سب سے انوکھے ہر روز ہر کو وقت متغیر ہر دلیان تھے
ہوا کرتے تھے۔ اور ان کی گفتگو بھی سب سے ایک ہی مضمون پر ہوتی تھی۔ ناظرین
سمجھ گئے ہونگے۔ کہ یہ عدالتی پراسے ہے۔ اور ان کا تعلق دیوانہ قید خانہ اور
اضافہ کی عدالتوں سے تھا۔ اس لئے زیادہ تر اپنے معاملات پر ہی ان میں گفتگو
ہوتی تھی۔ جب انہیں فلیٹ یا بیچ کی معرعتوں سے فراغت ہوتی۔ تو وہ ریاست مندر
یا پرتگال سرٹس میں جمع ہو جاتے۔ اور اگر دلیان ہی نہیں۔ تو پھر ان کا اٹھنا
شراب خانہ بھیجا جاتا تھا۔

اپنی حضرات میں سے ایک کے سپرد ایک گریب نے فریڈرکس کو لٹس کو بھیجے
 جانے کا کام سپرد کیا۔ اور چونکہ پیادہ مذکور نے ابھی اپنا رنگارنگ اور شراب کا گلاس ختم نہیں کیا
 تھا۔ اس لئے فریڈرکس کو لٹس اور کپتان اور ہٹلر بس انتظار کرنے کے لئے پاس ہی بیٹھ گئے۔
 آخر نصف گھنٹہ بعد کرایہ کی گاڑی طلب کی گئی۔ اور اس میں سوار ہو کر عدالتی چاہہ۔
 قیدی اور اس کا جنگجو دوست گنگز بھیجے کے جیل خانہ کی طرف روانہ ہوئے۔

راستہ میں کرکٹ نہ بٹ خاموش رہے۔ آخری طور پر اس کی طبیعت میں اس خیال است

انصر بد تھا کہ یہ نیا مقام کس قسم کا ثابت ہوگا لیکن کپتان اس طرح جلدی جلدی باتیں کرتا رہا
گریادہ اپنے دوست کی کچی پوری کونے پر ملا ہوا ہے۔ عدالت کا پیادہ یہ سوچ ہی دلتا تھا کہ
میں اس شخص کو غیر معمولی واقفیت رکھنے والا یا انتہا درجہ کا دروغ گو سمجھنا چاہتا ہوں۔ کہ
اتنے میں گاڑی ایک بھیابک وضع کی پختہ دیوار میں بنے ہوئے نشیب دروازہ کے
ساتھ دھک گئی۔

کپتان اور بلنڈر بس نے جھٹ اپنا سر گاڑی کی کپڑی سے نکال کر کہا۔ یسوع کی قسط
ایو۔ ہم پتہ پتہ پہنچ گئے۔ فرینک وہ مکان جس کے سامنے درخت اگے ہوئے ہیں۔
مارشل کا ہے۔ اور میں خود کسی دن اس کے برابر رتبہ حاصل کرنا چاہتا ہوں۔۔۔
مگر آؤ میرے دوست انتظار کیا ہے؟

اتنا کہ ہر سب سے پہلے کپتان گاڑی سے اترا۔ اس کے بعد فرینک کرش اور سب
سے آخر میں پیادہ۔ جس بھیابک خشتی دیوار کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے اندر ایک احاطے سے
گنبد کرتیوں چند پختہ سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے گنگرنچ کی بالائی ڈیڑھ ہی میٹریں پہنچ گئے۔

قید خانہ گنگرنچ

باب ۱۰۵

یہ جگہ بہت تنگ۔ سیل اور برعنائی۔ ایک دیوار کے ساتھ بہت بڑا کلاک لگا ہوا تھا۔
آتش ران میں تیز آگ جل رہی۔ اور ایک موٹا۔ تنومند۔ ادھیر عمر کا پیر و جس کی بولی میں
دیہاتی لہجہ پایا جاتا تھا۔ اندرونی دروازہ کے قریب ایک اونچے ٹھول پر بیٹھا ہوا ان لوگوں
کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جو جیل خانہ سے باہر آتے۔ لیڈان کے چہروں پر آگ کی تیز روشنی
پڑتی تھی۔ اس کے قریب کچھ خادمہ عورتیں اور قاصد جمع تھے۔ جنہیں سے کچھ تو ایل شراب
پانی رہے تھے۔ اور کچھ پنچ کے معاملات پر بحث کرنے میں مصروف تھے۔ ایک اور پیر و
جو قد کا ٹھٹھکا اور عادات میں پھر بیٹھا تھا۔ اور جسے عام طور سے لوگ بغیر کہہ کر بلاتے
تھے۔ ایک اونچی چوٹی دیوار کے اندر بنے ہوئے احاطے میں بیٹھا ایک سیل پرانی کتاب کی
ورق گردانی کر رہا تھا۔ جن میں قیدیوں کے نام درج کئے جاتے تھے

پیادہ نے سر فرینک کرش کو اس شخص کے روبرو پیش کیا۔ اور سر لبر نے اس کا نام

بھی اس میل کتاب میں درج کر لیا۔ اس کے بعد اس سے عین داخل طلب کی گئی۔ جو اس نے ادا کر دی۔ پھر جب ان مبادیات سے فراغت ہوئی تو مقررہ فرائض سے اسے اندر جانے کی اجازت دی گئی۔ اس پر بڑے پیرہ دار نے جس کے متعلق بیان کیا جا چکا ہے کہ وہ موٹا تازہ اور اچھے عمر کا تھا۔ وہ دروازہ کھول دیا۔ جس کے قریب وہ بیٹھا تھا۔ کپتان اوبلڈر بس اپنے دوست کو ساتھ لے کر ایک مختصر احاطہ میں سے گذر کر کھلی ڈیڑھ سیڑھی سے ہوتا ہوا اگلے پنج کے رقبہ میں داخل ہو گیا۔

وہاں پہنچ کر کپتان اوبلڈر میں بائیں طرف کو مڑ کر ایک رک گیا۔ اور ایک شب عمارت کو جس کی چھت ڈبلوان بنی ہوئی تھی۔ قریبی نظروں سے دیکھنے لگا۔ پھر وہ غیر معمولی خوشی کا اظہار کر کے بولا۔ جانے ہو یہ کون سی جگہ ہے؟
فرینک نے جواب دیا یہ میرے خیال میں برتن دھونے کی یا کوئلے کا ذخیرہ رکھنے کی جگہ ہوگی۔

تذرع کی قسم! اور میرے دوست تم اس خوشنما قید خانہ کے سب سے دلکش مقام کی توہین کر رہے ہو۔ کپتان نے جوش میں آ کر کہا یہ تو اس جگہ کا تہوہ خانہ ہے۔
مشرکوں کو اس بیان سے ایسی تو بہت ہوئی۔ مگر یہ دیکھ کر کہ کپتان اس کا بہت مداح ہے۔ اور میرے لئے اس کی خدمت نامناسب ہوگی۔ وہ خاموش رہا۔ اور کپتان کے پیچھے تہوہ خانہ کی طرف روانہ ہوا۔ جس جگہ کا اندرونی حصہ صرف آٹنا تھا۔ کہ اس میں چار چوٹی چوٹی سینڑیں بچھائی جا سکیں۔ ایک وقت میں دس بارہ آدمیوں سے زیادہ اس میں ٹھہر سکتے تھے۔

جن وقت کپتان اور فرینک کرش اندر داخل ہوئے۔ تو کم و بیش اتنی ہی تعداد وہاں موجود تھی۔ اپنے لئے کوئی نشست خالی نہ دیکھ کر کپتان نے بازو سینہ پر رکھ کر ایک فرد نام شریف صورت ہڈے کی طرف قریبی نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔ اور اپنے انتظار کو براہ راست اس سے مخاطب کئے بغیر زور سے کہنے لگا۔ متھس دسپنہ کی قسم اور کسی شخص کو ایک ہفتے میرے دوست کے لئے جگہ ہیا کرتی چائے۔ روز میں ابھی اس کی چھتیا دونوں گاہ۔

عمر رسیدہ تھے۔ خوف سے جھجکے جھجکے ہوئے۔ اور اسی طرح دھیمے اور شرمندہ کے

[illegible]

یہاں پر ان میں حقائق مراتب کی نشان منفرد تھی۔ اور سب کا وہ جو سادگی نظر آتا تھا
یہ اس لئے کہ عقرو عقروں کے جلیانہ میں سامنے وہ ذاتی امتیازات جلوری ہی میں جلتے
ہیں۔ اس جگہ لادوؤں کے بچے بھی کسی بزرگ صاب کے جوئے کھاس میں شراب پینا گسر
نشان نہیں سمجھتے

حب کہتے ہیں اولیٰ میندہ اور فرنیک کرش و دوزن اس جگہ داخل ہوئے تو حاضرین نے یہ سمجھ کر کہ انظار دہیں وہ گنگو جو ان میں ہو رہی تھی منقطع کر دی ۔ اور چند منٹ تک کمال خاموشی چھا کر رہی ۔ مگر اس کے بعد جب وہ شراب جو کہ گیتان نے طلب کی تھی لائی گئی ۔ اور ان دونوں نے سگاری بھی طلب کئے ۔ تو حاضرین یہ معلوم کر کے کہ یہ بھی سگاری طرح مشاغل تفریح کی تلاش میں ہیں ۔ پھر اپنی اصلی حالت پر آ گئے ۔ اور جو حب ان پر او میندہ بس کی خوفناک صورت سے طاری ہوا اتنا رشتہ ہو گیا ۔

ایک ایک جہاں سمیت نوجوان تھے جو سگارا اور پورٹ وائن پی رہے تھے گنگو کا غلہ
کرتے ہوئے پوچھا: آج پرتگال سٹریٹ میں جیکسن کے معاملہ کیا کیا ہوا؟
جس نے: بدلتی پوچھا کیا وہ ایک کشیف پوش بیماری بھڑک اُڑی تھی۔

آسے چھوٹھینہ کے لئے واپس قید خانہ میں بھیجا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ فریٹی منانہ اسے پورے طور پر سزا دلانے کے لئے آادہ ہو چکا ہے۔ اس کا ساقی قرضہ ہندویوں کی صورت میں ہے۔ جنہیں وہ آادہ نہیں کر سکتا۔

نوجوان نے کہا: ”مگر تم ہندویوں کا ذکر کرتے ہو میرا اپنا سارا قرضہ ہندویوں کی صورت میں ہے۔ اور کل رقم ستر ہزار پونڈ نکلتی ہے۔ حالانکہ میں حقیقت بیان دینے کو آادہ ہوں۔ کہ مجھے تین ہزار پونڈ سے زیادہ نہیں دئے گئے۔ بچہ اندیشہ ہے کہیں میرا ہی وہی حال نہ ہو۔“

”نہیں دوست پیٹر۔ مجھے اس کی امید نہیں۔“ ایک اور ٹیگنے خد کا شخص کہنے لگا۔ جس نے بولنے سے پہلے ایک دو شٹ تک شراب کا گلاس منہ سے لٹکائے رکھا تھا۔ تیار سے والد ایک لارڈ ہیں۔ جو بکے خواہ ایک بہت بڑی اہمیت رکھنے والا معاملہ ہے۔ یہ کہتے ہوئے اس نے پراسرار طریق پر حاضرین کی طرف دیکھا۔

آنریبل مشرٹیف نے ایرانہ اعزاز سے کرسی پر بٹھجے کو جھک کر کپتان اد ہند ریس اور فرینک کرش کو حضورِ محبت سے متوجہ کرنے کے لئے کہا: ”یہ درست ہے کہ میرے والد لارڈ کاہن ہیں۔ اور میں ان کا دوسرا بیٹا ہوں۔ لیکن بہر حال کسی لارڈ کا دوسرا بیٹا ہونا کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔“

تیسویں کی قسم! اور تم بالکل سچ کہتے ہو۔ کپتان نے گھٹکیں جھپٹتے ہوئے کہا: ”میرے دادا ڈبلن کے آرچ بشپ تھے۔ اور میرا باپ ان کا بیٹا تھا۔ اور میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں۔ مگر اس کے باوجود طاقتوں کی قسم! یہی ایک سولی کپتھان ہوں۔ لیکن اگر میرا بیٹے لاکھ کے قریب روپیہ جینسری میں رکھا ہوا نہ ہوتا۔ تو میں ہی سوز ہو کر سرکہ کرتا۔ اگرچہ اب بھی میرے پاس ایک گھبی اور لگ موجود ہے۔ اور میرا دوست کرش یعنی یہ صاحب بھی لاکھ پونڈ کے لئے آج پہنچ میں نہ آتے۔ جو یقیناً نبایت افسوسناک بات ہے۔“

اس پر فرینک جو دردِ غمگینی میں اپنے جنگجو دوست سے پیچھے رہا کر شان بچتا تھا۔ اس گفتگو سے اشارہ پا کر کہنے لگا: ”لیکن کپتان صاحب آپ کو معلوم ہے جس وقت میرا چچا ڈیوک واپس آیا۔ حاضر ہو مجھے ایک دن بھی یہاں نہ رہنے دیا۔“

درست ہے۔ بالکل درست ہے۔ اور بطور میں نے زور سے کہا کہ اور اس کے بعد ہم ایسے طریق پر جنگ کریں گے۔ کہ دشمن یا وہی رکھیں۔

کپتان اور فرنیک کرٹس کی ان باتوں سے حاضرین ہر ایک حد تک رعب و ہراس کا جو گیا۔ اگرچہ دونوں پرانے قیدیوں نے ایک دوسرے سے کیا مہنت سے جو کہ اس منہم کے اشارے کئے۔ گویا یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ دیکھ لو۔ وہ دوزخ بیانی کی حد تک پہنچے۔ مگر اس کے باوجود ان میں سے کسی نے ظاہر میں شک۔ کہ کپتان کو اشتعال دینے کی جرات نہ کی اتنے میں ایک انسرود صورت آدمی جس نے بہت چھٹا ہوا سیدہ اور ایک کاسوٹ پہنا ہوا تباہ اور جس کے چہرے سے مچھلتی کھڑکیاں تھیں۔ کہنے لگا کہ چیسیری کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہتے ہوئے وہ اس کو سننے سے جین میں وہ دیکھا بیٹھا تھا۔ ذرا آگے کو بڑھو آبا سہ اور پراہیت لہجہ میں بولا۔ تصاف فرمائیے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ غیب سے زیادہ چیسیری کی تلخ واقعیت اور کسی کو نہ ہوگی۔

حاضرین میں سے ایک بولا کہ پراوٹ تم اپنی اور استان ان کے سامنے بھی ضررہ بیان کرو۔ بخدا انہاری حالت بہت افسوسناک ہے۔ اور میں اسے کسی مذہب ملک کے لئے بدنامی کا موجب سمجھتا ہوں۔

”بدنامی! اسی عمر رسیدہ شخص نے جن کا نام پراوٹ تھا کہا اور پھر وہ طنز آمیز لہجہ اختیار کر کے بولا کہ بدنامی تو ایک مسولی لفظ ہے۔ میں اسے ایک ہنایت خونخوار اور بے رحم دافع مناست قرار دیتا ہوں۔ جس کے لئے ہمارے قانون ساز جوہر وہ ہیں۔ گزشتہ بائیس سال سے سیری ہی حالت ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ چیسیری کی عدالت ہر ایک انسان کے لئے ہنایت بنا۔ کچھ اثر رکھتی ہے۔ افسوس ہے کہ میرے پاس زیادہ سخت احفاظ موجود نہیں۔ ورنہ اسے اس سے بدتر قرار دینے کو تیار ہوں۔“

اس کا لہجہ تدریج تیز تر ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ اس کے آخری الفاظ سند سے نکلے وقت اس کے چہرے پر بخار کی سیاہی نمودار ہو گئی۔ اور آنکھیں میرٹھوٹا یے ووقنی نظر آتی تھیں۔ چلنے لگیں۔ چپاتی پھیل گئی۔ موٹ کا پھٹنے لگے۔ اور اس شخصوں کی یاد نے جو اس نے برداشت کی تھیں۔ اس کے خستہ حالی و جود میں ایک قسم کا جوش سا پیدا کر دیا۔

یاد آید کیا چیز ہے، کیا وہ ان باتوں کو بھی بولی دیکھتا تھا؟ دن میں ہر وقت اس کے خیالات اسی ایک مسئلہ پر گھومتے رہتے تھے۔ اور اس کے وہ خواب بھی اسی کے ہی دیکھتا تھا۔ جس قدر باتیں وہ سنتا دیکھتا یا پڑھتا۔ اس کا گرد اس بات میں سے ہر ایک کا تعلق اسی ایک سوال سے قائم کرنا تھا۔ سب دو کہنا، کیا تو سب بڑا کتا کرے اس قدر تکالیف کے بعد کیا کیوں کر سب کو سب سے زیادہ اور سب سے زیادہ تامل کرنا تھا کہ آتا ہے کہ مجھے فائدہ پہنچا دینا ہے۔ اس کی صحت اچھی ہے۔ نہ کہ وہ یہ بولی تھی کہ کوئی ایسا واقعہ جو اس کے دماغ سے بھی بدتر ہو۔ اس کے خیال میں آتا ہے کہ اس کے دل کو تسکین ہو جاتی تھی۔ اور جب وہ اپنے آپ کو غلیل میں دیکھتا تھا۔ جہاں کہ وہ اکثر کیا کرتا تھا تو اس کے لئے بھی وہ عدالت چیسری کی گرفتار قرار دیتا تھا۔ غرض کہ یہ کون سا معاملہ تھا اپنے آپ کو چیسری کا مظلوم ظاہر کرنا تھا۔ اور اگر اس کی بات قابل تعلق سمجھا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ اس عدالت سے زیادہ دشمنی اور کٹاؤں کا اور کیا ہو سکتا ہے۔

چند سنت کے وقفہ کے بعد راولڈ نے پھر کہا: یہ سب کچھ انصاف کچھ نام پر ہو رہا ہے۔ ایک انسانیت عدالت میں باقی عدلہ اور تعلیم یافتہ سچ بیٹھتا ہے۔ اور اس کے سامنے قابل پیرسروں کی نظر کھڑی ہوتی ہے۔ مگر اس کے باوجود اس عدالت کے فیصلے اتنی تباہی کا موجب ہوئے ہیں۔ جو نتائج بیان نہیں۔

وہ پھر رک گیا۔ اور اس کے بعد شراب کے چند گھونٹے پانی کے ساتھ کلام جاری رکھتے ہوئے کہنے لگا: اس انتظام کو جس قدر جلد دودھ کیا جائے۔ بہتر ہے۔ اس میں بے حد اصلاح کی ضرورت ہے۔

اب اس نے ان عدالت کی تفصیل سنائی شروع کی۔ جن کا تعلق عدالت چیسری سے تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آریبل سرسٹیفرن نے کہا: حضرت کچھ اپنے مقدمہ کی نسبت بھی بیان کیجئے۔

بڑھاپہ ذکر چیرنے کو تھا۔ گرزور کا گھنٹہ بجنے کا آواز سنائی دیا۔ یہ گھنٹہ ایک شخص کے ہاتھ میں تھا۔ جو جا بجا دنگ کر رہا تھا۔ جتنا وہ کہتا تھا: تمام اجنبی مردوں عورتوں بچوں کو اب باہر چلے جانا چاہئے۔

فرینک کرٹس نے اپنے دوست کیسٹن سے آواز دبا کر پوچھا: کیا تم بھی چلے

جائے گئے

اولیٰ بنڈ میں کچھ لگاتے تھے تاکہ نہ کرے۔ اس قبوہ خانہ کا منتظم ہمارے علاوہ مجھے بھی ایک البترو سے دیکھا۔ یہ وہ نظام ہے۔ جہاں وہ یہ ہے۔ ہر چیز میسر آ سکتی ہے۔ نصف گھنٹہ کئی اور محلات پر بحث کرتے ہوئے گزر گیا۔ اداس کے اہل ہوس قسم کی آوازیں آئیں۔ کہ جن شخصوں کا اس قبوہ خانہ سے تعلق نہیں۔ وہ باہر چلے جائیں اس پر قبوہ خانہ کی نشستیں بھی خالی ہونے لگی ہیں۔ اور اب صرف اولیٰ بنڈ میں اور فرنگی گزشتہ ہی رہ گئے۔ باہیروں کے چلے جانے کی یہ وجہ تھی۔ کہ جس وقت وہ لوگ جن کا جیلخانہ سے تعلق نہ ہو۔ واپس جانے گئے۔ تو قیدی ان سے ملنے اور انہیں چھوڑنے کے لئے وہ دروازہ تک ساتھ جایا کرتے تھے۔

کہتا ہوں نے قبوہ خانہ کی گھنٹی زور سے بجائی۔ اور بب ویشیر نمودار ہوا۔ تو اس نے کہا کہ میں قبوہ خانہ کے منتظم سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد اولیٰ بنڈ میں کا منتظم قبوہ خانہ سے اطمینان بخش طریق پر معاملہ طے ہو گیا۔ اداس نے دونوں دروازوں کے لئے سونے کی جگہ ہمارے لئے کا وعدہ کیا۔ شراب کی ایک ادب تو لی گئی۔ اور کہتا ہوں نے کوشش سے باہر آ کر کہا کہ صبح کا وقت تم پنج کے مختلف حصے دیکھنے میں مصروف کیا کرو۔ اور شام کا تقریب میں لا چنانچہ یہ تقریب رات کے گیارہ بجے تک جاری رہی۔ آخر اس وقت قبوہ خانہ کی روشنی گل کر دی گئی اور ان دونوں کو انکی خواب گاہ میں پہنچایا گیا۔ خواب گاہ کے کمرے تابوت سے دو گئے جڑے تھے۔ لیکن آسائش کے لحاظ سے ان میں اور تابوت میں کچھ زیادہ فرق نہ تھا

قید خانہ کے مزید حالات

باب ۱۰۶

اس سے دوسرے دن صبح کے ساڑھے سات بجے کے قریب دیر نہ آکر سر کرش کے دروازہ پر دستک دیا۔ اور کہنے لگا کہ آپ تیار ہو جائیں نا ٹھہرے آپ نے باہر کی ٹیبلٹ ہی جانے۔ کیونکہ وہاں آپ کی ضرورت ہے۔ فرنگ جہٹ بستر سے اہل کر بیٹھ گیا۔ اور وہاں سے کہنے لگا کہ کون مجھ سے ملنا

چاہتا ہے۔ اس خیال سے اسے خوشی ہوئی کہ شاید سرکسٹوفر بلنٹ میر توغنا
اور کر کے مجھے مل جائے گا۔

اس نے خادمہ کے سے اس بارہ میں مزید سوالات پوچھنے چاہے مگر وہ اتنے
میں واپس جا چکا تھا۔ پس کرش نے نکو اضطراب کی حالت میں ہی کپڑے پہنے۔ اد جب
روانہ مارتہ دہوا اور کپڑے پہن کر فارغ ہوا۔ تو آٹھ کے قریب وقت ہو گیا تھا۔ چنانچہ اپنے
دوست کپتان کی خواب گاہ کے پاس سے گذرتے ہوئے اس نے اس پر زندہ سے مکا
مارا۔ اور اس کے بعد بڑے پہانک کی طرف روانہ ہوا۔

یہ پہانک ابھی کہنا نہیں تھا۔ لیکن اس کے قریب بہت سے قیدی جمع تھے بعض
نے لباس شب زیبائی پہنا ہوا تھا۔ اور بعض نے صرف قمیص ادا جامہ لیکن ان کی حالت
مجموعی طور پر اس قدر افسوسناک تھی جس کی مثال کسی دوسری جگہ نہیں دیکھی جاتی۔ آخر
کار یہ پہانک کہنا۔ اور بارہ سے کئی آدمیوں کا مجمع جس میں قاعدہ عوامہ عورتیں گولے
پھل بیٹھے وہ لڑکے اور بچہ لڑکے شامل تھے۔ اندر داخل ہوا۔

جب یہ لوگ گذر چکے۔ تو فرینک کرش نے اندر داخل ہو کر ایک بازو والے
ایک پیرہ مارک جو آتش دان کے سامنے کھڑا تھا۔ پوچھا "بھئی یہاں کس نے بلایا
ہے؟"

اس نے جواب دیا "میں نے اور میرے ساتھیوں نے"

فرینک نے پوچھا "کس لئے؟"

وہ بولا "آپ کی شبیہ حاصل کرنے کے لئے"

تیسری شبیہ! فوجوان نے متعجب ہو کر کہا۔ اور اس کے بعد وہ یہ دیکھنے کے لئے
اوپر ادر جہانکے لگا۔ کہ شاید کوئی مصدیر سامان تصویر کشی لئے موجود ہو گا۔ مگر جب
اس قسم کا کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ تو اس نے اس خیال سے تند صورت اختیار کر لی۔
کہ شاید یہ شخص غیب سے ذائقہ لے رہا ہے

اس پر وہ پیرہ مار جو بجائے خود ایک بااخلاق آدمی تھا۔ کہنے لگا "حضرت
شبیہ حاصل کرنے سے اس جگہ یہ مطلب لیا جاتا ہے۔ کہ کسی نے قیدی کو دن کی روشنی
میں اچھی طرح دیکھ کر اسکی صورت بخوبی دیکھ کر نشان کرنا چاہئے۔ بات یہ ہے اس کا دل میں

... کیونکہ ہم اسے کالج ہی کہا کرتے ہیں... تین چار سو آدمی موجود ہیں۔ اور آپ سمجھ سکتے ہیں۔ ان میں چار سو کو شناخت کرنا سہل کام نہیں۔

فرینک اب معاملہ کی اہمیت کو سمجھ کر بیٹھے لگا۔ اور بولا "میں متاثر و متطلب سمجھ گیا۔"

جبکہ وہ گھنگھو کر رہا تھا۔ چند اور پہرہ دار نمودار ہوئے۔ اور ان میں سے ہر ایک اسے صبح بخیر، لکڑی غرض سے اس کے بدن کے ہر حصہ کو دیکھنے لگا۔ اسے اس معلوم ہوتا تھا۔ یہ لوگ اس کے سارے اعضا کو پوری طرح ذہن نشین کرنا چاہتے ہیں۔ فرینک نے بہت کوشش کی۔ کہ لاپرواہی کا اظہار کرے۔ مگر وہ اپنے اضطراب کو مضبوط نہ کر سکا۔ اور آخر جب یہ استحقاق قریباً پانچ منٹ کے عرصہ میں ختم ہوا۔ تو وہ زیادہ مطمئن نظر آنے لگا۔

اب پہرہ دار واپس چلے گئے۔ اور کرکس تنہا اس ایک بازو والے پہرہ دار کے پاس رہ گیا۔

آخراً ذکر کیلئے میوئے دروازہ کے قریب جہیں سے کرکس نکلتے کامیڈام اور عمارات کا بڑا حصہ صاف نظر آتا تھا۔ ایک سوال برپا ہو گیا۔ اور کہنے لگا "میکوں صاحب آپ اس محلے میں کو کہاں تک لپٹ کر گئے ہیں؟ میری رائے میں تو یہ بہت عمدہ مکان ہے۔"

فرینک نے جواب دیا "بے شک اور اگر اس سے برا ہوتا۔ تو مجھے اوجہ شکایت نہ تھی۔ لیکن میری رائے میں یہاں پر تین طرح طرح کے قیدیوں سے واسطہ پڑتا ہوگا؟ پہرہ دار نے قید کی طرف پر اہمیت نگاہ سے دیکھ کر کہا۔ آپ کا خیال درست ہے۔ دیکھئے وہ شخص جو آپ کو پھنسا ہوا نیلا کوٹ پہنے رکھتے ہیں ان کے میدان میں ہفتہ نظر آتا ہے۔ آج سے قریباً تین سال پیشتر ایسی گاڑی پر سوار ہو کر یہاں آیا تھا جس وقت اس کے ساتھ دو دوسری پوش نوکر بھی تھے۔ مگر اب وہ میدان پر بیکار ہو چکا ہے۔ یہ ان میں گروہ بننے کا بدلہ پھرانے پر تیار ہوتا ہے۔"

فرینک کانپ کر کہنے لگا "کیا اس کے لئے یہاں سے واپس جانا ضروری ہے؟" پہرہ دار نے جواب دیا "آپ کو یہ سب ملے گا۔ جو وہاں سے جاتا ہے۔"

کرش نے واقعی متعجب ہو گیا۔ کیا کہتے ہو؟ اپنا نیت ہی کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ محمدؐ اور فقہاء یہاں شیراز ہے؟

پھر وہ دلدل بولا۔ جی ہاں اس ایک شخص پر لگیا منحصر ہے۔ اور ابھی بہت سے آدمی ایسے ہیں جو اس طرح یہاں پھیرے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ عرصہ دراز تک یہاں رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے ہمارے دوست رشتہ دار مرنے لگے ہیں۔ اور ان کے لئے مقید خانہ سے باہر کوئی سامان دیکھنا باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ جب ان کے قریب خواہ وہ بھی صبر جاتے ہیں۔ اور ان کی رہائی کا پروانہ آجائے تو یہ لوگ اسے جیب میں ڈال کر حنا جھپٹا لیتے ہیں۔ اور یہاں سے چلنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ باہر کوئی گھبراہٹ نہیں لگے گی۔ اور یہاں کوئی ایک دوست آشنا موجود ہیں۔ اور کچھ نہ کہتے کہ یہی لی ہی جاتا ہے؟

فرزیک کہنے لگا: یہ نہایت عجیب بات ہے۔

پھر وہ دلدل جو قیدی کو اپنی پراسرار گفتگو سے اندر زیادہ متعجب کرنا چاہتا تھا۔ بولا۔ یہاں اس سے بھی عجیب تر باتیں ظہور میں آتی ہیں۔ آپ ان شخصوں کو نسبت کیا خیال کریں گے۔ جو از خود اس جیل خانہ میں آ جاتے ہیں۔ اور اپنی ساری عمر یہیں گزارنے پر آمادہ ہیں۔

کرش نے جواب دیا۔ میرے نزدیک تو جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ مذاق بہت "زاقی" پھر وہ نے انہماق سے دانا مانگی کرتے ہوئے کہا۔ نہیں صاحب یہ مذاق نہیں۔ حقیقت ہے۔ دیکھئے وہ موٹا تانہ شخص جو سامنے ایک جاگٹ پہنے کچھ سودا خریدتا نظر آتا ہے۔ اس کا واقعہ اسی قسم کا ہے وہ جہلازی یا اسی قسم کے کسی اور جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔ جس کے لئے اس کے خلاف وارنٹ گرفتاری مل چکا ہوتا ہے۔ وہ اس خیال سے غمراہ نہیں ہوتا چاہتا بلکہ کہ وہاں وہاں میں وہ باتیں گزشتہ ہوں جہاں۔ اس نے ایک دوست کو کہہ کر یہ انتظام کیا کہ اس کی گرفتاری صدمہ اور سزا قریب کے لئے عمل میں لائی گئی۔ بعد ازاں وہ پروانہ مانگی کے ذریعہ پنج میں داخل ہو گیا۔ اور اس کے خلاف وارنٹ گرفتاری یہاں پہنچا گیا۔ مگر اس عدالت کی تین تین ہی ہو سکتی ہے۔ کہ پہلے یہی واقعہ ہوا کرے۔ اور چونکہ وہ غرض

ادا کرنے کا ارادہ ہی نہیں رکھتا۔ اس لئے وارنٹ کی تکمیل ہونے کی کوئی ممکن صورت
تین دن

کر لیں گے کہا کہ اس سے تو معلوم ہوا کہ بہت جو لوگ جن کو جیل خانہ نو گلیٹ
میں پہنچنا چاہئے۔ پنج کو ایک پڑا سالٹس مقام پر کرا میں پہنچا کر زین پر بٹکتے ہیں
لیکن مثل ہے۔ کہ انسان سبز ہی سے سب کچھ سیکھتا ہے۔

پھر وہ دار کچنے لگا دیتے ہیں آپ کو ایک اور عجیب تر واقعہ سننا ہو گا وہ یہ
تھو کا مضبوط آدمی جو چٹری مارچ میں لئے اور صراہ صرٹھ نظر آتا ہے۔ کئی سال
سے اس جگہ رہتا ہے۔ اور امید نہیں کہ چند سال سے پہلے یہاں سے جلسہ اس
کے قرضخواہ اسے تین پانچ مہینہ دار حبیب خرچ اس لئے ادا کرتے ہیں۔ کہ وہ پنج دن
زیر حراست رہنے پر آمادہ ہے۔

کر لیں گے بہت متعجب ہو کر کہا کہ کیا کہتے ہو اس کے قرضخواہ اس کا حبیب
خرچ ادا کرتے ہیں؟

پھر وہ دار نے جواب دیا کہ جی ہاں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس شخص کی بہت سی
ارضی اس وقت اس کے دین خاص قرضوں کے بارے میں ہے۔ وہی اس کا انتظام
کرتے اور اس کے آئندہ کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ اگر یہ شخص عدالت دیوالی میں پیش ہو
تو جائداد کی آمدنی کا حصہ سب قرضوں میں تقسیم ہو جائے۔ اسے روکنے کے لئے وہ
تین خاص قرضخواہ اسے تین پانچ مہینہ وار وظیفہ دیتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں۔ کہ یہ عدالت
دیوالی نہ جائے۔ اس میں ان کا بھی فائدہ ہے۔ اور یہ شخص بھی خوش ہے۔ اس کی
بیوی یا لون گینا جائے۔ کہ اس کی لیڈی بھی پاس ہی رہتی ہے۔ اور ان کے بچے بڑے
خوبصورت اور پیارے ہیں۔ دیکھئے وہ سامنے اس بے فکری کے ساتھ کچھ پکھیل رہے
ہیں۔ گویا قید خانہ کی جگہ کسی عمل میں رہتے ہوں۔ حالانکہ یہ سب کے سب
اس جگہ زمانہ حراست میں پیدا ہوئے تھے۔

فرنیچ تے پوچھا کہ بھلا وہ انگڑا عمر رسیدہ شخص کون ہے۔ جو ہر جہ میں
اخبارات لئے پھر رہا ہے؟

پھر وہ دار نے جواب دیا کہ وہ پنج کا اخبار فروش ہے۔ چند سال پیش یہ شخص

دوست اور خوشحال تھا۔ اس کے بعد چینی سری سے ہو کر پنج میں پہنچا۔ کیونکہ یہ ایک کلیہ
قاعدہ ہے کہ ہر شخص چینی سری میں پہنچے۔ اسے پنج میں ضرور آنا پڑتا ہے۔ اب اس
لنگر سے کہ خوار و خوش بننا پڑا ہے جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ دنیا میں کیسے
کیسے انتظامات پیش آتے ہیں۔ فی الحقیقت یہ دنیا بھی آنا جی عجیب منظم ہے جس میں ہر چیز کا ایک
یہ بیان کرنا مشکل ہے کہ دنیا کی نسبت پیرہ دار کے خیالات کیا تھے۔ لیکن آنا ضرور
ہے کہ اس بارہ میں اس کی واقفیت بہت بہم پہنچی۔ کیونکہ اسکی رائے میں پنج اور دنیا
دو جدا جدا مقام تھے جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ لکچر وہ پنج میں جید کی حیثیت سے نہیں
رہتا تھا۔ تاہم اس کی دنیا ہی تھی۔ اور اس لحاظ سے وہ اس دنیا اور خارجی دنیا میں
کچھ فرق سمجھتا تھا۔ افسوس ہے کہ بہت لوگ جو اس جگہ عرفہ دارانہ سے زیر حراست تھے
وہ بھی ایسا ہی سمجھتے تھے۔

فریٹک اب پیرہ دار کی باتوں میں بہت دلچسپی لینے لگا تھا۔ بولایہ دونوں عورتیں جو
رکیٹ کے میدان کے قریب پٹری پر سیر کر رہی ہیں کون ہیں؟
پیرہ دار بولایہ ہمارے ماں اس پٹری کو برید بولتے ہیں۔ یہ دونوں عورتیں ماں بیٹیاں
ہیں۔ ان میں سے بیٹی جو زیر حراست ہے۔ بڑی خوبصورت لڑکی ہے۔ اور اس کی
ماں محض انگریز کے لئے اس کے پاس ٹھہری ہوئی ہے۔ لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے۔ کہ یہ
لڑکی ٹرینل سٹرٹ پیئر کے ساتھ بہت کچھ میل جول رکھتی ہے۔ اگرچہ ماں اس سے ٹکلی ہو
نظر انداز کرتی رہتی ہے۔ ایسی باتیں اچھے با انتظام گھروں میں یہی طور میں آتی رہتی ہیں
اور پنج میں تو کوئی شخص خاص طور پر محتاط نہیں رہ سکتا۔ بات یہ ہے کہ لوگ اس جگہ اٹھنا
سکھتے نہیں آتے۔ اور اس لئے جنہو جوان کنوار کی عمر میں بیان آتی ہیں۔ ضرور رگرجاتی
ہیں۔ لیکن یہ اب سداوت ہے۔ جس سے بچے سرکار نہیں آتے۔ اور یہ کہتے ہوئے پیرہ دار نے
اپنی کھجور کو دروازہ کے قفل پر زور سے بٹکایا۔

گھاتوں کی قسم اور کیا تم مجھ سے پہلے ہی سیر کو نکل آئے؟ کیا ایک کپتان اور
بس کی معروف اور سناٹا دیتی۔ اور اس کے بعد فوراً ہی خود کپتان صاحب رات کے
آرام اور سیر کے شہسوار کے بعد تازہ دم ہو کر نمودار ہوئے
فریٹک کہنے لگا: اجوتوں نے مجھے شہسوار کے لئے بلایا تھا۔ ورنہ تم جلتے

ہو۔ میں اس وقت تک موٹے کا عادی ہوں۔

کہتاں بولا۔ پھر آفتاب پہ پنج کے مختلف حصوں کی سیر کرائیں۔ ہماری دلپسند مک کہاں تیار ہو جائے گا۔ میں نے صبح کے کہانے کے لئے قبوہ ٹوبل روٹی۔ گوشت۔ اڈے پیل اور دلپسند ہی کئی اور چیزیں منگوائیں۔ وہ میں اسید کرتا ہوں سیر کرنے سے ہماری ہوک خوب چمک جائے گی۔

اس پر سرگرم اپنے دوست کے بازو میں بازو ڈال کر سیر کرنے چلا۔

تھوڑی دور جا کر کہتاں نے لگاؤ فریڈک تیار سے دایں لمبے۔ جو عادت نظر آتی ہے۔ اسے سٹیٹ ہوں کہتے ہیں۔ یہ جگہ دراصل سرکاری قیدیوں اور ایسے ہی شخصوں کے لئے مخصوص ہے۔ لیکن عام طور پر دوسرے قیدی بھی اس کے کمروں پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اور پھر انہیں شیطان ہی وہاں سے نہیں نکال سکتا۔ مگر آؤ میں پہلے تمہیں پنج کا شراب خانہ دکھا دوں۔

یہ کہتے ہوئے وہ ایک نشیب اور بونا جگہ میں داخل ہوئے جس میں نہایت کمروری قسم کی بیت سہی میونسپلٹی کی ہوئی تھیں۔ جن کی سطح پر لوگوں سے چاقو سے اپنے نام یا ناموں کے ابتدائی حروف کندہ کر رکھے تھے۔ میزوں پر کئی تصاویر بھی چاقو سے سطح کو قسبیل کر بنائی گئی تھیں۔ جن میں قابل ذکر پھانسی پر لٹکتے ہوئے آدمیوں کی تصاویر تھیں۔ انٹیشن میں تیز آگ چل رہی تھی۔ اور اس کے قریب کئی غریب حیدری اور عدالتی بیابا سے مجھے کہا گیا کہ اس سے۔ اپنی میزوں میں سے ایک پر اخبار فروزش لگا دو جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اخبارات کو چھانٹ رہا تھا۔

جس وقت کہتاں اور سرگرم شراب خانہ کے اندرونی حصہ کا معائنہ کر کے واپس آنے لگے۔ تو کہتاں نے اس شخص کے قریب پہنچ کر جو شراب بیچتا تھا۔ کہا۔ سرگرم وہ گلاس شراب کے ہیں وہ دوسرے کے لئے نہیں سلام کرتا ہوں۔

فریڈک اپنے دوست کی طرف تعجب کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگا۔ اتنے سویرے جو کی شراب پیو گے؟

کہتاں بولا۔ واہ وہم اس جگہ کی شراب پی کے تو دیکھو۔ گلی میں نے پھانسی سے اس کی کتنی تعریف کی تھی۔ اب دیکھ لے۔ میں سو گیتا بنایا تھا۔

یہ کہہ کر کہتا ہوں نے سر کرکشی کو ایک کلاس پر دھڑکا پتہ پر چھوڑ کیا۔ اگر صبح کی چائے سے پہلے کرکشی کو اس قسم کی ہلکی شراب آگوار معلوم ہوتی تھی۔ لیکن غریب کو انکار کرتے ہیں نہ پڑتا۔

اس میں شک نہیں کہ بڑی بہت عمدہ تھی۔ اور جب اسے پی کر فریاد کرنے لگا تو فریاد شروع کی۔ تو کہتا ہوں آنا خوش ہوا۔ گو اس نے خدا سے کیش کیا ہو۔

کہنے لگا آداب ہم اور آگے چلیں۔ چنانچہ دونوں بازو میں بازو ڈالے شراب خانہ سے باہر نکلے۔ دروازہ پر دو تین غریب قیدی کھڑے تھے۔ وہ انہیں دیکھ کر مودبانہ طریقہ سے ایک طرف کو مہٹ گئے۔

یہ دونوں میدان کے اس حصہ میں پہنچ گئے تھے۔ جسے پہرہ دلانے پر پٹیکے ہم سے موسوم کیا تھا۔ یہاں سے عمارت کا سامنے والا حصہ پورے طرح نظر آتا تھا۔ یہ ایک بڑا بزرگ کی شکل کی عمارت تھی۔ اہل چھو سات خانیے اس کے اوپر چڑھنے کی کوشش کرتے تھے۔ کچھ کھڑکیوں کے باہر الماریاں لٹھیں جن میں قیدی اپنا سامان رکھتے تھے۔ اور بعض حالتوں میں ان الماریوں کے اوپر گلوں میں سر جھانکے ہوئے پووسے بھی لٹھے ہوئے تھے۔ عمارت کے وسط میں گر جا اور گر جا کے بالائی حصوں میں شفا خانہ تھا۔ چلی سڑک کے کئی کمرے دوکانوں کی طرح سجے ہوئے تھے۔ اور ان میں مختلف قیدی اس قسم کی چیزیں فروخت کرتے تھے۔ شفا خانہ اور کیم کے ٹکڑے۔ چھل کی گوشت۔ دوا سلائیوں۔ دوا گر۔ موم پیتاں۔ رنگٹ کھیلنے کے گمبند۔ سمکائی ڈبل ریلی۔ صابون۔ آئدے وغیرہ۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ مختلف چھوٹے درجے کے دوکاندار خوب زبردستی ایک دوسرے کا اعتبار کرنے پستے ہوئے ہیں۔

دوکانوں کے اندر چائے۔ رہتا کواد پلاس کے ڈبے سجے ہوئے نظر آتے تھے اور ایک دوکان کے گزٹر کے پیچھے ایک موٹر گاڑی، سرور جو بظاہر اس دوکان کا مالک تھا۔ کھریا مٹی کے بنے ہوئے ان نشانات کو جو سجے کی دہلیز فروخت کی علامت تھے عجب کی نظر سے دیکھ رہا تھا۔

کہتا ہوں نے فریاد کا درجہ ریگٹ کھیلنے کے میدان کی طرف پھیرتے ہوئے کہا۔ اس طرف دیکھو نہیں کوئی خاص چیز نظر آتی ہے۔

کر لٹنے اور صراحدہ دیکھ کر کہا: مجھے تو سوائے اس کے اور کچھ نظر نہیں آتا
کہ دیوار پر ایک جالی لگی ہوئی ہے۔ کو گنبد یا سبز جاگڑے۔

ادلبڈرین نے بے صبری سے ایک خاص سمت میں اشارہ کرتے ہوئے کہا: دوست
میرے دوست اور کیا اب بھی نہیں کوئی خاص چیز نظر نہیں آتی؟

فرزیک بہت دیر اور برابر غصہ سے رکتا رہا، مگر جب اسے کوئی خاص چیز نظر
نہ آئی تو کچھ لگاڑے مجھے تو یہاں سوائے ایک پپ کے کچھ دیکھنا نہیں دیتا

لیوے کی قسم! اور یہ تو وہ چیز ہے۔ جو میں جیسے دیکھتا چاہتا ہوں، کپتان نے
زور سے چلا کر کہا: اسے ڈالٹن پپ کہتے ہیں۔ اور سارے یورپ میں سب سے

خوشنما پپ ہے۔ اس پر بیچ کو جس قدر بھی ملازمہ بولے۔ مگر طاقتوں کی قسم! تم لوگ
میں، سما کا پانی پلا کر دیکھتا ہوں۔

کر لٹ نے بستر کہا مجھے پیاسا نہیں۔ اور میں پانی پینا نہیں چاہتا۔ مگر کہتے ہیں
شخص نہ تھا۔ جو اس کی بات مان لیتا۔ اس نے ایک بندھ سے جو کچھ کہتا تھا پانی

رہا تباہ گلاس آگیا۔ اور پھر دیوانہ وار پپ کو پھر لے گیا۔ پھر سب سے پانی سے بھر
گلاس فرزیک کے روبرو پیش کر کے سارے کا سارا پیچے پر مجبور کیا۔ اس میں شک

نہیں پانی خوشگوار تھا۔ لیکن جسے شرب کی عادت ہو۔ وہ پہلا ایسے پانی کی خاک قہ
کر سکتا ہے۔

خیر فرزیک کو مجبوراً پورا گلاس معدہ میں ڈال دیا۔ اور آخر گلاس خالی کر کے اس
نے پوچھا: کپتان تم نہ پیو گے؟

کپتان بدلتا لیوے کی قسم! اور میں تو اس پانی کی خوبیوں سے سرت کا دافٹ
اس لئے میرے واسطے اظہار رائے کی ضرورت نہیں۔ اس کے علاوہ فرزیک میں بھی

نئی چیزوں سے اپنے معدہ کو پریشانی نہیں کرنا چاہتا۔ تم جوان آدمی ہو۔ اس لئے اسے
آسانی سے منہم کر سکو گے۔

کر لٹ کا اس تشریح سے اطمینان تو نہ ہوا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ کپتان کے ساتھ بحث
میں کامیاب مزا بھی ناممکن ہے۔ اس لئے خاموش ہو رہا اور یہ دہرا کرتے ہوئے چلا

قید خانہ کے مشرقی حصہ اور اس مضافے کے دریاں جو بعد کی طرف واقع ہے

اس جگہ کی سنڈھی تھی۔ جہاں نہایت افسوسناک قسم کے ٹیڈ بنے ہوئے تھے۔ جن میں ایک قصاب ایک ٹمپل فروش۔ ایک کھڑے اودھلیک کوٹے والے کی دوکانیں تھیں سوا صبح سے کہ یہ لوگ اپنی اس جیلخانہ کے قیدی ہی تھے۔ ادا اب یہاں تجارت کرنے لگے تھے۔ سنڈھی کے وسط میں ایک دوکان پر جہاں پھل سبز ہی اور پھلیاں نر وخت ہوئی تھیں۔ ایک عمر رسیدہ عورت جرزگت اور لبا عورت سے چسپی معلوم ہوتی تھی۔ اور جبر نے سر پر ایک پرانی سیل ٹیڈ لے رکھی تھی۔ ہنسی بھٹی تھی۔ اس بڑھیا کا نام اودھنی مشہور تھا۔ چنانچہ کپتان او ملینڈرسن نے اسے اس نام سے مخاطب کیا۔ اور آواز دبا کر فریاد سے کہنے لگا: یہ عورت قیدی تھیں۔ اور اس کی دوکان غریب چلتی ہے۔ بانی دوکان اس کی تاب مقابلہ نہیں لا سکتے۔ بات یہ ہے اس کے پاس سرمایہ کافی ہے۔ وہ دوسرے دوکاندار جو رقم نے دیکھے انہوں نے سوا شنگ ڈیڑھ شنگ سرمایہ سے کاروبار شروع کیا تھا۔ اس لئے وہ کچھ کاروبار نہیں دے سکتے۔ اور شروع کی قسم اپنے بڑے شخص اور نہ فروخت کر سکتا ہو۔ اس کا کاروبار چلنا غیر ممکن ہے۔

اس کے بعد کپتان اپنے دوست کو باورچی خانہ کی طرف لے بٹھا۔ جو سنڈھی کے قریب ہی بنا ہوا تھا۔ اور وہاں سے گذر کر دو نوں عتیقی حیدریت کی طرف گئے چنانچہ او ملینڈرسن نے فریاد کی توجہ خصوصیت سے اس حیدریت کی طرف دلائی۔ جسے غریب قیدیوں کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔

حیدریت کو اس زمانہ میں انٹاس کو ایک ایسی نصرت سمجھا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اسٹاف اوفسٹر صیغہ میں اس پر دغریب کے تھے امتیازات قائم ہوئے جس کی جیب میں نقد ہی ہوتا ہے۔ جیل خانہ نیوگیٹ میں ملوں زیر حاکمیت رہنے کے بعد ہی سوسائٹی قابل نفرت نہیں سمجھتا۔ بلکہ اس کے مدافع نہایت کو نظر احاطہ کر دیتی ہے۔ لیکن جس کے کپڑے نیچے اوچھے ہوتے ہوں۔ جس کی جیب میں پیسہ نہ ہو۔ وہ اکثر دیانت دار ہو کر اسے لوگ حقارت کی نظر سے ہی دیکھتے ہیں۔ کوئی کتاب ہے۔ یہ شخص ہمتان خانے میں رہ چکا ہے۔ کچھ اسے قوم کے مگروں پر پرورش پانے والا بتا رہا ہے۔ اور ان توں کو اتنی ہی اہمیت دیا جاتی ہے جیسے کوئی بچہ۔ کہ یہ شخص سزا بھو کر عینی نیوگیٹ رہ چکا ہے۔ افسوس کہ خود غریبوں میں یہ حالت ایسی چلتی ہے کہ جو شخص جیل خانہ میں رہ آیا ہو۔

اسے دوسرے اتنا برا نہیں سمجھتے۔ جتنا اس شخص کو جسے مفلسی کی وجہ سے کچھ دنوں محتاج خانہ میں رہنا پڑا ہو۔ میری اور غریب کے امتیازی سلسلہ کا یہ ایک ایسا نتیجہ ہے جسے نہایت افسوسناک سمجھا جائے گا۔

ناظرین سوال کرتے ہیں کہ مقررہ اصول کے جلیانہ میں جہاں ہر شخص دو سو روپے کی رقم سے قرض ادا نہ کرنے کے باعث داخل ہوتا ہے۔ میری غریب کا کیا سوال؟ غریب یہاں بھی میری غریب دونوں طرح کے لوگ موجود ہیں۔ غریبوں سے مراد ان شخصوں سے لی جاتی ہے جو بالکل مفلس تلاش ہو کر داخل ہوں۔ جو شخص نقدی رکھتا ہوا اپنے قرضخواہ کو روپیہ ادا نہ کرے۔ بلکہ اسے لیک جلیانہ میں داخل ہو جائے۔ وہ بہتر ملک کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ مگر جس نے کسی جائز کام کے لئے قرض لیا تھا۔ اور وہ اسے واپس ادا نہیں کر سکا۔ وہ جب نالی مانتا اس جلیانہ میں پہنچتا ہے۔ تو اس کے لئے وہ حصہ مخصوص کیا جاتا ہے جو غریبوں کے لئے بنایا گیا تھا۔ دیکھا جاتا ہے کہ فیشن ایبل قمار باز و فضول خج بانے۔ اور ہر مزلاج نوجوان جو اس نیت سے قرض لیتے ہیں۔ کہ اسے کبھی ادا نہ کریں گے۔ ذاتی کارٹیوں پر اس قید خانہ میں آتے ہیں۔ راستہ میں قاری کو شراب پلا کر خوش کر لیتے ہیں۔ کسی غریب دوکاندار کو دھوکا دے کر جب قدر روپیہ انہوں نے وصول کیا تھا۔ اس کا بچا ہوا حصہ ساقط لے آتے ہیں۔ تاکہ قید خانہ کے بہتر حصہ میں رہ کر اس سے میٹھا لائیں۔ پس اگر مقررہ اصول کے قید خانہ میں غریبوں کے لئے ایک حصہ مخصوص کرنے کی ضرورت ہے۔ تو کیا قمار باندھنے کے لئے ایک اور حصہ مخصوص کرنے کی ضرورت نہیں؟

انگریزی زبان میں سب سے زیادہ حقارت آمیز فقرہ غریب ہے کسی شخص کو غریب کہنا یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ بد دیانت ہے۔ بلکہ بعض حالتوں میں اس سے بھی بُرے معنی لئے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ بد دیانت کے معاملہ میں پھر بھی امید کی جھلک پائی جاتی ہے۔ لوگ سوچتے ہیں کہ اگر اس کے پاس روپیہ ہے۔ اور وہ دیانے داری سے ادا نہیں کرتا۔ تو بھی اس کے متعلق کچھ امید باقی ہے۔ لیکن دوسری صورت میں فیضانہ کو ناطق سمجھا جاتا ہے۔ اور اس میں کسی دلیل کی گنجائش نہیں۔ اس سوال پر کبھی کوئی غور ہی نہیں کرتا۔ کہ ایک غریب آدمی دیانتدار بھی ہو سکتا ہے کسی نامعلوم وجہ سے مفلسی اور برائی کو مترادف الفاظ سمجھا جاتا ہے۔ کسی کو غریب کہنا دوسرے فظوں میں آتا ہے۔ دیانت اور بد معاشرہ قرار دینا ہے۔

اس لحاظ کے مصلحتیں ہوتی تھیں۔ کہ جس ایسا شخص موجود ہے۔ انہیں رکھنا ضرورت لوگ اپنی جیبوں کو بھرنے لگا کر بھڑا کر رہے۔ گنتی میں۔ اور سمجھتے ہیں کہ غریب یا آدمی سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ نہیں۔ اس کی نظروں میں شخص آدمی نہایت قابل عزت و قدر ہے۔ اور اسے کبھی کسی شریف آدمی کے سامنے نہیں آتا چاہے غریب کی موجودگی کی کسی طرح قابل نفعت سمجھا جائے۔ ہے۔ جیسے کسی خدائی کی موجودگی کو۔

یہ باتیں اس قدر صحیح اور مسلمہ ہیں کہ چالباز آدمی کہتے بھی مغلس اور دیوانے ہوں۔ ہمیشہ اپنے آپ کو مالدار اور خوشحال ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لباس عمدہ پہنتے ہیں۔ کیونکہ جانتے ہیں عمدہ لباس سے دوسرے پر بہت رشک پڑتا ہے۔ ظاہر داری کو برقرار رکھنے کے لئے باتیں ہی بہت کرتے ہیں۔ ان کی جیب میں جو چند پونڈ موجود ہو انہیں ہر وقت کھنکھاتے ہیں۔ تاکہ اس ذریعہ سے سادہ لوح شخصوں کو دام فریب میں پھنسانے میں جہر شخص نے عمدہ کپڑے پہنے ہوں جس کے پاؤں میں چمکیلے بوٹ اور ہاتھ میں چرمی کتے لٹھ ہوں اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہتا۔ کہ وہ غریب ہے۔ اور اس لئے اسے قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں غریب آدمی کو ایسے بناؤ کی توفیق کیونکہ یہ کتنی ہے۔ ان کے نزدیک امارت کی شان ہی اور ہوتی ہے۔ اور جس میں یہ شان موجود وہ حقیقت میں غریب ہو۔ تو یہی قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے۔ لیکن جو شخص اپنی مفصلی کو سادگی کے پردے میں چھپائے۔ لوگوں سے آنکھ جپا کر چلتا ہو۔ جسے بیوی اور بچے سات بچوں کی پورشش کے لئے ہر وقت محنت مشقت کرنی پڑتی ہو۔ اور جو کچھ پسینہ کی کمانی کو موجب عزت سمجھے۔ اس پر کوئی اعتبار نہیں کرتا۔ اس سے کوئی تعلق رکھنا نہیں چاہتا۔ اسے چہ پیش ادھار دینے پر بھی کوئی آمادہ نہیں ہوتا۔ بلکہ محض اس وجہ سے کہ وہ ایک غریب آدمی ہے۔ لوگ اسے اور زیادہ قہر مضائقہ نہیں کرانا پسند کرتے ہیں۔

یہ کہیں پہنچے جو اس ترقی یاب زمانہ میں کم و بیش تمام مذاہب مکھوں میں پایا جاتا ہے اسے خدا تو اپنی غریبوں کا دانی ہے۔ کیونکہ انسان کی نظروں میں نقصان کا جرم ہرگز قابل معافی نہیں۔

گنگرینج کے قید خانہ کا وہ حصہ جو غریبوں کے لئے مخصوص تھا۔ فرنیچ کرکٹ

کو نہایت افسوسناک نظر آیا۔ اور وہ اسے دیکھ کر کہیت زورہ ہو گیا۔ ایسا ہونا عجیب خیر تر تھا کیونکہ جس کا یہ بڑا نام نہاد غلام غلامت کو تیار کیا۔ اس نے اس بات کا متناظر ہٹ ہی کر کہا تھا کہ اس جہاد کی کھڑکیاں جس میں غریبوں کی درد پائش ہے۔ کوٹھنے ٹکڑے کے ڈھیروں کی طرف کشیں۔ بظاہر وہ جانتا تھا کہ غریبوں کی عوام کے نظروں میں کتنی قدیم اور انہیں کہناں رکھنا چاہیے۔ اس لئے اس نے ان کے جوتے کھانے سے طریقہ پر تیار کیا۔ کہ ان کی کوٹھیاں تنگ و نامیک ہیں۔ اور وہ ان کی ہوا کی کیفیت اور دباؤ رہے۔ کہ اسے ایسے صفے۔ کچھ کوئی جہاد مائل اپنے پالنے والے کو بھی وہیں رکھنا پسند نہ کرتا۔

فرنگیکر کش فرنگی بہت لاپرواہ اور بے فکر آدمی تھا۔ لیکن جب اس نے قید خانہ
کیا وہ حصہ جو غریبوں کے لئے مخصوص تھا دیکھا تو اس کے بدن میں بھی لرزہ پیدا ہو گیا
پختی منزل کے کمرے میں تھے کہ ان میں دو پہر کے وقت بھی بالکل جلی سی بدست خالی
داخل ہوتی تھی یہ کھڑکیاں جالے اور گود سے سیاہ اور روشنیوں پر پہاڑوں کی
پتھ کے لئے ان کو ٹھریوں کے تباہ حالی کمپنی نے اپنے پچھے پالنے پھرتے لٹا کے
تھے۔ نیم گرم نہ در و درمیں صورت خواتین یعنی انہی غریب قیدیوں کی بیویاں اور بیٹیاں
در و دروں کے قریب اور اعداد و حد پر ترقی نظر آتی تھیں۔ بعض کی گود میں بچے تھے۔ مگر ستے
دبے اور اس قدر چھبائے ہوئے۔ ایسے مریض صورت اور زردہ کہ انہیں دیکھ کر جلدی
کے دلوں پر ضرور چھپاں ہی لگتی ہوگی۔ باوجود اس کے ان فائدہ گشت۔ تباہ حال بچوں میں بھی
انداز معصومیت موجود تھا۔ ان کی ادا میں ہی وہی دھڑکیاں پائی جاتی تھیں جو امیروں
کی بدلاؤ میں ہوتی ہیں۔ یہ بھی اپنے غمگین انداز کی گون میں ڈال کر تو کلمہ زبان سے
ایسی باتیں کرتے تھے جو ہر ایک ماں کو خوشگوار معلوم ہوتی ہیں۔ رہائے انہوں ایسی بچے
اگر ان کی پرورش کا کچھ انتظام ہوتا۔ تو خوشحال نظر آتے۔ مگر اب احتیاج اور قید خانہ کے
اثر سے وہ بد سے بدتر ہوئے جاتے تھے۔ ہم نے اوپر لکھا تھا۔ کہ اسے خدا تو ہی
غریبوں کا کھالی ہے۔ مگر اب تمہاں کھوں میں آئندہ ہر کوئی دیکھتے ہوئے دل سے یہ کہتے
پر مجبور ہیں۔ کہ اسے خدا غریبوں کے بچوں کا تو بڑے سوا کوئی بھی آسرا نہیں۔

فرنیگ کرش اور کپتان اب قیصر کے مختلف حصوں کا گشت لگا چکے تھے

اس کام سے فزع ہو کر وہ پیر قمرہ خانہ میں داخل ہوئے۔ جہاں ان کے لئے سہل چاشت حاضر تھا۔ اسے انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا۔

کپتان اوبنڈر بس تھوڑی دیر کے لئے فرنیک کرش سے رخصت ہوا۔ اور اس مطلب کے لئے بیکہ سٹریٹ کو گیا۔ کہ قرق اپن کے آدمی جو اس مکان پر قابض تھے۔ انہیں رشوت دینے کو یاد دہم کر اس بات پر آمادہ کرے۔ کہ وہ مسٹر کرش کو مکان سے چنانچہ قیمتی چیزیں لے جانے کا موقعہ دیں۔ مکان سے فارغ ہو کر کپتان نے سر کوشن فرمنٹ کے ہاں جانے کا ارادہ کر رکھا تھا۔

جب فرنیک کرش تنہا رہ گیا۔ تو وہ تفریح کی غرض سے پریڈ کی طرف نکل گیا۔ اور ریڈ کھینے والوں کو دیکھ رہا تھا۔ کہ مسٹر براڈٹ اس سے آگے۔

وہ سلام کر کے کہنے لگا۔ کیسے آپ بچ کے سب حصوں کا معائنہ کر چکے؟
کرش نے جواب دیا۔ ہاں اس میں جو باتیں دیکھنے کے قابل تھیں۔ میں ان سب کو دیکھ چکا ہوں۔ لیکن وہ حصہ جو غریبوں کے لئے مخصوص ہے۔ مجھے بہت ہی افسوسناک نظر آیا۔

براڈٹ تلخ لہجہ میں کہنے لگا۔ افسوسناک! میرے خیال میں اس سے بھی برا مفدہ استعمال کیا جائے۔ تو بے جان ہو گا۔ لیکن۔ اس نے ایک آہ سرد بھر کر کہا۔ اگر میرے اپنے حالات کا اعلیٰ تھوہید نہ ہو گیا۔ تو مجھے ہی وہیں جانا پڑے گا۔
فرنیک نے پوچھا کیوں؟

براڈٹ کہنے لگا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اس قید خانہ میں جہاں کوئی شخص اپنی مرضی سے نہیں آتا۔ اہم کارہ حاصل کرنے کے لئے ہی کر لیا ادا کرنا پڑتا ہے۔ ایک شنگ ہفتہ کر لیا مقرر ہے۔ اور جو ادا نہ کر سکے۔ وہ غریبوں کے مخصوص حصہ میں جانے پر مجبور ہے۔
مسٹر کرش غور کیجئے۔ اس قید خانہ میں جی لوگوں کو اپنے منہ سے رہنا پڑتا ہے۔
”مگر یہ تو نہایت نامناسب ہے۔۔۔“

مسٹر براڈٹ قطع کام کر کے چلا۔ یہ نہایت شرمناک انتظام ہے۔ مگر ماں غریبوں کے حصہ قرار نہ لگا ذکر کرتے ہوئے مجھے ایک عجیبہ واقعہ یاد آ گیا۔ اور اگر آپ کو تھوڑی عیر کے لئے اہمیت ہو تو میرے کمر میں شنگ لیف۔ چنانچہ میں آپ کو وہ داستان سنا رہا ہوں۔

کڑی بولائیں چلنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ یہاں سیر وقت بیکاری میں مشغول رہ کر گھومنا ہے جب تک میرے دوست اور کڈس آف آکڈس گیسٹ اور پرنس آف پرنس جولڈن ہی ہوں تو ہمیں مجھ سے ملنے نہ آئیں۔ مجھے کوئی خاص مصروفیت نہیں۔ چلے ہیں شوق سے آپ کی داستان سنوں گا۔

پراؤٹ اسے سافق لے کر اپنے کرد میں گیا جو نہارت کے ساتھ حصہ میں واقع تھا۔ اور وہاں سے پریڈ اور ریکٹ کامیدان صاف نظر آتا تھا۔ کمرہ صاف ستھرا اور اچھی طرح آراستہ تھا۔ اور پراؤٹ نے بیان کیا کہ میری ایک شادی شدہ دختر ہر روز مجھ سے ملنے آتی ہے اور وہی سب چیزوں کو سلیقہ سے رکھ جاتی ہے۔ مگر میں آپ کا وقت فہولی گھنٹہ میں ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ بغیر کسی تنہید کے ایک نہایت دلچسپ داستان سناؤں گا۔ میں نے بارہا اپنے کمرہ کی تنہائی میں اس کی تفصیلات پر غور کیا ہے۔ اور اگرچہ اس کے عظمت و اہمیت مجھ تک مسلسل صورت میں نہیں پہنچے تھے۔ تاہم میں انہیں اپنے طور پر مرتب کر کے ایک داستان کی صورت میں آپ کے روبرو بیان کرتا ہوں۔ بڑی انوسنسناک قصہ ہے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ فطرت انسانی کی بدی کی انتہا اسی پر نہیں ہوتی۔

فرینک کڑی عمر رسیدہ شخص کے بالمقابل ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور آجہ اکر نے اپنی داستان سننے لگا۔

داستان الم

باب ۱۰۶

قریباً تیس سال کا عرصہ گزرا۔ کہ کریڈک نامی ایک عزت دار شریف اور نیک دل ناچار پائی متھ سے اس غرض کے لئے لندن آیا کہ ایک سو پونڈ کی رقم وصول کرے۔ جس کے کسی بعید رشتہ دار کی موت سے حصہ میں آئی تھی۔ اس رشتہ دار کا عرصہ دراز سے اسے کچھ علم نہ تھا۔ اور اسے اس کی موت کی خبر کریل کی اس چٹھی سے ہوئی جس میں اس کے انتقال اور ایک سو پونڈ ورثہ کا ذکر درج تھا۔ کریڈک پائی متھ میں ایک چوٹی سی بنارنی کی دکان کیا کرتا تھا۔ اور کچھ بڑی محنتی اعتدال پسند اور شریف آدمی تھا۔ لیکن نجاست طالع سے اب تک گذارہ سے تیلوہ پیو فریجمر کر کے جس زمانہ کا میں ذکر کرتا ہوں۔ اس کی

عمر ۲۵ سال کے قریب تھی۔ اور اس کی شادی ایک دیہی ہی شریف اہلچل رہا ایک نوا و عورت سے ہو چکی تھی۔ یہ نیک دل بڑا آب تک اور اس سے محروم تھا۔ وہ یہاں بیوی اکثر اس بات پر غرور کرتے تھے کہ ہمارا گھر اور دودھ ہونے کی وجہ سے سب سے دینی ہے۔ اور یہ عصبانیت کے لئے ہمارا کوئی سہارا نہیں۔ بڑا انہوں نے سوچا کسی غریب کے کچھ کو تھپتھپا نہیں۔ لیکن مختلف حالات مانع آتے رہے۔ اور آخر کار انہوں نے اس خیال کو ترک ہی کر دیا۔ دونوں ایک دوسرے کی محبت سے ہی خوش رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور اس میں شک نہیں۔ ان کے دل میں متنبہ طبع کے ساتھ ملے ہوئے اور ان کی محبت اتنی زبردست تھی کہ ان کی زندگی بڑی خوشی اور خرمی میں بسر ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ جب کریڈک کے نام و چھٹی آئی جس میں اسے لندن بلایا گیا تھا۔ تو بہت دیر تک اس کی بیوی ساتھ چلنے پر اصرار کرتی رہی کہ تھی۔ یا تو مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ یا خود ہی لندن کو نہ جاؤ۔ اس نے اُسے سمجھایا کہ اگر آپ سوچنا تو یہ عقول رقم ہے۔ اور اس کے بل جملے سے ہمارے کاروبار کو بہت ترقی ہوگی۔ تم ساتھ چلنے پر اصرار نہ کرو۔ کیونکہ اس صورت میں گھر الگ رہ جائے گا۔ بہتر یہی ہے۔ تم مکان پر رہ کر انتظام خانہ داری کرو۔ آخر بدقت اس عورت نے پانی کتنی ہی میں شیریں منظور کیا۔ اور اس کا شوہر سفری گاڑی پر سوار ہو کر لندن کو روانہ ہوا۔

یہ پہلا موقع تھا کہ مسٹر کریڈک کو صدر مقام انگلستان دیکھنے کا موقع ملا لیکن اگرچہ مشہر کی دلچسپیاں بیشمار تھیں۔ مگر اس نے ضرورت سے زیادہ ایک دن بھی ٹھیرنا گوارہ نہ کیا۔ اور چار پانچ دن کے عرصہ میں ہی اس کام سے جس کے لئے لندن آیا تھا فارغ ہو گیا۔ خوب قسمت سے جس دیکس سے اس کا واسطہ پڑا۔ وہ بہت نیک دل اور پاک طبیعت آدمی تھا۔ کیونکہ وہاں میں جی اچھے بڑے سبھی طرح کے لوگ ہوتے ہیں جس قدر جامع ممکن تھا۔ اس نے اس معاملہ کے قانونی پہلو طے کر دیئے۔ اور ایک ہفتہ کے اندر اندر مسٹر کریڈک نے ریویو وصول کر لیا۔ وہ وہیں جا بے تک کے لئے سفری گاڑی کا انتظام کرنے کو بال بال ساتھ واقعہ ٹیکسٹ بل کی طرف رخ کر دیا۔ اور وہاں پہنچا۔ تو معلوم ہوا کہ شام کو روانہ ہونے والی گاڑی میں صرف ایک اندوہی نشست خالی ہے۔ کریڈک نے وہ نشست حاصل کر لی۔ اور پھر اس مکان پر وہیں آکر جا بے تک کے لئے قیام لندن میں ٹھہرا۔ یہ مگر ڈاکٹر کاسٹر کے قریب واقع تھی۔ اس نے اپنا صاحب باز گھر سفری بیگ ساتھ میں۔ اور وہاں ہی سائیکل کے ادھے

کو طرف بنانا مگر اس کی نگاہ جبکہ غور سامان پر پڑی۔ جو ایک رنگ دار ایک گریں
ایکہ دروازہ پر تنہا بیٹھا۔ اس وقت اس کی پوشاک عادت تھری تھی۔ اور وہ ٹھوس ہوا
ساتھ کے قریب تھا۔ کریدک سے دیکھ کر ٹھہر گیا۔ اور بڑی نرمی سے پوچھنے لگا کہ تم کون
ہو۔ اور کیوں رو رہے ہو۔ بچہ اتنا کم عمر تھا۔ کہ وہ اس بارہ میں کوئی دلیل نہیں دے سکتا۔
وہ سے رکھا۔ تاہم کریدک سمجھ گیا۔ کہ بچہ یا تو راسخہ میں گیا ہے۔ یا کسی غلطی سے گھر سے نکل
مصر فیست میں اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ اور یہ اس سے پوچھ لیا کہ تم کون ہو۔ کریدک کو دیکھ
کر وہ میں آدمی اور بھی وہاں ٹھہر گئے۔ اور چند لمحوں میں گھروں سے نکل آئے۔ مگر ان
میں سے کوئی اس بچہ کو بچان نہ سکا۔ کریدک نے اسے تسلی دینے کی بہت کوشش کی۔
مگر وہ بدستور بسکیاں ملنے لگا۔ اتنے میں ایک پادری صاحب بھی ادھر آئے۔ انہوں
نے جب یہ حالت دیکھی۔ تو فرمایا۔ میں اسے محتاج خانہ میں لئے جاتا ہوں۔ نیک ہیئت اور
رحم و دل کریدک نے جب محتاج خانہ کا نام سنا۔ تو اس کے بن پر رونے لگے۔ ہو گئے
اور وہ کہنے لگا۔ نہیں جب تک میں اس بچے کے لئے روٹی دیا کر سکتا ہوں۔ میں اسے محتاج
میں نہ جانے دوں گا۔ پادری نے کہا۔ اگر یہی بات ہے۔ تو تم اسے اپنے ساتھ لے جاؤ
کسی آوارہ اور گمشتہ بچے کو نہ کہ ہم کیا کریں گے۔ جان کریدک جو بڑا دیانت دار آدمی
تھا۔ بولا مشکل یہ ہے۔ کہ میں یہاں لندن میں نہیں رہتا۔ میرا مکان پلائی مٹھ میں ہے۔ مگر
پادری کہنے لگا۔ تم کہیں بھی رہتے ہو۔ اس سے ہمیں ہر رکاوٹ نہیں۔ کریدک بچہ کی غرض
عدوت دیکھ کر خود بھی بہت پریشان معلوم ہوتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے
اور کہنے لگا۔ اگر کوئی اعتراض نہ ہو۔ تو میں اسے اپنے ساتھ لے جاتا ہوں۔ میں تمہیں اپنے
پتہ کا کارڈ دیتا ہوں۔ اور اگر کبھی اس بچے کے قانون دریافت ہو جائیں۔ تو مجھے اطلاع
دینا میں اس کے حوالہ کر دوں گا۔ پادری نے وہ کارڈ لے لیا۔ جس پر جان کریدک کا
نام بیٹہ اور پتہ ہوئے۔ حرور میں چھپا ہوا تھا۔ اور کہا بہت چھا۔ چنانچہ ہزار نے اس
رنگے کو گروہ میں لے لیا۔ پادری نے اس کا بیگ ہاتھ میں لیا۔ اس طرح پر وہ بل ساوندج کے
اڈہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کریدک کے پیار و واس سے بچہ کی پریشانی کچھ کم ہوئی۔ اور اب
وہ کسی قدر مطمئن نظر آئے گا۔

جس وقت یہ گاڑیوں کے اڈہ پر پہنچے۔ دو گاڑی چلنے کو تیار تھیں۔ کریدک اس کے

نہی چھو گیا اور پھر کوہری شہنشاہ کے ساتھ ڈاکو پر چڑھ گیا۔ پادری نے دوبارہ کہا کہ اگر اس
 بچہ کی ولایت معلوم ہوگئی۔ تو میں اس کی افکار و نکاح۔ اور اس کے بعد گاڑی سرے کے
 صحن سے چل دی۔ اس وقت دوشہ کی تائی بھی چلی۔ لگی تھی۔ دور دوکانوں میں
 لمبی روشن تھی۔ کچھ تو گاڑی میں سوار ہونے سے اور کچھ ان نگاروں کو دیکھ کر کچھ کاروا
 اب بالکل غم گیا۔ لیکن پھر بھی وہ کسی بھی اور دوسری کیا دیتا رہا حتیٰ کہ کچھ عرصہ میں وہ
 جان کر ڈاک کی گود میں ہی سو گیا۔ اب کریڈک کو اول مرتبہ خیال آیا۔ کہ میں نے جو کاروائی
 کی۔ وہ رحم دلی کے پیمانہ سے کتنی ہی مناسب ہو۔ بہر حال دور اندیشی پر مبنی نہیں۔ اس نے
 سوچا۔ میں اس بچہ کو اس شہر سے جس کا یہ رہنے والا ہے۔ اور جہاں غایا اس کے
 والدین کبھی نہ کبھی ضرور اس کا سراغ نکال لیتے۔ دور ملے جارہوں۔ مگر پھر اسے پادری
 کا کہنا یاد آیا۔ کہ میں اسے ختم خانہ میں لے جاؤنگا۔ اس کے علاوہ پادری نے یہ وعدہ
 بھی کیا تھا کہ اگر معلوم ہو گیا۔ اس بچہ کے والدین کون ہیں۔ تو اس کی اطلاع بھیج
 دی جائے گی۔ ان سارے حالات پر غور کر کے کریڈک آخر اس نتیجہ پر پہنچا۔ کہ جو کچھ میں
 نے کیا۔ وہ ایک سچے عیسائی اور محب وطن انگریز کا فرض تھا۔ اس طمع پر اپنے
 دل کو مطمئن کر کے اب وہ یہ سوچنے لگا۔ کہ جب میں اس بچہ کو ساتھ لے کر گھر پہنچوں گا تو
 میری بیوی اسے دیکھ کر کتنا خوش ہوگی۔ اس میں شک نہیں۔ بچہ بہت خوبصورت تھا۔ اس
 کے بال ریشم کی طرح نرم اور گھونے ہوئے آنکھیں شفاف اور نیلیوں اور رنگت بہت پیاری
 تھی چنانچہ جس وقت وہ کریڈک کی گود میں سوار تھا۔ تو اس روشنی میں جو دوکانوں میں
 جاتے ہوئے لمیوں سے خارج ہو کر گاڑی کی کھڑکی کے راستہ بچہ کے چہرہ پر پڑتی تھی
 اس کی صورت دیکھ کر کریڈک نے اپنے دل میں کہا۔ اے اے معصوم اور پیارا بچہ میں نے
 کبھی نہیں دیکھا لیکن تو اہم پھر اس کی اپنی آنکھیں میں آنسو اُمٹا آئے۔ کیونکہ اس
 نے سوچا۔ اس کا مصیبت زدہ باپ اور پریشان حال ماں خدا کے سامنے منت و
 زاری کر رہے ہوں گے۔ کہ کسی طرح ہمارا بچہ دوبارہ ہمیں مل جائے۔ یہ سوچ کر اس نیک
 بناد شخص نے بچہ پر تھک کر اس کے سر دادر چھونے ہوئے خداوند پر محبت سے
 بوسہ دیا جس پر آنسوؤں کے نشانات اب تک قائم تھے۔ پھر اپنے دل میں کہنے
 لگا۔ میرے پیارے بچے اگر تیرے والدین تیرے سر نہ لگائے۔ تو میں ایک جیسی بی

کئی دن گزر گئے لیکن کریڈک کو اس پادری کی طرف سے بچہ کے متعلق کوئی اطلاع وصول نہ ہوئی۔ دن ہفتوں میں تبدیل ہو گئے۔ دودھ اب تک پادری کی طرف سے کوئی خط نہ آیا اس طرح یہ یہ خیال کہ ہمیں جلدی ہی اس پیارے بچہ سے جدا ہونا پڑے گا۔ رفتہ رفتہ اس نیک دل جوڑے کے دل سے خارج ہونے لگا۔ اور آخر جب چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا تو بچہ اُن کے ہاں رہنے کا یہاں تک عادی ہو گیا۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ سمجھتا ہے میں ہمیشہ سے یہیں رہتا ہوں۔ اس عرصہ کے بعد مسٹر اور مسٹر کریڈک کو بھی یہ خیال پیدا ہو گیا۔ کہ اب شاید ہمیں اس بچہ کو واپس دینے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ انہوں نے اس کا نام انگلینڈ رکھا۔ اور وہ اس سے حقیقی اولاد کی طرح محبت کرنے لگے۔ اس میں شک نہیں کریڈک اور اس کی بیوی جو ایک طرف یہ چاہتے تھے۔ کہ بچہ اپنے اصلی والدین کے پاس پہنچ جائے تو اچھا ہے۔ لیکن دوسری طرف ان کے دل یہ تمنا بھی رکھتے تھے۔ کہ بچہ ہمارے پاس ہی رہے۔ بہر حال اس طرح پر وقت گزرتا گیا۔ کریڈک کے کاروبار کو بھی اس ایک سو پونڈ کے سرمایہ سے بہت تقویت حاصل ہوئی۔ اور انگلینڈ پر اپنے نئے والدین کے زیر سایہ خوب پرورش پاتا رہا۔

اب میں اس کے بیس سال بعد کے واقعات بیان کرتا ہوں جنہیں پیش آئے آج سے پہلے صرف دس سال کا عرصہ گزرتا ہے۔ اس وقت کریڈک کا دوبار سے دست بردار ہو کر فانیغ البال ہو چکا تھا۔ اور میاں بیوی اس بچے سمیت جواب نہیں سال کا شکیل نوجوان تھا۔ پلائی مٹھ سے تھوڑے فاصلہ پر ایک خوشنام مکان میں سکونت پذیر تھے۔ کریڈک اور اس کی بیوی کی عمر اب ۶۵ سال کے قریب تھی۔ اور اگرچہ وہ بوڑھے ہو چکے تھے۔ تاہم انگلینڈ کی صورت دیکھ کر جو ایک طویل القامت شکیل نوجوان تھا۔ وہ ہر طرح خوش اور قانع تھے۔ انگلینڈ کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ یہ میرے حقیقی والدین نہیں۔ مگر اس کے باوجود اسے ان سے اس درجہ محبت تھی اور وہ ان کا اتنا احسان مند تھا۔ کہ اس نے کبھی اس خیال کو دل میں مجھ نہیں دی۔ کہ اپنے اصلی والدین معلوم کرنے کی کوشش کی جائے۔ وہ انہی کو ماں باپ سمجھ کر ان سے پوری محبت کرتا تھا۔ اور اپنے دل میں شکر گزار تھا۔ کہ انہوں نے مجھے ایسے تعلیم و لائق میری عمدہ طرح سے پرورش کیا۔ اور ہمیشہ مجھ سے اپنے فرزند کو

طرح سلوک کرتے رہے۔ اگر اس کنبہ کی خوشی کی تکمیل میں کوئی کمی باقی تھی۔ تو وہ اس طرح پوری ہو گئی۔ کہ الگزیڈر کریڈک کی ایک بحری انسر کی بیٹی بیٹی سے جو ایک حسین و جمیل و شہزادہ تھی۔ اور اپنی عمر رسیدہ خواہمہ کے پاس پلائی مکھ سے رہتی تھی۔ محبت ہو گئی۔ اس لڑکی کا نام لوسی ٹیلٹن تھا۔ اور اگرچہ اس کے ورثہ میں کوئی بھاری دولت یا جائداد نہ تھی۔ تاہم وہ خود نہایت نیک سیرت اور خوش مزاج لڑکی تھی۔ اور وہ ان تمام صفات سے متصف تھی۔ جو کسی عورت کے لئے ضروری بھی جاسکتی ہیں۔ الگزیڈر کو اس سے ملی محبت تھی۔ اور وہ خود بھی اس سے بڑی گرجوشی کے ساتھ محبت کرتی تھی۔ مگر وہ مسر کریڈک نے ہی خوشی سے انہیں شادی کی اجازت دے دی۔ اور موسم بہار میں ایک روز صبح کے وقت جب کہ موسم اتنا ہی فرحت افزا تھا۔ جتنا کہ جوڑے کا مستقبل۔ الگزیڈر کریڈک اور لوسی ٹیلٹن کی شادی ہو گئی۔ ڈیڑھ ماہ کا عرصہ انہوں نے شادی کی خوشی میں ٹیپیز کے مختلف مقامات میں بسر کیا۔ اور اس کے بعد پلائی مکھ میں واپس آکر ایک خوشنما فراخ مکان میں مقیم ہو گئے۔ جسے مسٹر کریڈک نے ان کی عدم موجودگی میں خوب آراستہ کرا دیا تھا۔

ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ اور رحیمیں لوسی کے بطن سے ایک خوبصورت بچہ پیدا ہوا جس سے اس گھر کی خوشی دوبارہ ہو گئی۔ مگر عین انہی ایام میں ایک افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ یعنی مسٹر کریڈک کو دفعتاً سرسام کا عارضہ ہو گیا۔ اور اس نے توڑے ہی عرصہ میں نا اہل کیا۔ الگزیڈر کو اس سانحہ سے سخت صدمہ ہوا اور اس کی نیک نہاد بیوی نے بھی اس رنج میں مسادی حصہ لیا۔ مگر انہوں نے اپنے غم و اہم کو ضبط کہہ کے مسر کریڈک کو تسکین دینا شروع کیا۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ مسر کریڈک اس صدمہ کو برداشت کرنے کے ناقابل ہے۔ اس کے شوہر نے چونکہ دفعتاً بغیر کسی طویل علالت کے انتقال کیا تھا۔ اس لئے اسے اتنا سخت صدمہ ہوا۔ کہ وہ دم آخر تک اس سے بھال نہ ہو سکی۔ اس کا عرصہ ٹوٹ گیا۔ اور اگرچہ الگزیڈر لوسی اور اس کی خالہ بیوہ عورتوں سے بڑی بہرہ رسی کا سلوک کرتے رہے۔ تاہم وہ مسٹر کریڈک کے انتقال کے چھ مہینے بعد ہی اس کے غم داغہ میں مبتلا رہ کر چلنے لگ گئی۔ اور اس کی لاش بھی اسی قبر میں اتار دی گئی جس میں مسٹر کریڈک کو دفن کیا گیا تھا۔

مرنے والوں کی تعمیر اور کھنڈن کے متعلقہ مرہم ختم ہو چکے۔ تو انگریزوں نے کاروبار کی
 معاملات کی سطح پر جمع کیا۔ حسابات کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مشر کریڈٹک نے بہت سی
 جاہد و چھوٹی ہے۔ لیکن اگرچہ وصیت اور دیگر متعلقہ کا قاعدات ہر طرح درست تھے تاہم
 بعض اصطلاحی امور سے تھے جن کے لئے انگریزوں کو لندن جانا اور وہاں چند ہفتے
 ٹھہرنا پڑے معلوم ہوا۔ چونکہ اُسے والدین کی پیلے درپے اموات سے بھاری صدمہ پہنچا
 تھا۔ اس لئے اس نے تبدیل نظارہ کے لئے بھی پلائی تھے سے عارضی طور پر رخصت ہونا
 بہتر سمجھا۔ اس کی بیوی اور اس کی خالہ بھی لندن چلنے پر آمادہ ہو گئیں۔ کیونکہ انہوں نے
 سمجھا۔ کہ پلائی تھے میں اب ہمارا کوئی خاص خلق نہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا ہم سب لندن
 ہی میں آباد ہو جائیں۔ چنانچہ آج سے آٹھ سال پیشتر یہ کنبہ لندن میں وارد ہوا۔ اور ایک
 شریف محلہ میں مکان کرایہ پر لے کر اس میں بود و باش اختیار کی۔ انگریزوں کو جو جائیداد
 ورثہ میں ملی تھی۔ اس سے اس کی آمدنی سات سو پونڈ سالانہ کے قریب تھی۔ جس سے
 وہ فضول خرچی کی تو نہیں۔ البتہ آسائش کی زندگی بسر کر سکتا تھا۔ قدرتی طور پر اس کے
 دل میں یارنایہ خیال پیدا ہوتا۔ کہ میرے حقیقی والدین کون تھے۔ اور اب جبکہ اس کے
 اختیار کردہ والدین کا انتقال ہو گیا۔ تو اس نے اس بارہ میں تحقیقات کی غرض سے
 ڈاکٹر کامنز کے علاقہ میں لوگوں سے سوالات بھی پوچھے۔ لیکن جو اطلاع اُسے مل سکی
 وہ فقط اس قدر تھی۔ کہ جس پادری کے ساتھ کریڈٹک کی گفتگو ہوئی تھی۔ اسے مرے ہائیں
 سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اور چونکہ اب انگریزوں کی عمر چوبیس سال کی تھی۔ اس لئے
 اس نے بآسانی یہ اندازہ کر لیا۔ کہ وہ پادری میرے کریڈٹک کے ہاتھ آئے کے چند
 دن نہیں۔ تو چند ہفتے بعد انتقال کر گیا ہوگا۔ اس سے زیادہ انگریزوں اس راز کی نقاب
 کشائی میں جو اس کی حقیقی ولایت پر حاوی تھا۔ کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکا جس گلی
 میں کریڈٹک نے اُسے ایک مکان کی دہلیز پر بیٹھے دیکھا تھا۔ اس کے رہنے والوں میں
 سے کوئی یہ نہ بتا سکا۔ کہ اس زمانہ میں جس کا انگریزوں ذکر کرتا تھا۔ دو سال کا کوئی بچہ
 کسی شخص کا گم ہوا۔ فی الحقیقت اس واقعہ کی یاد ہی کسی کے دل میں باقی نہ تھی۔ انگریزوں
 کو اس تحقیقات کے ناکام ثابت ہونے سے بالوسی تو بہت ہوئی۔ لیکن وہ خانگی
 آسائشوں اور اطمینان بخشن زندگی کی مصروفیت میں اس بالوسی کو چھلای ہی فراموش

کرنے کے قابل ہو گیا۔

الگزینڈر نظر پھر تیلے نروچ کا فوجان تھا سا در کاہلی کی زندگی سے اُسے دلی نفرت تھی۔ اب اس کی شادی ہوئے دو سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اور وہ دو بچوں کا باپ تھا۔ یہ سوچ کر کہ اولاد کے لئے گذارہ لائق ورثہ چھوڑتا ہر شخص کا فرض ہے۔ وہ اس فکر میں ہوا کہ اپنی دولت میں اضافہ کی صورت پیدا کی جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے دل میں سوچا کہ میرے مرحوم والد نے اپنی عمر کے آخری حصہ تک کاروبار جاری رکھا تھا۔ اور وہ کاروبار مصر و قیٹ سے بہت خوش رہتا تھا۔ پس کوئی وجہ نہیں۔ کہ میں بھی کوئی محفوظ کام اس قسم کا شروع نہ کر دوں جس میں مجھے چند گھنٹے کی مصروفیت رہے۔ اور مالی فائدہ بھی حاصل ہو سکے۔ جب اس نے اس کا ذکر اپنی بیوی اور اس کی خالہ سے کیا۔ تو انہوں نے بھی اس قابل تفریق خیال کی تائید کی۔ ایک روز اسی طرح صبح کے دسترخوان پر یہ معاملہ زیر بحث تھا۔ کہ روزانہ اجار کا پرچہ کھولنے پر الگزینڈر کو اس میں ایک اشتہار اس مطلب کا نظر آیا۔ کہ اگر کوئی صاحب چند ہزار پونڈ کی رقم ایک محفوظ کاروبار میں جو ہر لحاظ سے نفع بخش اور موجب عزت ہے۔ لگانا چاہیں۔ تو وہ ایڈورڈ واکلن کوکیل بش لین کینین سٹریٹ کے پتہ سے خط و کتابت کریں۔ الگزینڈر نے اس اشتہار کا مضمون باور پذیر کیا۔ پڑھا۔ تو دونوں خواتین بھی اس پر آمادہ ہو گئیں۔ کہ اس بارہ میں مزید تحقیقات عمل میں لائی جائے۔ چنانچہ دن کے وقت الگزینڈر سٹریٹ واکلن کے ہاں گیا۔ تو اسے معلوم ہوا۔ کہ اس کا کاروبار عزت دار اور مستحکم ہے۔ باہر والے حصہ میں چھ سات کلرک تحریک کے کام میں مصروف تھے۔ اور مالیوں کے اندر سیاہ یکسوں میں کئی موٹوں کے کاغذات محفوظ نظر آنے لگے۔ جب الگزینڈر کوکیل کے پرائیویٹ دفتر میں پہنچا گیا۔ تو اس نے دیکھا۔ کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کا ایک طویل القامت آدمی ہے۔ چہرہ جوانی میں وجہ ہو گا۔ مگر اب اس پر تیزی اور خشونت کے آثار نظر آتے تھے۔ اس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ اور اطوار سے سرومہری کا اظہار ہوتا تھا۔ لیکن دفتر میں حقیقی کاروباری جھلک موجود تھی جس سے الگزینڈر کے دل میں موٹوں کے دفتر کی نسبت جذبہ احترام جاگ رین ہو گیا۔

معلوم ہوا۔ واکٹرن بہت کم گواہی ہے۔ چنانچہ جب الگزیڈر نے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ تو وکیل نے اس کے جواب میں کہا۔ میرے اس موکل نے ایک خاص ایجاد کا پیشہ حاصل کیا ہے۔ اور وہ اس ایجاد کو کامیاب بنانے کے لئے پانچ چھ ہزار پونڈ سرمایہ چاہتا ہے۔ جو شخص یہ سرمایہ جمایا کرے گا۔ وہ اس کے ساتھ نفع میں برابر کا حصہ دار سمجھا جائے گا۔ اسے اس کاروبار کی تجارتی شاخ میں نگرانی کے لئے چاہئے کہ یومیہ صرف کرنے پڑیں گے۔ کیونکہ خود موجود اس چیز کی تیاری میں مصروف رہیگا۔ مزید حالات آپ ان کاغذات سے معلوم کر سکتے ہیں۔ انہیں لے جائیے۔ اور فرصت کے وقت اطمینان سے مطالعہ کیجئے۔ یہ کہتے ہوئے واکٹرن نے سرخ فیتے سے بندھ ہوئے کاغذات کا ایک پلندہ الگزیڈر کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور سلام کر کے نصرت کیا۔ الگزیڈر نے گھر آکر ان کاغذات کو دیکھا۔ تو بہت خوش ہوا۔ کیونکہ ان کاغذات کو دیکھنے سے صاف ظاہر ہوا تھا۔ کہ تھوڑی سی محنت سے بیشمار دولت فراہم کی جاسکتی ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ موجود نے لمبے کی تیاری کا کوئی خاص راز معلوم کیا ہے۔ جس کی بدولت نہایت اعلیٰ قسم کا کپڑا بہت ارزاں نرخ پر تیار کیا جاسکتا ہے۔ جو حسابات ان کاغذوں میں درج تھے۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ تھوڑی سی رقم بطور سرمایہ لگا کر معقول نفع حاصل ہوگا۔ اور جن جس سرمایہ کی رقم بڑھتی جائے گی۔ اس کاروبار کو غیر معمولی ترقی دی جاسکے گی۔ غرض یہ کہ معاملہ بہت ہی دل خوش کن تھا۔ الگزیڈر اس کی بیوی اور اس کی خالہ اس شاندار تجویز کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اور فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس نفع بخش کام کی حصہ داری کا موقعہ ہاتھ سے نہ دیا جائے۔ چنانچہ اس کے دوسرے ہی دن الگزیڈر پھر مسٹر واکٹرن کے دفتر میں گیا۔ وہ بدستور اس سے سردہری گما خلاق سے پیش آیا۔ اور کہنے لگا۔ چونکہ بہت سے سرمایہ دار پیچھے نکلے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ نے جو فیصلہ کرنا ہوا۔ جلد کر لیں۔ الگزیڈر نے پوچھا۔ آپ اپنے موکل کے عزت دار ہونیکے ہر طرح ضامن ہیں؟ اس نے سردہری سے جواب دیا۔ میں تین سال پہلے پاس کام میں مہرت چکا ہوں۔ اور کبھی میرے دفتر میں کوئی ناجائز کاروبار عمل میں نہیں لایا گیا۔ میرا موکل مسٹر سکڈی مور ایک شریف اور مانتدار آدمی ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ جس بات کا وعدہ کرے گا۔ اسے ضرور پورا کرے گا۔ دیکھا دیکھا الگزیڈر کریڈٹ نے کہا۔ مسٹر واکٹرن اگر یہ بات ہے تو بہتر ہے آپ جلد ہی میری

مسٹر سکڈی مور سے ملاقات کریں۔ وکیل نے اور کچھ نہ کہا۔ بلکہ مسٹر سکڈی مور کو جو بظاہر اس دریافت کا سوجھ بھاجس کے لئے سرطانیہ حاصل کرنا مطلوب تھا۔ پتہ بتا دیا۔ اور الگزیڈر مسٹر سکڈی مور کے مکان واقع فنبیری سکوٹر کی طرف روانہ ہوا۔

معلوم ہوا کہ مسٹر سکڈی مور ایک اوجیز عمر کا خوش پوش خوش اطوار اور نہایت شستہ آداب کا آدمی ہے۔ طبیعت اور اطوار کے لحاظ سے وہ وکیل سے عین برعکس تھا۔ کیونکہ وہ الگزیڈر سے اس طرح تپاک سے ملا۔ گویا ہمیشہ سے اسے جانتا ہو۔ اس نے اسے پنج میں شریک ہونے کے لئے کہا۔ اور چند ہی منٹ میں الگزیڈر کے تعلقات اس شخص کے ساتھ نہایت روانہ بن گئے۔ پھر حجب کا روباہی گھنگو شروع ہوئی۔ تو مسٹر سکڈی مور نے اپنی ایجاد کے شاندار مستقبل کا ایسا دلغریب نقشہ پیش کیا۔ کہ وہ تجویز جو کاغذ پر ہی حوصلہ افزائی نظر آتی تھی۔ اب اور زیادہ شاندار معلوم ہونے لگی۔ اس پر الگزیڈر کریڈک جو فطرتاً نیک نہاد۔ فیاض اور برا اعتماد آدمی تھا۔ اس کام میں شریک ہونے پر آمادہ ہو گیا۔ اور یہ فیصلہ کر کے مسٹر سکڈی مور کے مکان سے رخصت ہوا۔ اس سے دوسرے دن سکڈی مور نے الگزیڈر کے مکان پر کھانا کھلایا۔ اور ہر دو خواتین اس کی گفتگو سے بہت خوش ہوئیں۔ مسٹر واکٹن کے نیزنگانی معاملہ کا کاروباری پہلو جلد ہی ہیٹے ہو گیا۔ چنانچہ پہلی ملاقات کے بعد پندرہ دن کے اندر اندر وکیل کے دفتر واقع بش لین کینن سٹریٹ میں الگزیڈر کریڈک اور جیمز سکڈی مور کے درمیان ایک اقرار نامہ پر دستخط ہوئے جس کی رو سے دسے دن کے کاروبار میں برابر کے حصہ دار قرار پائے۔ الگزیڈر نے چھ ہزار پونڈ کی جائیداد فروخت کر کے اسے نیاک میں کریڈک اور سکڈی مور کے مشترکہ نام سے جمع کروایا۔ اور آخر الذکر چند دن بعد ایک تجارتی قصبہ کی طرف اس غرض سے روانہ ہو گیا۔ کہ وہاں کوئی زمین کرایہ پر لے کر بلاتاخیر کارخانہ قائم کرے اور الگزیڈر جو دوام کی تیاری اور مال کی وصولی کے لئے لندن ہی میں ٹھہرا۔ چند ماہ تک بظاہر یہ تیاری اطمینان بخش طریق پر ہوتی رہی۔ سکڈی مور اس قصبہ سے تیاری کے بہت دلفریب حالات لکھا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ آخر ایک دن اس نے اطلاع دی۔ کہ اب کارخانہ مکمل ہو گیا ہے۔ اور عنقریب کام شروع کیا جائے گا۔ مگر انہی ایام میں اس نے لکھا۔ کہ روپیہ کی کچھ خرید رقم درکار ہے۔ اس پر الگزیڈر نے واکٹن سے

ملاقات کے چار ہزار پونڈ کی اور رقم اس کام میں داخل کی۔ اور سکڈی مور کو اسے صرف کرنے کا اختیار دے دیا۔ یہ دوسری رقم سکڈی مور کے ہاتھ آتے ہی اس کی طرف سے خطوط کا سلسلہ بند ہو گیا۔ کئی ہفتے گزر گئے۔ مگر سکڈی مور کی طرف سے کوئی خط وصول نہ ہوا جس سے مسٹر واکٹن کو بھی الگزیڈر کی طرح بہت تعجب ہوا۔ پھر جب الگزیڈر بینک میں سرمایہ کی جانچ کرنے گیا۔ تو اس کے دل میں کچھ اور اندیشہ پیدا ہو گیا کیونکہ اسے معلوم ہوا کہ اگرچہ سکڈی مور نے پہلی رقم توڑی رقم کے چکوں کے ذریعہ وصول کی تھی۔ مگر دوسری کو ایک ہی مرتبہ ہینڈی بھیج کر وصول کر لیا۔ مزید تحقیقات سے معلوم ہوا کہ سارے چکوں کو ادائیگی کے لئے خود واکٹن نے بینک میں پیش کیا تھا۔ الگزیڈر نے وکیل مذکور سے اس بارہ میں مزید استصواب میں وقت ضائع کئے بغیر ایک گاڑی کرایہ پر لی اور سیدھا اس مقام کو روانہ ہوا۔ جہاں سکڈی مور رہتا تھا۔ اس جگہ پہنچ کر اس کے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہو گئی۔ کیونکہ معلوم ہوا۔ سکڈی مور نام کے کسی شخص نے یہاں کوئی مکان کرایہ پر لیا ہی نہیں۔ اور نہ کسی کارخانہ کی تعمیر کا استعمال کیا گیا ہے۔ البتہ اس بات کا پتہ چلا۔ کہ وہ یہاں چند ماہ تک ایک ہوٹل میں مقیم رہا۔ اور اس کے بعد یکایک کچھ عرصہ بیشتر کمپنیں شخصت ہو گیا۔ اس کا کسی کو علم نہ تھا۔ کہ وہ کہاں گیا ہے۔ جب اس کی بعد لگی کی مایہ مخموم کی گئی۔ تو پتہ چلا۔ سکڈی مور اس دن کے جب الگزیڈر نے روپیہ کی دوسری رقم بینک میں داخل کرائی۔ ٹھیک چار یوم بعد وہاں سے روانہ ہوا تھا۔ اب اسے کامل یقین ہو گیا۔ کہ اس شیطان صفت شخص نے مجھ سخت دھوکا دیا ہے۔ اور اس شرارت میں واکٹن بھی ضرور اس کا شریک ہے چنانچہ وہ سیدھا لندن کو واپس ہوا۔ اور بادل مضطرب وکیل مذکور کے دفتر میں پہنچا۔ واکٹن اس سے ویسی ہی سرو و ہری اور مصنوعی اخلاق سے پیش آیا جس کا وہ خوگوا تھا۔ اس نے الگزیڈر کے جوٹ اور اضطراب کی طرف ذرا ہی توجہ نہ دی۔

الگزیڈر نے وکیل کے دفتر میں داخل ہوتے ہی مضطرب لہجہ میں کہا۔ جناب آپ کا دست مسٹر سکڈی مور ایک سلسلہ معاش ثابت ہوا۔ اس پر واکٹن بدستور سرو و ہری کے لہجہ میں ہوا۔ دیکھئے صاحب میں اس دفتر میں ایسی گمشدہ سننے کا عادی

نہیں ہوں۔ لڑھکانے جتنی کر کہا۔ آپ عادی ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن حالات پیش آ رہے ہیں
 میں بھی الفاظ استعمال کرنے پر مجبور ہوں۔ عذر کیسے سکڑی موردس ہزار پونڈ کی
 وہ رقم کے کفر ہو گیا ہے۔ جو میں نے اسے دہرے کے میں آ کر دی تھی۔ اور آپ جانتے
 ہیں کہ مجھے یہ دھوکا آپ کی بیان کردہ تفصیلات سے ہوا ہے۔ وکیل نے کہا۔
 سٹر کرڈک آپ نے جو کچھ کہنا ہو۔ آداب السانیت کے ساتھ کہئے۔ جوشن
 میں آنے کا مقام نہیں۔ آپ کے لفظوں سے ایک ایسے الزام کی ہوائی ہے جسے
 میں نفرت اور حقارت کے ساتھ نظر انداز کرنا ہوں۔ میری شہرت ایک دیا ندام
 وکیل کی حیثیت میں اس درجہ قائم ہو چکی ہے کہ آپ جیسے گناہ اجنبی کے لفظوں
 سے اس پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ خود آپ نے مجھ سے سٹر سکڑی مور کا پتہ دریافت کیا
 جو میں نے آپ کو بتا دیا۔ اور اس کے بعد آپ کے سارے انتظامات براہ راست اس
 کے ساتھ ہوئے۔ اس کے بعد آپ اسے ساتھ لے کر میرے دفتر میں آئے۔ اور
 مجھ سے کہا کہ جیسا آپس میں تصفیہ ہو چکا ہے۔ اور مجھ سے اقرار نامہ تیار کر لیا۔ لکڑی
 گہبر اگر کہنے لگا۔ مگر آپ اس بات سے غفلت کریں۔ کہ آپ اپنے دوست
 سکڑی مور کو بنایت نیک خصلت اور شریف بیان کیا کرتے تھے۔ واکڈن بولا جہاں
 تک میرا اس سے واسطہ پڑا۔ وہ دیانت دار ہی ثابت ہوا۔ اس نے جو کچھ میں نے
 بتایا۔ وہ غلط نہ تھا۔ لیکن مجھے غیب کا علم تو نہیں ہو سکتا۔ کہ میں یہ کہہ دیتا۔ وہ تادم
 مرگ دیا نہت دار رہے گا۔ انگلینڈ کے رہنما غصے سے سرخ ہو گئے۔ اور وہ چلا کر کہنے
 لگا۔ یہ بنایت شرمناک دیا کاری ہے۔ اور میں جانتا ہوں۔ تم دونوں نے مجھے لوٹے کیسے
 سازش کی۔ مگر اطمینان رکھو۔ میں بہت جلد دینا پر امتیازی اصلیت ظاہر کروں گا۔ وکیل
 نے اب بھی اپنے مزاج میں برائی پیدا نہ ہونے دی۔ بلکہ فاسقانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا
 فرض کیجئے۔ کہ اس سٹر سکڑی مور کی وجہ سے جو مجھے بھی آپ کے برابر نقصان اٹھانا پڑا
 انگلینڈ طنز آمیز لہجہ میں بولا۔ تمہیں جو اسے خوب اچھی طرح جانتے تھے۔ اور یہ غیر ممکن
 ہے۔ کہ تم نے اس پر بھروسہ کیا ہو۔ واکڈن نے اپنی سرور ہندی آنکھیں بے فیضیہ لہجہ میں
 کے چہرہ پر گرا دیں۔ اور کہنے لگا۔ بہر حال میں آپ کی شرکت کو قابل اعتما دیتا رہا۔ لکڑی
 نے ان لفظوں سے گہبر اگر کہنا میری شرک ہے۔ میں اس کا مطلب نہیں سمجھا۔ واکڈن

نے جو سب دیا۔ میں کہتا ہوں۔ میں نے آپ کی سرکھ پر اعتماد کر کے اس کی ٹھکانہ
 پر لپکی ٹھکانوں کا دہلیہ اور اگر دیکھ لیا یہ سنہدیاں غنیمت و واجب الادا ہوں گی۔ اور
 اس وقت وہ شخص جن کے پاس میں۔ میں ان کے روپے کا مطالبہ بنا رہا ہوں۔ راست
 آپ سے کہے گا۔ کیونکہ آپ کے کاروبار کا شریک مسٹر سکڈھی سو آپ کے بیان کے
 بموجب عدم حجب ہے۔ انگریز کا دل اس کے سینے میں بیٹھ گیا۔ زبان میں طاقت گریانی
 نہ رہی۔ بدن کی قوت سلب ہو گئی۔ اور اس تمام شیطانی سازش کو اسکی حقیقی رنگت میں
 دکھ کر وہ سخت اضطراب کی حالت میں کرسی پر پیچھے کی طرف جبک گیا۔ وکیل سلسلہ کلام
 کو جاری رکھ کر کہنے لگا۔ چونکہ آپ اس شخص کے ساتھ حصہ دار تھے۔ اور اس مطلب کے
 اتمام نامہ پر دستخط ہی کر چکے تھے۔ اس لئے قانوناً سکڈھی سو کو مشترکہ منسلک یوں پر دستخط
 کرنے کا حق حاصل تھا۔ اور اس روپیہ کی ادائیگی سے آپ کسی بھی حالت میں پیلو تہی نہیں
 کر سکتے۔ بڑی مشکل سے انگریز نے کہا۔ اے افسوس! کیا یہ ممکن ہے۔ کہ میں اتنا
 احمق آدمی اتنے شریذ ثابت ہوئے! اے میری عزیز بیوی! اے میرے
 پیارے بچے! اب ان کا کیا ہو گا۔ میں اپنی طاقت اور ان برصا شیوں کی سازش
 سے بالکل تباہ اور برباد ہو گیا! وکیل نے اگر ذکر اور چہرہ پر سکون اور سختی کے آثار نمودار
 کر کے کہا۔ مسٹر کریڈٹک میں اب تک آپ کو عرض سے مخاطب کر رہا ہوں۔ آپ کو احتیاط
 ہے۔ مسٹر سکڈھی سو کی نسبت جو چاہیں۔ خیال کریں۔ لیکن میری نسبت اپنی زبان
 کو کھام دیں۔ تو پھر ہو گا۔ میں باصرار کہتا ہوں۔ کہ میری شہرت اور نیک
 نامی اس حد تک ہے۔ کہ کسی شخص کی ورنہ بیانیوں سے اس پر حرف نہیں آ سکتا
 فی الحقیقت حوزہ مجھے آپ کی اور اس شخص کی سازش اور بد معاشری کی شکایت ہے۔
 ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ امر صریحاً مشکوک صورت رکھتا ہے کہ آپ کے شریک نے مجھ
 سے مشترکہ منسلک یوں کی بنا پر آٹھ ہزار پونڈ وصول کئے۔ اور اس کے بعد فرار ہو گیا۔ مسٹر
 کریڈٹک میں آپ کو بتا سکتا ہوں۔ کہ معاملہ عدالت میں پہنچا۔ تو آپ اپنی صفائی آسانی سے
 کر سکیں گے۔ بد نصیب نو جوان سخت پریشان ہو گیا۔ اور آپ سے باہر ہو کر کہنے
 لگا۔ یہ فتنہ! یہ بد معاشری! اور سازش کا لازم اور ناچار مجھ پر! حالانکہ تم خود اس روپیہ
 کی وصولی کے چک نک میں پیش کرتے رہے۔ وہ جو میں نے بے وقوفی سے جمع کروا دیا

وکیل کے سکون میں اب بھی فزوق نہ آیا۔ امداد سے صبر و صبری کے لمحہ میں جس کا وجہ سے
تبدلہ شدہ کریمک کا عصف اور بھڑکتا تار کہنے لگا۔ یہ درست ہے کہ میں نے جہدِ رقوم
شر سگڈی مور کے لئے بنک سے وصول کیا۔ اور انہیں اس کے ہم روادہ کر دیا۔
لیکن یہ امر و پچھلے خود قابل اعتراض نہیں۔ کیونکہ پیشہ ور وکیل کی حیثیت میں یہ
وقت اپنے موکلوں کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہوں۔ میری رائے یہ ہے اس شخص
کو طول دینے سے کچھ حاصل نہیں۔ اس لئے اسے ختم کرنا چاہئے۔ کیونکہ میرا وقت
قیمتی ہے۔ اگر آپ کو کہنے لگا۔ بے شک اب اتنا وقت بہت قیمتی ہو گا۔ کیونکہ
تم نے جو پڑے سرے کے شیطان اور دھوکہ باز شخص ہو۔ میرا سامنا دیرپہ پیہم
کر لیا ہے۔ پھر وہ بیرونی دفتر میں بیٹھ کر جہاں کلرک بیٹھے کام کر رہے ہندو حیثیات
جوش سے چلا کر کہنے لگا۔ صاحبزادے آپ نے روئے زمین پر سب سے بڑا شیطان نہ
کہا ہو تو نذر جا کر اپنے آقا کی صورت دیکھ لو۔ اس کے اچھے سخت علم و غصہ کی حالت میں
جس کا اندازہ خطا پر کر سکتے ہیں۔ بخیرانہ طریق پر دلیں سے واقفیت ہو وہ

راستہ میں وہ سوچتا تھا کہ میں اپنی عزیز بیوی اس کی با محبت خالہ اور اپنے پیارے
بچوں کو جاکو کیا منہ دکھا سکوں مگر تباہی اکال بتا ہی ایہ الفاظ کانوں کو کتنے خونخاک
معلوم ہوتے ہیں۔ جس شخص کا دنیا میں کوئی رشتہ دار نہ ہو۔ جو علانی و نبوی سے الگ
ہاں کل کہ دنیا ہو۔ وہ ان الفاظ کو شاید سکودہ کے ساتھ زبان سے نکال سکے۔ لیکن جس
کے گھر میں بیوی اور بچے موجود ہوں۔ جو روز مجھ کے لئے اس کے دست نگر ہیں۔
جب تباہی کے لفظ کو زبان سے نکالتا ہے۔ اور جب اسے اپنی پروردہ کی غمناک
رہنے کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا۔ تو اس کا دل اس طرح جلد ہے۔ گریا کھینچنے اس
پر گم سوز لولہ رکھ دیا ہو۔ من جلیش یعنی طوسی کی خالہ امداد کو سگڈی مور
کی طویل خاموشی کی وجہ سے پیدا شدہ اندیشوں کا علم ہو چکا تھا۔ امداد یہ بھی جانتی
تھی کہ اگر انڈینڈر سگڈی مور سے ملے اس عقبہ میں گیا ہے۔ جہاں کارخانہ قائم
کرنا مطلوب تھا۔ مگر وہاں اس نے جو تحقیقات کیں۔ اس کے دل کا نتیجہ کا اچھا نہیں
علم نہ ہوا تھا۔ انڈینڈر نے مارکٹن کے ساتھ جو ملاقات کی۔ اس کی کیفیت یہی اس
نے آکر سنا ہی تھی۔ چنانچہ جب وہ مکان پر آیا۔ تو اس کے ذہن میں اضطراب و پریشانی

کا اظہار اس سچے چہرے سے ہو رہا تھا۔ کیونکہ وہ ایک دیانت دار اور راست شعار آدمی تھا۔ اور ایسا آدمی ظاہر و باطن کے اختلاف کو ہرگز قائم نہیں رکھ سکتا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ وہ اپنے گھروں کو دل کو ظاہری سکون کے پردہ میں نہ چھپا سکا۔ اس کو پریشان دیکھ کر دونوں عورتوں نے اس سے سوالات پوچھنے شروع کئے۔ اور انجانی۔ کہ جو کچھ معافی ہے۔ وہ صاف صاف بیان کر دو۔ اس نے انہیں سادہ حالات سے خبردار کیا۔ اور بتایا۔ کہ سکڑی مورنہ صرف میرے دس ہزار پونڈ لے کر فرار ہو گیا ہے۔ بلکہ آٹھ ہزار میری اور اپنی ذمہ داری پر واکٹن کی معرفت بھی وصول کر چکا ہے۔ اور چونکہ یہ روپیہ اس کی عدم موجودگی میں میری طرف سے واجب الادا ہو گیا۔ اس لئے جو تھوڑا بہت سرمایہ میرے پاس باقی تھا۔ وہ بھی باقیہ سے نکل جائے گا۔ اور میں بالکل تباہ اور برباد ہو جاؤں گا۔ اس مشکل امتحان کے وقت اگر نیٹھ کو معلوم ہوا۔ کہ عودت و زلیہ تسکین پانچ میں فرشتوں سے کم نہیں۔ ہوسنی اور مس ٹرلٹن نے ایسے حتی الامکان تسلی دی۔ اور وہ ان سے رخصت ہو کر سناٹا کے متعلق مشورہ کرنے اپنے دیل کے دفتر کی طرف چلا۔

اس کے جانے پر ہوسنی اور مس ٹرلٹن ایک دوسرے سے مشورہ کرنے لگیں۔ ہوسنی نے کہا۔ خالہ کیا تمہاری رائے میں یہ نامناسب ہو گا۔ کہ میں مشرواکٹن کے پاس جا کر رحم کی درخواست کروں۔ اور کہوں کہ آپ اس روپیہ کی ادائیگی کے لئے خود اصرار کریں۔ ورنہ اگر نیٹھ کو ڈی کو ڈی کو محتاج ہو جائے گا اور اس کے لئے دس ہزار پونڈ کے سابقہ نقصان سے بحال ہونا غیر ممکن ثابت ہو گا۔ مس ٹرلٹن کہنے لگی۔ مجھے اس میں اعتراض نہیں۔ بلکہ میں اس تجویز کو پسند کرتی ہوں۔ کہ تم اس سے اس قسم کی درخواست کرو۔ اگر نیٹھ کا بیان ہے۔ کہ مشرواکٹن بڈزشت خوا اور تندرناج آدمی ہے۔ لیکن اگر نیٹھ کو اپنے اضطراب اور غصہ میں ایسا معلوم ہوا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ مشرواکٹن کو تباہی شہر کی طرح اس بد سماش سکڑی مورنہ سے نقصان پہنچا ہو۔ ہوسنی نے کہا۔ میری رائے میں یہ درست نہیں ہے۔ اور میں جانتی ہوں۔ کہ جو کچھ ہوا۔ وہ دیکھا اور سکڑی مورنہ کی سازش کا نتیجہ تھا۔ بہر حال ہم چونکہ واکٹن کے رحم پر ہیں۔ اس لئے اسے اور زیادہ خوشگین بنانے کی نیت اس سے مصالحت کرنا بھی بہت ہے۔

ہو گا۔ اس کی خلد کہنے لگی۔ اچھا تم جاؤ۔ شاید خدا اس شخص کے دل میں رحم ڈال دے۔ جس کے لمبے میں ہتھارے شوہر کی خوشحالی یا بنا ہی کی گنجی ہے۔ نویں نے سادہ پوشاک پہنی۔ اور سٹرواکٹن کے دفتر کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ چونکہ اس وقت مصروف نہ تھا اس لئے اس نے فوراً ہی ملاقات کی۔

لوسی نے جب اس شخص کی تند صورت اور اس کا سرد مہر ہی کا انداز دیکھا۔ تو اس کا دل سینے کے اندر چھ گیا۔ لیکن جب اس کے کہے وہ کہنے لگی۔ جناب میں اپنے شوہر کی طرف سے آپ سے کچھ درخواست کرنے آئی ہوں۔ اس کی بنا ہی یا سلامتی ایک حد تک آپ پر ہی داد و مدار رکھتا ہے۔ واکٹن ایسی سرد مہر کے لہجہ میں کہ نوجوان عورت کو معلوم ہوتا تھا۔ اس کے الفاظ برف میں پھینکے ہوئے ہیں۔ بولا سٹرواکٹن نے مجھ سے نہایت گستاخانہ سلوک کیا ہے۔ اور اس نے اس قسم کے الفاظ زبان سے نکلے۔ جس سے میری شہرت پر حرج آتا ہے۔ وہ اس اعتبار تک پہنچا۔ کہ میرے کارکون کے سامنے میری بے عزتی کی۔ نویں کے رخساروں پر آشوب رہے تھے کہنے لگی۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ایک نوجوان کو جو نہ دور زندگی میں قدم رکھتے ہی محضت کا منہ دیکھا ہو۔ ایسے واقعے کتنی زلیخا ہی ہوتی ہے۔ اس نے آپ سے اس کے جو شش کو نظر انداز کر دیں۔ اور اگر اس کی نظر نہیں۔ تو کم از کم اس کے معصوم بچوں کے لئے ہی رحم اور نرمی سے کام لیں۔ سٹرواکٹن بولا۔ میڈم قانون کی نظر میں رحم یا سفارش کوئی چیز نہیں۔ لیکن خیر میں شرح کی کتابیں دیکھوں گا۔ اور اگر مجھے وہاں یہ بات نظر آئی۔ کہ مقدمہ دائر کرنے میں لاسٹ کو بھی کسی حد تک دخل ہوتا ہے۔ یا فیصلہ لکھتے وقت جوں کو نرمی اختیار کرنی چاہئے۔ تو میں اپنے عدالتی محرر کو اس بارہ میں ضروری ہدایات دے دوں گا۔ نویں متعجب ہو کر وکیل کے منہ کی طرف تکتے لگی۔ اس کی طرف سے اتنی سرد مہر کا اظہار دیکھ کر وہ سوچتی تھی۔ یہ شخص انسان ہے۔ یا برف کا بنا ہوا بت۔ آخر کا وہ مشکل طاقت گویا بیانی کے بولی۔ کیا میں یہ امید کر سکتی ہوں۔ کہ جس وقت میڈیوں کی رقم قابل ادا ہوگی۔ آپ اس بھاری قرضہ کی ادائیگی پر زور نہ دیں گے گا۔ واکٹن نے اس کے پیارے ایشک آلود چہرہ کی طرف دیکھا۔ جو اس کے الفاظ سے اس کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ اور

دفترا اس کے دل میں خیال آیا۔ کہ میں نے ایسی حسین صورت عورتوں میں بہت کم دیکھی ہے۔ وہ اس کے چہرہ کو دیکھتا ہوا رفتہ رفتہ اس کے خطہ خال کی موزونیت اور اس کے اعضا کی بے عیبی پر متوجہ ہوا۔ اس کی نگاہیں شال میں لپٹی ہوئی چھاتی سے ہٹ کر بائیں کی طرح پتل کی طرف گئیں۔ اور آخر کار اس کے خوشنما پازن اور خوبصورت شندوں تک پہنچیں۔ اس کے بدن کے ہر حصہ کو غور سے دیکھ کر وہ کیل کی سرور مہری اور سختی کسی قدر کم ہوئی۔ اور وہ ملائمت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو اپنے شوہر سے بہت محبت ہے۔ اوسی اس سوال پر متعجب ہوئی۔ اور کہنے لگی۔ محبت! اسے صاحب میں اس سے اتنا دور جو محبت کرتی ہوں۔ میں اس شخص کی پرستار ہوں۔ وہ نہایت نیک دل شوہر اور اپنے بچوں کا نہایت با محبت باپ ہے۔ واکلڈن نے اپنی آواز کو اور بھی زیادہ نرم اور انداز کی سختی کو کم کر کے کہا۔ پھر کیا تم اس کی خاطر ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہو؟ مصوم اور بھولی اوسی نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ الگزمینڈر کو پھر اسی قدر خوش دیکھنے کے لئے جیادہ کبھی تھا۔ مجھے کسی بھی قربانی سے گریز نہیں۔ وکیل جن کے لبوں پر اب ایک ملکی پرستی سگرہٹ نمودار ہوئی۔ آواز دبا کر آتشازہ انداز سے کہنے لگا۔ ہر قسم کی قربانی! غور کیجئے۔ میرے لفظوں کا منشا کیا ہے۔ اگر آپ اپنے شوہر کے لئے ہر قسم کی قربانی پر تیار ہیں۔ تو پھر اس شرط پر۔۔۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اوسی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اب رفتہ اوسی اس کے شیطانی ارادوں سے آگاہ ہوئی۔ اس نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دے کر اس انداز سے نکال لیا۔ گویا وہ کسی وحشی حیوان کے پنجہ میں جو۔ وہ اپنا کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور بعضہ اور نصرت کی ایک جھج مار کر آٹا ٹاٹا دیکھنے کے دفتر سے غائب ہو گئی۔ اس نے اتنی جلد ہی نہ دی۔ کہ وکیل اسے روکنے کی کوشش کرتا۔

جس وقت وہ سکان پر پہنچی۔ تو اس کا دل رینگ و غم کے ماسے ڈل رہا تھا۔ عین اس وقت الگزمینڈر بھی واپس آیا۔ اور اسے بے چین دیکھ کر اس نے غور سے کیا کہ وہ غیر معمولی حالت میں ہے۔ اوسی زار زار روتی اپنے شوہر سے انگلیں ہوتی۔ اس کا اضطراب اتنا بڑھا۔ کہ باوجود کوشش کے وہ اپنے جذبات کو روک نہ سکی۔ الگزمینڈر نے رفتہ رفتہ اس سے سوالات پوچھے کہ حقیقت حال معلوم کی۔ اور اسے اس بات

کا علم ہوا۔ کہ اس پر معاش کیلئے اسے تباہی کو ناکافی سمجھ کر جس میں اس نے مجھے مبتلا کیا ہے۔ میری بیوی کے ساتھ عہد ہمت گستاخانہ بدسلوکی کی۔ جوش سے دلہانہ ہو کر لڑائی و جھگڑا کی۔ واکٹرن کو رد و کب کرنے کے لئے اس کی طرف جانے کو تیار تھا۔ کہ اس کی بیوی اور مس ڈیلن نے ہمت اسے دے دیا۔ اور آنکھوں میں آنسو بھر کر لاہو خواست کی۔ کہ دشمن سے جھگڑا کر کے اپنی مشکلات اور حضرات میں امانت نہ کر دو۔ بارے ان کی التماس سے انگلیٹر کا عقد کسی قدر ختم ہوا۔ اور اس نے وعدہ کیا۔ میں اپنے جوش کو دوداندیشی پر غالب نہ آنے دیتی گا۔ پھر جب اس کی طبیعت ذرا سکون پذیر ہوئی تو اس نے اپنے وکیل کے ساتھ ملاقات کی کیفیت بیان کرنی شروع کی۔ اس وکیل نے اسے یہ مشورہ دیا تھا۔ کہ اس میں شک نہیں۔ واکٹرن اور سکڈی مور دونوں نے ملکر آپ کو لوٹا ہے۔ لیکن کسی فوجداری عدالت میں اس سازش مجرمانہ کا ثبوت چاہا کرنا دشوار ہو گا۔ بہر حال آپ اس کی مہذیوں کا روپہ ادا نہ کریں۔ اس کے بعد جب واکٹرن دیوانی مقدمہ کو امر کرے گا۔ تو جھوٹی کے فیصلہ سے ہم اس بات کا اندازہ کر سکیں گے۔ کہ ہم اس پر فوجداری مقدمہ چلا کر اسے سزا دلوا سکتے ہیں۔ انہیں۔ انگلیٹر نے اپنے وکیل کے مشورہ پر کار بند ہونا منظور کیا۔ اور اس لئے سر دست یہ معاملہ ہمیں پر ختم بھی گیا۔

لیکن اس واقعہ نے انگلیٹر کے مزاج اور عادات میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی۔ اس سے جو بدسلوکی کی گئی۔ اس کی وجہ سے اب وہ دن بدن بے چین اور مضطرب رہنے لگا۔ بیوی بچوں میں وہ کہیلے اسے جو خوشی ہوتی تھی۔ اس میں بے حد تحقیق ہو گئی۔ بڑا تردد بنے اور بے صبر بن گیا۔ کسی کی تردید یا انکار برداشت ہی نہ کر سکتا تھا۔ کہانا لہانے کے بعد دیر تک شراب کی بوتل لئے بیٹھا رہتا۔ اسی ان حالات کو سمجھتی اور در پردہ ناراضہ رہتی تھی۔ لیکن انگلیٹر کے سامنے کبھی اپنے اندیشوں کا اظہار نہ کرتی۔ بلکہ اس کے ساتھ دلیلی ہی محبت اور توجہ سے پیش آتی۔ جس کی وہ ہمیشہ سے عادی تھی۔

بارہا اس نے اپنے مشورہ سے درخواست کی۔ کہ ہم اس مکان کو چھوڑ کر کسی کم کرایہ کے مکان میں آباد ہو جائیں۔ اور اپنے اخراجات میں بھی تخفیف کر لیں۔ مگر اس کا ہر ہمیشہ ٹالنے والے جواب دیتا رہا۔ وہ اس کی باتوں پر بے صبری کا اظہار

کوتا تھا۔ اور آخر کار اس نے اس قسم کی گفتگو پر اس قدر غصہ کا اظہار شروع کر دیا کہ لوسی نے مجبوراً اس گفتگو کو ترک کرنا ہی بہتر سمجھا۔ ہر قسم سے اپنی ایام میں لوسی کی فکر جواب تک اس سے ماں کے برابر محبت کرتی تھی۔ دفعہ علی علی ہو گئی مرض غیر معمولی تیز رفتار سے بڑھا۔ اور وہ چند دن میں فوت ہو گئی۔ اس مرض پر الگزمینڈ نے اس سے بہت کم غم کا اظہار کیا۔ جس کی لوسی کو امید تھی۔ اپنے شوہر میں اس قسم کی لاہوائی دیکھ کر بے نصیب عورت کو اور بھی زیادہ رنج ہوا۔ لیکن صحت ٹھیک کو دفن ہوئے زیادہ دن نہیں گزرے تھے۔ کہ ایک اور سانحہ پیش آیا۔ جس نے الگزمینڈ کے اضطراب کو دو بار بڑھا کر دیا۔ آٹھ ہزار پونڈ کی رقم واجب الادا ہو چکی تھی۔ اور اس نے اپنے وکیل کے مشورہ کے مطابق اس روپیہ کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ مگر اس کے چند دن بعد اسے گرفتار کیا گیا۔ اور چونکہ عدم ادائیگی کی صورت میں اسے حوالات میں رکھا جاتا۔ اس لئے اس نے اس خیال سے روپیہ ادا کر دیا۔ کہ میں عدالت میں مقدمہ کے دوران میں اس روپیہ کی ادائیگی کے سوال پر بحث کروں گا۔ اور روپیہ تانہیالہ عدالت میں ہی محفوظ رہے گا۔ لیکن اس کے باوجود اسے ایک آدھ دن جو حوالات میں بسر کرنا پڑا۔ اس نے اس کے مزاج کی فحش کو دو بار بڑھا کر دیا۔ اب وہ شراب کا اور بھی زیادہ عادی ہو گیا۔ اور بیوی بچوں کے ساتھ اس کی صحبت کم و بیش بالکل ہی جاتی رہی۔ انھوں نے ایک شخص کی اور شیطانی حرکات کا اثر جو وہ دوسرے شخص کے متعلق کرتا ہے۔ کہتا وسیع ثابت ہو چکا ہے۔ یہ اثر اس ایک شخص کی ذات تک پہنچا نہیں رہتا۔ بلکہ اس کے بیوی بچوں اور رشتہ داروں تک ہی پہنچتا ہے۔ اب لوسی نے دوبارہ یہ درخواست شروع کی۔ کہ ہم کسی کم کر کے ملکا رہیں۔ حکومت اختیار کریں۔ اور باکفایت زندگی بسر کریں۔ لیکن الگزمینڈ اس کی باتوں پر محال ہی متوجہ ہوتا تھا۔ لہذا جب یقیناً اس مقدمہ میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ اور روپیہ مل جائے گا۔ پھر میں اس روپیہ کو کاروبار میں لگا کر دوبارہ فراغت میں لے آؤں گا۔ یہ بات وہ ایسے پراعتماد طریق پر کہتا تھا کہ لوسی کو یقین ہو گیا۔ شاید اس گھریں پھر سابقہ راحت قائم ہو جائے گا۔ یہی وجہ تھی کہ جب مقدمہ کی سماعت کا دن قریب آیا۔ تو لوسی نے کسی شہابی کا اظہار نہ کیا۔ غریب کی طرف سے بہت سے قابل و کلاما کا اشتہام کیا گیا۔ اور مقدمہ بڑے

سفر کے کا ہوا۔ واکٹن کا کاروبار سالہا سال سے قائم تھا۔ وہ ایک چمک چلی آدمی شہید تھا اور اس کے دوستوں یا سواکھوں میں سے کوئی یہ کہنے پر آمادہ نہ تھا۔ کہ اس نے سکڑی ہوئی جیسے برساتی کے ساتھ سازش کی ہوگی۔ عدالت کے زیرِ غور یہ سوال تھا۔ کیا سٹر واکٹن نے ان ہینڈ یوں کا روپیہ ادا کیا؟ اور کیا وہ ان ہینڈ یوں کا جائزہ دے مالک ہے۔ جن کا روپیہ اس نے کاروباری حیثیت میں ادا کیا؟ اس بارہ میں واکٹن نے حوشیار پیش کی۔ وہ جھوٹی کیلئے بدرجہ غایت یقین وہ تھی۔ الگزنڈر اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ واکٹن نے جتنے غیر آدمی یا اپنے کلک بطور گواہ پیش کئے۔ ان سب نے انہما درج کی حلف اور دعویٰ کی ہے۔ بہر حال جیوری کا فیصلہ واکٹن کے حق میں نکلا۔ اور الگزنڈر سب سے دل کر غم زدہ اور شکستہ دل مکان پر واپس آیا۔ اسی سے جہاں تک ممکن تھا۔ اسے تسکین اور تسلی دینے کی کوشش کرتی رہی۔ لیکن الگزنڈر کے جوش غم نے پیاٹک زور پکڑا کر اسے تیز بخار ہو گیا۔ جس نے ہڈیاں کی صورت اختیار کر لی۔ دل شکستہ اسی نے اپنی پریشانیوں کی پرواز کرتے ہوئے قابل ترین اطباء سے امداد حاصل کی لیکن کبھی ہفتے گزر گئے۔ اور ڈاکٹر یہ مذکورہ سکے کہ مریض خطرہ کی حالت سے نکل گیا ہے۔ بیچ میں کئی بار مریض کو ہوش بھی آ جاتا تھا۔ اس وقت وہ اپنے بچوں کو پہچانتا۔ ان سے گفتگو کرتا۔ زار زار رہتا۔ اور خدا سے ان کے حق میں دعائیں مانگتا تھا۔ پھر وقتاً بوقتاً جذبات کا ہجوم اس کے دماغ پر حاوی ہو جاتا۔ اور واقعات پیش آمدہ کی تلخ یاد سے متاثر ہو کر وہ ان سے کہتا تم سمجھ لو کہ تمہارا باپ مر گیا۔ کیونکہ میری زندگی سے اب تمہیں کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد پھر ہڈیاں کا دور شروع ہو جاتا۔

غریب اسی نے اپنے شوہر کی بیمار داری میں کوئی دقیقہ فرو گذار نہ کیا۔ کسی رات شب بیداری میں گذر گئیں۔ اور اسے بستر پر لیٹنا نصیب نہ ہوا۔ آخر جب غریب عورت کے مالی وسائل جواب دے چلے۔ اور روپیہ کی کمی سے اس کی پریشانیاں بڑھنے لگیں۔ الگزنڈر کے مرض نے اصلاح کی صورت اختیار کی۔ جس سے برنسیب عورت کی قدر کی دھارس بندھی۔ پھر جب الگزنڈر کے سر سام کا دورہ بالکل دور ہو گیا۔ تو وہ اپنے بچوں سے بدستور محبت اور نرمی سے پیش آنے لگا۔ جس سے اسی سے سوچ کر خوش ہونے لگا۔ کہ شاید اس کی حالت پھر سابق کی طرح ہو جائے گی۔ اب الگزنڈر کو بھی محبتوں

کا ذکر کرتے وقت سکون اور استغنا کا اظہار کرتا اور کہتا تھا۔ میری جان کیا ہوا۔ اگر بیماری چلاؤ اور تمہ سے نکل گئی۔ میں آخر جوان ہوں۔ اور جس وقت بدن میں ذرا توانائی آتی ہے۔ میں کوئی کام شروع کر کے گزارہ لائق آمدنی کی صورت پیدا کر لیں گا۔ پیلری لوسی محبت کی کماٹی سمیٹ کر خشک روٹی زانہ فراغت کے دوران قسمت سے زیادہ خوشگوار ثابت ہو گئی۔ ایسی باتیں سن کر لوسی اس سے بے فکر ہوئی سا اور ان تسکین دہانوں کے لئے اس کا شکریہ ادا کرتی۔

اسی طرح کئی دن گزر گئے۔ اور رفتہ رفتہ انگلینڈر کا مزاج اس قدر وہ اصلاح ہو گیا۔ کہ ایک دن وہ بے سہارے زینہ سے اتر کر پچھلی نشست گاہ میں آ بیٹھا۔ میاں بیوی کی محبت کی باتیں کر رہے تھے۔ اور بچے ایک طرف کھیلتے تھے کہ بچا ایک کمرہ کا دروازہ کھلا اور دو تین بد وضع شخص گستاخانہ انداز سے اندر گھس آئے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ جو روپیہ انگلینڈر نے عدالت میں جمع کرایا تھا۔ اس سے ہنڈیوں کی رقم تو ادا ہو گئی لیکن اخراجات عدالت ابھی اس کے ذمہ واجب الادا ہیں۔ یہ رقم ایک سو پونڈ سے اوپر تھی اور اس کی عدم ادائیگی کے لئے انگلینڈر کو گرفتار کرنا مطلوب تھا۔ بد نصیب جوڑے کے پاس اتنی رقم موجود نہ تھی۔ کہ ادا کی جاتی۔ اور لوسی اپنے شوہر کے زمانہ عدالت میں چاندی کے برتن۔ زیورات اور باقی ہر ایک قیمتی چیز فروخت کر چکی تھی۔ اس میں شک نہیں۔ گھر کا مزہ سچا ایک سو پونڈ سے زیادہ کا تھا۔ لیکن دوسری طرف مالک مکان کا کرایہ بھی صاحب الادا تھا۔

لوسی نے روتے ہوئے تارق سے التجا کی۔ کہ آپ انگلینڈر کو چند دن اس مکان سے نہ لے جائیں۔ کیونکہ ابھی وہ بیماری کے اثر سے ٹڈل رہا ہے۔ مگر ان آدمیوں نے کہا۔ ہم مجبور ہیں۔ ہمیں جو کچھ حکم ملا ہے۔ اس کی تعمیل کرینا ہے۔ اور کسی طرح کی نرمی نہیں کر سکتے۔ بڑی منت سماجت کر کے اور ان کے سامنے دوزخ و مکر آخر کار ابھی نے انہیں دس سالہ بات پر آمادہ کیا۔ کہ آپ لوگ اس وقت تک انتظار کریں۔ حتیٰ کہ میں اپنے بیکل سے تر آؤں۔ وکیل مذکور نے رقم مطلوب کی ادائیگی پیش کرنے سے قویٰ مہموری ظاہر کی۔ البتہ نہایت سہار دی اور نرمی کا سلوک کرتے ہوئے اس نے عوزی ضروریات کے لئے چند پونڈ دئے اور وعدہ کیا۔ کہ آپ کے شوہر کو حوالات سے کنگزنگ میں پہنچا دیں گے۔

ضروری خرچ میں ادا کر دیں گا۔ دل شکستہ عورت کا کسی قدر اطمینان ہوا۔ اگر الگزینڈر کا اس دنیا میں ایک شخص تو دوست ہے۔ لیکن اطمینان کی یہ ہلکی سی شمع ابھی اس وقت کاؤر ہو گئی۔ جب لوسی نے مکان پر واپس آکر دیکھا۔ کہ اس کا شوہر پھر بڑے جوش اور اضطراب کی حالت میں ہے۔ یعنی ویسے ہی جوش کی حالت میں جو اس کے سابقہ مرض کا موجب ثابت ہوا تھا۔

غریب حیران تھی۔ کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ صرف ایک چاہہ کھاتا۔ اور اس پر اس نے الگزینڈر کی لاعلمی میں عمل کرنے کا ارادہ کریں۔ الگزینڈر کی حالت اس قسم کی تھی۔ کہ جو واقعات ارد گرد ہو رہے تھے۔ ان کا اسے مطلق علم نہ تھا۔ وہ قاری کے آدمیوں کے سامنے ہی کبھی ہنسیاں کرنے لگتا۔ کبھی انہیں دہکا۔ اور کبھی رونے لگتا جاتا تھا۔ مصیبت کی ماری لوسی دوبارہ ہنسنے کی طرف روانہ ہوئی۔ ادھ ایک مرتبہ پھر اسی سنگ دل وکیل کے دفتر میں داخل ہوئی۔ جس کی بدولت اس خوش و خرم گہرنے پر ایسی مصیبت نازل ہوئی تھی۔ وکیل نے اس سے اپنے ذاتی دفتر میں ملاقات کی۔ اور اسے سرد مہر سے ایک کرسی پر بیٹھنے کو کہا۔ اب اس کے خنوت آمیز چہرہ پر ایک قسم کی شیطانی کامیابی کی جبک نظر آتی تھی۔ وہ اس تباہ حال اسزودہ صورت حسینہ کو تہوڑی دیر کے لئے غور سے دیکھتا رہا۔ جس کا حق اس کی اسزودگی میں بھی دوبارہ نظر آتا تھا۔ چند منٹ تک لوسی اپنے جوش اضطراب کی وجہ سے کوئی نظر زبان سے نہ کہہ سکی۔ اور آخر کار جو کچھ اس نے کہا۔ وہ چند بے چارہ کلمات کی صورت میں تھا۔ جس میں وہ رہ کر وہ بکیاں لیتی اور روتی رہی۔

لیکن اس کے اوپر اس طرح جبک گیا۔ جیسے شیطان کسی مجبور شخص کو شیطانی تباہی میں جس نے اپنی روح اسکے حوالہ کر کے دولت اور طاقت حاصل کرنی منظور کی ہو اس طرح بر اس مظلوم اور مغلوب عورت پر جبک کی اس دیوبیرت وکیل نے چند شیطانی اس کے کاغذ میں کہیں۔ جن پر وہ اس کے شوہر سے رحم کا سلوک کر سکتا تھا۔ وہ دفعتاً اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور خوف زدہ اور متحیر ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ شاید سوچتی تھی کہ یہ انسان ہے یا جسم شیطان۔ مظلوم ادھ پا باز عورت نے وکیل کی طرف جن حالت ازمنہ خشم گہمیں نگاہوں سے دیکھا اس کی تاب مقابلہ اس کی سرد و سوری آنکھیں ہاں نہیں نہ تھیں

لیکن اس کے لبوں پر اب بھی شیطانی خامخاؤں سے کراہٹ نمودار تھی۔ فلہذا وہ سوچتا تھا۔ کہ اس عورت کا عصہ عارضی ہے۔ اور وہ عجز و ریاضت سے مجبور کر میری مرضی پر چلنے کو مجبور ہو جائے گی۔ لیکن اس معاملہ میں اسے وہ سخت غلطی لگی۔ کیونکہ جس وقت روسی کی طبیعت وراثتی غلطی۔ تو وہ چلا کر کہنے لگی۔ بھناش شیطان۔ کیا تیرے مطالبہ کی کوئی حد نہیں۔ اور تاکہ کہہ دے۔ اس سنگدل بھناش کے کمرہ سے اس تیزی کے ساتھ رخصت ہو گئی۔ گویا اس کمرہ کا مولا ہی جہنم میں وہ سانس لیتا تھا۔ سخت متعفن تھی۔

شکستہ دل اور پریشان خاطرہ اپنے مکان پر واپس آئی۔ جانتی تھی۔ کہ تعلق کے آدمی میرے شوہر کو میری آنکھوں کے سامنے پکڑ کر لے جائیں گے۔ وہ یہ بھی سمجھتی تھی کہ اب اس جگہ میرا اپنا اور میرے بچوں کا قیام محض چند روزہ ہے۔ لیکن کیا کیا اس طرح ہو گیا اسے غیب سے اتفاق ہوا۔ اس نے اپنے دل کو سنبھالا۔ اور یہ سوچا کہ اگر لکڑیہ اور اپنے بچوں کی خاطر مجھے پوری دلیری سے کام لینا چاہئے۔ اتہائی رنج و اہم میں بھی عورت اس صبر و استقلال سے کام لے سکتی ہے۔ جس کا اظہار وہ کسی حالی میں نہیں کر سکتا۔ روسی کرید کرنے اس وقت بڑی بہت اور شعلی مزاجی کا ثبوت دیا۔ اس نے اپنے شوہر سے کہا۔ جتنا زیادہ آپ اپنی ذات کو مغلوب ظاہر کریں گے۔ اتنی زیادہ آپ کے کینہ تو زخمی صفت دشمن کو خوشی محسوس ہوگی۔ اس بھناش کا جوڑی اور ملائمت کے ساتھ کی گئی تھی۔ بہت اچھا اثر ہوا۔ اور اگر لکڑیہ اپنی جوی کے استقلال سے سبق حاصل کر کے میسیتوں کے هجوم سے نہ ہوتا ہوا ناخوشاں استغناء کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور سرکاری آدمیوں کے ساتھ حالات کو چل دیا۔ اس کے دوسرے دن اسے کنگز پونچھ میں منتقل کر دیا گیا۔ اور اسی جگہ آج سے چھ سال پیشتر میری اس سے اولی مرتبہ ملاقات ہوئی۔

یہاں پہنچنے پر اس کا حوصلہ پھر شکست ہونے لگا۔ اسے اس کی یاد دلا دینے کیلئے اس کی دیوی کو ہر وقت پاس رہنا پڑتا تھا۔ اس بچہ پرانے کے اب باب خروخت کے کے مالک مکان کا کراہ اور چند اور قریضوں کے چوٹے چوٹے مطالبات پورے کیلئے دلو پھرا اپنے بچوں کو ساتھ لے کر اس مختصر تارکک کمرہ میں سکونت پذیر ہو گئی۔ جس میں اس کے شوہر بہتہ مرض پر پڑا تھا۔ اس طرح پر یہ کہہ جو کہی زمانہ میں خوش و خرم اور خوشحال تھا۔ اس اشعار و غزلوں کے دوجہ سے غلامت اور احتیاج کی حالت تک پہنچا۔

منع کیا۔ اور آپ کو معلوم نہیں کسی طرح اور کتنے کمبوں کی جاتی میں آپ کی ہے۔ خدا جانے
یہ لوگ کس قدر معیشت اور کتنی احتیاج اڑا چکے تھے۔ کہ ایک دن قیصر خانہ کی خاویز سے
مجھے معلوم ہوا کہ انہیں سخت تکلیف کا سامنا ہے۔ ان دنوں میری مالی حالت آج
سے بہتر تھی۔ میں کچھ یاد کر کے ان کے کمرہ میں گیا۔ منوس میں بیان نہیں کر سکتا۔ وہاں
احتیاج اور نالائکیت کا کیا دردناک نظارہ میرے دیکھنے میں آیا۔ انہوں نے جو فریخ
کرایہ پر لیا تھا۔ وہ عدم ادائے کرایہ کی وجہ سے اٹھوایا جا چکا تھا۔ انگز مینڈر
رو۔ خشک بدن ایک ٹرمک پر بیٹھا تھا۔ دونوں بچے جو اس قدر بے چارے تھے۔ کہ ان کی
صورتیں پہچانی نہ جاتی تھیں۔ بڑک سے بڑک رہے تھے۔ اور غریب دل شکستہ لڑکی
ایک کبکس کو کھول کر کسی ایسے چیز کی تلاش میں تھی۔ جسے گرو رکھے کہ وہ دو چاروں کے
گذرہ لائق روپیہ حاصل کر سکے۔ اس وقت جب وہ اس کبکس کو جو کسی زمانہ میں بہترین
پوشاک اور سامان آرائش سے بہرہ منا تھا۔ حسرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ تو گرم پھٹنے
والے آنسو آنکھوں سے نکل کر اس کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر میرے
سینہ میں برچھلی سی لگی۔ میرے لئے وہ تفصیلات بیان کرنا غیر ضروری ہو گا۔ جن میں
اس کنبہ سے میری دوستی ہوئی۔ مختصر یہ کہ میں نے انہیں کچھ امداد پیش کی۔ جسے انہوں
نے منظور کر لیا۔ اس امداد کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کے کمرہ میں سامان فریخ اور کافی
خزائنہ کی موجودگی سے پھر رونق آگئی۔ آپ کو واضح رہے۔ کہ مجھے ان کا قصہ ایک
ہی بار معلوم نہ ہوا تھا۔ بلکہ اس کی تفصیلات کا علم رفتہ رفتہ مختلف موقعوں پر ہوتا رہا۔
اور کئی باتیں ایسی تھیں۔ جو اتفاقاً یہ طور پر مجھے معلوم ہوئیں۔ غرض اس طرح پرستش
بہاؤ سے یہ سارے حالات جو میں نے آپ کے روبرو بیان کئے ہیں۔ سمجھئے معلوم ہوئے
کیونکہ انگز مینڈر کی المناک و داستان کا خاتمہ یہیں پر نہیں ہوتا۔ اس کا سبب یہ ہوتا کہ

اور روح فرسا حصہ ابھی آگے آئی والا ہے

اتنا کہہ کر پراؤٹ خدا ویر کے لئے رک گیا۔ اور غریب کرٹس سے پوچھنے لگا۔

آپ اس قصہ سے اکتا تو نہیں گئے؟

وہ کہنے لگا کہ اکتانے کا کیا ذکر۔ میں + سے بڑے شوق اور گہری دلچسپی سے

سن رہا ہوں

اس پر اس شخص نے داستان کا باقی حصہ ان نفلوں میں بیان کرنا شروع

کیا

داستان الم کا انجام

باب ۱۰۸

بر چند کہ میں اس بر نصیب اور مظلوم گہرانے کو عارضی طور پر ادا و دیار رہا۔ اور قرض کے بیانش سے انہیں کچھ روپیہ ضروریات زندگی کی پیرسانی کے لئے بھی دیا۔ تاہم الگزینڈ کے لئے کوئی فیصلہ کن کارروائی کرنا ضروری نظر آتا تھا۔ اپنی عمر فقہ خانہ میں گزارنے کے یہ معنی تھے کہ اس کی قابلیت خاک میں مل رہے۔ مگر قرضہ کا جو عظیم بوجھ اس پر پڑا ہوا تھا۔ اس کی ادائیگی خارج از بحث تھی۔ مداکٹن کے پتھر دار کو تھر کرنا بھی قلمی غیر ممکن تھا۔ اس لئے چاہہ کا وقت طر تھا۔ کہ عدالت دیوالی کی مدد حاصل کی جائے۔ جب الگزینڈ کو اچھی خبر رکھنے لگی۔ اور ڈاکٹر نے اس کا باقاعدہ علاج شروع کیا۔ اور اس کے بیوی بچوں کے چہرے پر روشنی آگئی۔ تو اب اس کا اپنا رنگ بھی پھرنے لگا۔ اب وہ وقتاً فوقتاً اس سے اور مجھ سے سببشکل کی سجاوٹ پر گفتگو کیا کرتا تھا۔ جس دیکل کی مدد سے وہ حالات سے پیش میں پہنچا۔ وہ چند بیفتوں کے لئے کہیں باہر چلا گیا تھا۔ انجام الم میں وہ لندن کو لوٹ آیا۔ اس نے نہ صرف عدالت دیوالی کے ضروری اخراجات برداشت کرنا منظور کیا۔ بلکہ یہاں تک کہا۔ کہ جس وقت الگزینڈ رمل ہو جائیگا۔ جس آقا بطور عمر اپنی ملازمت میں لے لیا جائیگا۔ اس سے الگزینڈ اور اس کی بیوی کے دل میں امید پیدا ہو گئی۔ اور اب عدالت دیوالی کی کارروائی کے متعلق ضروری انتظامات کرنے لگا۔ لیکن جو بھی اس کارروائی کا آغاز ہوا۔ اطلاع ملی کہ ڈاکٹر ہرنگان دزیہ سے الگزینڈ کی مخالفت کرنے پر آمادہ ہوئے۔ جب اس کی خبر الگزینڈ کو ہوئی۔ تو وہ اس ظالم کے خلاف سخت خیر آلود ہو گیا۔ آخر کچھ تو اس کی عظیم بیوی اور کچھ میں نے اپنی فہمائش سے بروقت اسے گھنڈا کیا۔

اتنے میں وہ دن آگیا۔ جب اسے عدالت دیوالی میں پیش کرنا تہہ حسب سبب مل گیا۔ اور وہاں ایک پیاو کی نگرانی میں پہنچا۔ مقدمہ کی سماعت آغاز ہی میں ہوئی تھی۔ ہم نے

دیکھا کہ فرسحق خاں لٹ نے گئی زبردست دکلا پیروی کے لئے جامل کر رہے ہیں۔
 میں جو کارخانہ یونہی اس کی تفصیلات میں جانا غیر ضروری ہو گا۔ مختصر یہ کہ واکٹرن
 نے شہادت دیتے وقت انگریزوں کو ایک گے خلاف ایسے شور و ادیانے دئے کہ
 حکم صادر ہوا۔ اسے ایک سال تک قید خانہ میں رکھ کر پھر واپس کر دیا جائے جس وقت
 انگریز پرنس میں واپس لیا۔ تو وہ سخت جوش اور اضطراب کی حالت میں تیار چند ہی گنہگار
 بعد اسے سرعام شروع ہو گیا۔ وہ بنیادی میں سب سے زیادہ واکٹرن کا نام لیتا اور اسے
 بڑی خونی کہ گالیاں دیتا تھا ہر نصیب کو ہی عبرت و استقلال کی پیل اپنے شوہر کے سر
 بیٹھی اس کی تیار داری کرتی تھی۔ آخر مرہٹوں کو ذرا ہرش کیا۔ تو اس نے سب سے پہلے اپنی
 وفادار بیوی کو بچا لیا۔ اور اس سے ٹیگ لکیر ہو کر بڑے پیار کی گفتگو کرنے لگا۔ کچھ دن بعد
 بنیادی تو دور ہو گیا۔ لیکن ایک قسم کا مراقی مانجھ لیا کمزور ہوا جس سے اس کو بیدار کرنا
 غیر ممکن تھا۔ کہتا تھا عدالت دیوالیہ جو حکم صادر کیا ہے۔ اس سے یہ سب ہمیشہ کے
 لئے ذلت اور بدنامی ہو گئی میں نے اس کے ذلیل اور لوسی نے ہمیشہ سمجھائے گا کوشش
 کی۔ اور کہا سارے حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ تم مجرم نہیں۔ بلکہ مظلوم ہوئیں اس
 کے سینہ میں کچھ ایسا صدمہ بیٹھا کہ وہ بالکل ہی دل شکستہ ہو گیا۔

انہی ایام میں میرے اپنے مالی وسائل میں تخفیف شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے میں انہیں
 اتنی امداد دے سکتا تھا جتنی ضروری تھی۔ اس کے علاوہ انگریزوں اور لوسی دھڑکی
 سے امداد لینے کے غلاف تھے۔ اور وہ اس ذلیل کے سامنے بھی جس نے انہیں رودی
 تھی۔ دست سوال دراز نہ کر سکتے تھے۔ آخر کار لوسی نے یہ ارادہ کر لیا۔ کہ ہم قید خانہ کے
 میں محمد بن یحیٰم جو جاہل۔ جہاں غریب لوگ رہتے ہیں۔ اور سرکاری خرچ پر گزارہ کریں۔ اس
 سے میں کمزور کا کر یہ نہ دینا پڑے گا۔ اور خود اس کے لئے بھی چند شلنگ مفتہ داہلتے رہینگے۔
 انگریزوں نے پہلے تو اس تجویز کو حقارت کے ساتھ نامعلوم کیا۔ لیکن پھر اپنی نیک سادہ بیوی
 کی منت سماجت سے رضامند ہو گیا۔ وہ کہنے لگی۔ غریب ہونے میں کسی طرح کی ذلت یا شرم
 نہیں۔ ذلیل وہی ہے جو ہر بدانت ہو۔ پس کیا ضرور ہے کہ ہم ناحق اس قسم کے قرض وصول
 کرتے ہوں؟ جنہیں ادا کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اگر ہم نے قید خانہ کے
 اس حصہ میں سکونت رکھی۔ تو ہمیں ایسی صفاداری کا پابند ہونا پڑے گا جیسے بقرارہ کچھ

کامیاب رہے پاس وسیلہ نہیں مل سکا۔ نیندران و لیلوں سے متاثر ہو کر قید خانہ کے اس حصہ میں
 جانے پر آمادہ ہو گیا۔ جو عذاب کے لئے محض رہا تھا۔ اور یہ سارا کتبہ و قیامت کی ہو گیا۔ مگر وہ
 دن جب یہ تبدیلی عمل میں آئی۔ رات العمر ہو گئی۔ گا۔ اور کتبہ کے کمرہ کو چھ بانگ لگائیں
 تھا۔ بعد ازاں اس کے کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ جس وقت وہ قید خانہ کی قسم کی چند
 چیزوں کو جواب ان کے پاس باقی رہ گئی تھیں۔ ترتیب سے رکھتی تھی۔ تو ظاہر میں سکرانے
 کی کوشش کر لی۔ لیکن گماہ یہ گماہ اس کی نظر مشکرا نہ امان سے اپنے شوہر پر پڑی۔ جو نیم
 بے خبری کی سہی حالت میں بیٹھا اس ساری کارروائی کو دیکھ رہا تھا۔ یہ دیکھتا رہا کہ وہ
 کی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ گرا۔ اور کبھی کبھی اپنے بچوں کو اٹھا کر بڑے روتے رہتا تھا۔
 چنانچہ سے لگاتاری تھی۔ اس روز میں نے باطل راہیں اپنی پاس سے کہا تا مینا کیا۔ اور جہاں تک
 میرے بس میں تھا۔ میں نے نہ صرف ان کے لئے ہر ممکن سامان آسائش بھیجا کر دیا۔ بلکہ
 انکو سینہ کو حوصلہ دینے کی بھی کوشش کی۔ لیکن جس وقت وہ مسکراتا۔ تو اس کی ہنسی
 ایسی بھینکی ہوئی تھی۔ کہ اسے دیکھ کر میرا دل اس طرح سینے کے اندر میٹھ جاتا تھا۔ گویا وہ
 میرا اپنا تخت جگر ہو۔

چند ہفتے گزر گئے۔ اور اس اثنا میں دوسری کے زیرِ اہتمام اس کتبہ کا گزارہ خاطر خواہ
 ہوتا رہا۔ سادہ اور معمولی قسم کا کیا۔ انہیں کافی مل جاتا تھا۔ اور بچے بھی ہمیشہ عافیت سے
 رہ کر رہتے تھے۔ جب کبھی میں ان کے کمرہ میں جاتا۔ تو دوسری کو مختلف کاموں میں مصروف پاتا
 تھا۔ کبھی وہ بچوں کے کپڑے دھونے یا انہیں مرمت کرنے میں مصروف ہوتی۔ اور کبھی
 اپنے شوہر کے کپڑوں کو لولہ دیتی نظر آتی تھی۔ بعض اور محنتوں پر وہ کشیدہ کام کرتی دیکھی
 جاتی تھی۔ جس کے متعلق میرا خیال ہے۔ کہ وہ باہر سے اجرت پر ایسے کام چلا کر لیتا تھا۔ کہ
 رات کا ذکر ہے۔ کہ مجھے بہت دیر تک نیند نہ آئی۔ اور میں قید خانہ کے اندر بیٹھنے کے لئے
 نکلا۔ بارہ یا ایک بجے کا عمل تھا۔ جس وقت میں عذاب کے حصہ کی طرف گزر رہا تھا۔ ناگاہک
 کریدک کے کمرہ کی کپڑوں کی طرف دیکھا۔ آپ میرے تعجب کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب مجھے
 کمرہ کے اندر ایک شمع روشن نظر آئی۔ دفعتاً میں اس کا مطلب سمجھ گیا۔ غریب دوسری ساری
 ساری رات آنکھوں میں گزار کر اپنے شباب اپنے حرم اور اپنے حوصلہ کو بٹا کر کے۔ دن
 کاری کرتی تھی۔ تاکہ جو توڑی بہت آدنی ہو۔ اس سے اپنے شوہر اور بچوں کی آسائش

کے لئے ضروری اشیاء حاصل کرے۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی دل میں ایک بڑھی سی گچی اود میں نے سوچا کہ اس دنیا میں نیاک اور باعصمت عورت کی آزمائش کتنی مشکل اور دشوار ثابت ہوتی ہے۔ نیند کی رغبت جاتی رہی۔ اور میں بہت دیر قید خانہ کے اندر ادھر ادھر گھومتا رہا۔ کوئی غیبی اثر مجھے یہ معلوم کرنے پر اکساتا تھا۔ کہ یہ مدہم روشنی اس ایک کمرہ میں کب تک قائم رہے گی۔ آخر رات کے چار بجے گھٹے۔ کاشع گل ہوئی۔ اس وقت میں نے غریب لوسی کرڈک کا نام زبان سے ادا کیا۔ اور بے اختیار میرے سینہ سے ایک آہ نکلی۔

دن کے وقت جب میں صبح کی چاشت کے بعد انگلیڈز سے ملنے گیا۔ تو میں نے اس جوان اور نیاک نہاد عورت کو معمول سے زیادہ توجہ کے ساتھ دیکھا۔ مجھے اُس کی حالت دیکھ کر معلوم ہوا کہ اس کی صورت روز بروز تباہ ہو رہی ہے۔ اور جو کچھ وہ کرتی ہے وہ طبیعت پر انتہائی حیران کن نتیجہ ہے۔ ظاہر میں وہ بیسی ہی خوش و خرم تھی۔ لیکن میں نے محسوس کیا۔ کہ یہ خوشی حقیقی نہیں۔ اختیاری ہے۔ قدرتی نہیں مصنوعی ہے۔ یہ خوشی ایک پردہ ہے جس میں یہ نیاک نہاد اور شریف خاتون جس کے اندر با محبت بیوی اور شفیق ماں کی ساری صفات موجود ہیں۔ اپنے حقیقی ریخ و اہم کے چھپانے کی کوشش کرتی ہے۔

میں ذکر کر چکا ہوں۔ کہ انگلیڈز کو ایک سال زیر حراست رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس میں سے تین ماہ کا عرصہ اس طرح گزر گیا۔ اور اس وقت لوسی نے دیکھا۔ کہ کچھ ورزش کی کمی اور تازہ ہوانہ ملنے کی وجہ سے دن بدن لاغر ہوتے جا رہے ہیں۔ اس سے اس کے دل میں ایک اور رنج پیدا ہوا۔ وہ اپنے بچوں کو اس حصہ قید خانہ کے قیدیوں کے یہ وضع کثیف اور مشہر بچوں کے ساتھ کھیلنے کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اور اتنا وقت بھی اس کے پاس نہ تھا۔ کہ انہیں لیکر خود سیر کرنے جاتی۔ میں نے سمجھ لیا۔ اس کے ذہن میں کتنی کشمکش جاری ہے۔ اگر وہ ایک دو گھنٹہ کا عرصہ بچوں کے لئے منحصر کرے۔ تو اُسے وہ کام ملوٹی کرنا پڑتا تھا۔ جو وہ اُجرت پر بورڈ کے کسی دوکاندار سے لایا کرتی تھی۔ اور کام میں کمی ہونا فائدہ دیتی تھا۔ دوسری طرف وہ یہ بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔ کہ غریب بچے۔ ان بھر کمرہ کے اندر بند ہیں۔ اور ازاں وہ ہوا کو تو پر ہیں۔ آخر اس نے یہ انتظام

کہا۔ کہ دن کے وقت ایک دو گھنٹے کے لئے انہیں سیر کرنے لے جاتی۔ اور اس کی کوچہ گھنٹوں کی مزید شب بیماری سے پورا کیا کرتی۔ مجھے اس کا علم اسی طرح پر ہوا کہ جب کسی میں طے الصباح سیر کرنے نکلتا۔ تو صبح کے پانچ بجے تک کمرہ کے اندر رخصت جلتی دیکھتا تھا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ یہ غریب و فاقہ عورت بخیر کار اس حد تک محنت کرنے لگی۔ کہ اب صرف تین گھنٹے سویا کرتی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اگرچہ بچوں کی صحت اصلاح پذیر ہو گئی۔ تاہم اس کی اپنی توانائی پر نمایاں اثر پڑنے لگا۔ یہ ظاہر تھا۔ کہ الگزیڈر کو اپنی بیوی کی اس شب بیماری اور مشقت کا بائبل علم نہیں تھا۔ اس کی حالت کچھ اس قسم کی ہے تو بھی کی ہو گئی تھی۔ کہ جوابات میں نے اس سانی کے ساتھ معلوم کر لی اور جس سے مجھے محنت پہنچا۔ اسے اس کا علم ہی نہ ہوا۔ مجھ سے جہاں تک ممکن تھا۔ میں مناسب طریق پر اس کنبہ کی مدد کرتا رہا۔ جب کبھی میں یہ معلوم کرتا کہ انہیں اچھا کھانا نہیں ملا۔ تو میں اپنا کھانا ان کے کھانے میں ملا کر ان کے پاس ہی بیٹھ کر کھاتا تھا۔ لیکن میرے اپنے وسائل دن بدن محدود ہوتے گئے۔ اور جس قدر روپیہ میں دوستوں کی مدد سے فراہم کر سکتا تھا۔ وہ سب کا سب صرف ہو گیا۔ اتنے میں چھ ماہ کا عرصہ گزر گیا۔ مگر اس چھ ماہ کے عرصہ نے موسیٰ کی حالت میں بے حد تبدیلی پیدا کر دی۔ اب وہ بڑیوں کا بھر نظر آتی تھی۔ اور یہ کنبہ جانے ہوگا۔ کہ وہ اپنے سابقہ وجود کا محض سایہ رہ گئی تھی۔ اس کے باوجود جہاں تک ممکن تھا۔ وہ صبر و استقلال کے ساتھ آفات کا مقابلہ کرتی رہی۔ کہتے ہیں افلاس اور کمزورتی کا ساتھ ہوتا ہے لیکن یہ بات اس خاندان میں نہیں پائی جاتی تھی۔ کیونکہ یوم سبت کو اس کا شوہر صاف ستھرا بلکہ اس لحاظ سے عمدہ لباس پہنے نظر آتا تھا۔ کہ وہ قید خانہ گنڈرینچو کے غریب حصہ میں رہتا تھا۔

اسی ایام میں مجھے بعض ضروریات کی سرانجام دہی کے لئے قید خانہ سے ایک دن کی رخصت حاصل کرنی پڑی۔ اور اس ایک دن کے لئے میرے دوستوں نے ضمانت پر رٹائی دلائی۔ میں نے اس بات کا ارادہ کر لیا تھا۔ کہ اپنے کاموں سے وقت رخصت نکال کر ضرور ڈاکٹرن کے ہاں جاؤں گا۔ اور اس سے درخواست کروں گا کہ غریب الگزیڈر پر اتنی سختی نہ کرے۔ میں اس سے کہوں گا۔ کہ اس کی آزادی تمہارے اختیار

میں ہے۔ تم اپنا اعتراض مٹا دو۔ اسے آج ہی قید خانے سے رہا کیا جا رہا ہے۔ یہ تو میں سمجھتا تھا کہ واکٹرن ایکسٹنڈیوٹی ہے لیکن جب میں اس سے ملا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ سخت گیری نہیں۔ شیدان بصورت انسان ہے جس وقت میں رہا اس سے یہ ذکر پھیلنا فوس نے فوراً سمجھے روک دیا اور اپنی کرسی سے اٹھ کر بڑی سرزمری سے کہتے دکھائی دے گئے کہ یہ کہہ کر ایک کے نام ہی سے نفرت ہے۔ اس نے میرے متعلق بہت جاہلانات کا اظہار کر کے میری محنت توہین کی مادیوں نے اسے حیلخانہ میں سزاوائے پھیرنا انتقام پر انہیں کر سکتا شاید وہ سمجھتا ہے اسے چھ ماہ کے بعد رہا کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ اس کی غلط فہمی ہے۔ ایسے ایسے خفاہن ہو کر کہا صاحب ملکہ فہمی آپ کو جوئی سہ ہے۔ عدالت دیوال کا حکم آپ کی منظم طبیعت سے زیادہ ذوردار ہے۔ واکٹرن اس سرزمری سے کہنے لگا۔ نیچر دیکھا جائے گا۔ اس جوش سے کیا حاصل ہے۔ میں مجبور ہو کر واپس چلا آیا۔ کچھ تو اپنی ناکامی کی پریشانی تھی اور کچھ اس بات کا اندیشہ کہ معلوم نہیں یہ میرے ہاں فیصلہ دوست کو بھی کون شکلات کا سامنا کرنا ہو گا۔ لیکن میں نے واکٹرن سے شے یا اس کی گفتگو نہ کر لی۔ اگر نیچر دیکھا سے بالکل ڈر کر گیا۔ اگرچہ باوجود بڑی کوشش کے میں اس کی دھکی کو اپنے ذہن سے خارج نہ کر سکا۔

اسی طرح کئی ماہ گزر گئے۔ دوسری صحت دن بدن خواب ہوئی گئی۔ مگر جس طرح کن تھا وہ احتیاج سے محض سنے کی کوشش کرتی تھی۔ ہر کاروائی کی رات کے دن تریب آئے۔ ان میں نے دیکھا کہ اب اس کا حوصلہ پھر بلند ہو رہا ہے۔ وہ سابعہ بے حس کو ترک کرنے لگا۔ جواب تک اس کے ذہن اور قوا پر عادی تھی۔ اب کبھی کبھی ایام رانی کا ذکر بھی کیا کرتا تھا۔ لیکن واکٹرن دوسرے ہی اس کے معاملہ پر توجہ دے رہا تھا۔ اور اس نے اس مصیبت زدہ کہنے کے خلاف انتقام کی جوئی تجویز سیجی تھی۔ اس سے خوش ہو رہا تھا۔ یہ آخری صدمہ اس دن ٹوڑا گیا۔ جب الگرنیڈ نے مجھ سے کہا تھا کہ آج میری طبیعت اتنی نشاط ہے کہ عرصہ دراز سے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس روز الگرنیڈ کے خلاف ایک ہزار پونڈ کی ایک نئی رقم کے لئے نیا پروانہ حراست داخل کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ الگرنیڈ کے قرض خواہوں کا جو بدلہ تیار کیا گیا تھا۔ اس میں ایک ہزار پونڈ کی رقم شامل نہ تھی۔ جس کی وجہ سے عدالت کا فیصلہ اس رقم کے لئے جو شامل

جدول نہ ہو سکی۔ نادرست سمجھا گیا۔ قانون میں اس قسم کی ایک دفعہ موجود ہے۔ اور جو بد نصیب مقرر صنف لوگ ان قوانین کے مطابق جو تاجروں پر عاید ہوتے ہیں۔ عدالت دیوالہ کی پناہ حاصل نہ کر سکیں۔ ان کے متعلق بارہا اس سے کام لیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے سمجھ اس نئے پروانہ حراست کی خبر اس طرح پر ملی۔ کہ قید خانہ کی ایک خادمہ نے مجھ سے آکر کہا۔ سن کر ٹیک نہایت پریشان ہے۔ اور فوراً آپ کے ملنا چاہتی ہے۔ یہ سننے ہی میرا اتفاق ٹھنکا۔ اور میں نے سمجھا۔ یہ ضرور اس شیطان واکڈن کی کوئی تازہ شرارت ہے۔ جب میں ان کے کمرہ میں پہنچا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ انگلینڈز نیم یہودی کی حالت میں بستر پر لیٹا ہوا اور وہ کلبی سانس لے رہا ہے۔ محض اس سانس کی وجہ سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ زندہ ہے۔ لہٰذا اس نے قریب دوزانو بیٹھی التجا کرتی تھی۔ کہ اس طرح باؤسی کو دل میں نگاہ نہ دو۔ بچے اگرچہ اس تازہ مصیبت کی اہمیت کو سمجھنے سے قاصر تھے جو اس کنبہ پر نازل ہوئی۔ تاہم والدین کو پریشان دیکھ کر وہ بھی دردناک چنجیں مار رہے تھے۔ میں نے اپنے بد نصیب دوست سے کہا۔ مردوں کا کام استقلال کو مثال حال رکھنا ہوتا ہے۔ جس نے ہمت مار دی۔ اس کا اس دنیا میں کوئی ٹھکانا نہیں۔ آخر بدقت میری درخواست اور باؤسی کی ہمت سماجت پر اس نے سنبھلا کیا۔ میں نے کہا۔ اب آپ دوبارہ عدالت دیوالہ میں درخواست دیں۔ تو مجھے یقین ہے کہ مزید حراست کا حکم صادر نہ ہوگا۔ اور آپ کو قریباً ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں رہا کر دیا جائے گا۔ گمراہ پریشان حال ہو کر بولا۔ اس کے لئے ضروری اخراجات کہاں سے مہیا کئے جائیں؟ میں نے جواب دیا۔ قید خانہ کے مارشل کے پاس کچھ خیراتی فنڈ موجود رہتا ہے۔ میں اس سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ آپ کو مدد دے۔ انگلینڈز کو یاس کی ناریکی میں شماع امید کی جھلک سے ذرا تازگی محسوس ہوئی۔ اور وہ باہر رکنے لگا۔ دوست اس کام کو ابھی کیجئے۔ میں اس سے وعدہ کر کے رخصت ہونے لگا۔ تو باؤسی نے بڑے جوش سے میرا ہاتھ دبایا۔ اور ہلکی آواز سے کہنے لگی۔ اے صاحب اس دنیا میں اب فقط آپ ہی ہمارے دوست ہیں۔

اس کے قریباً دس منٹ بعد میں مارشل کے دفتر میں بیٹھا۔ اس سے سارے حالات بیان کر چکا تھا۔ میں نے اسے انگلینڈز کرڈیک کی ساری داستان سے مطلع کیا

ہر اس سلسلہ میں دوسری کے قابل تفریع طرز عمل کا ذکر بھی نظر انداز نہ کیا۔ مارشل ایک نیک بندہ آدمی ہے۔ اگرچہ جائیداد کے منتظم کی حیثیت میں اس کا مادہ ہمدردی بھی بڑی حد تک کندہ ہو چکا ہے۔ بہر حال اس نے۔ مارا قصہ بڑی توجہ سے سنا۔ پھر کہنے لگا۔ مسٹر پراؤٹ میں نے مسٹر واکڈن کا نام کئی مرتبہ سنا ہے۔ اور اب تک میں اسے ایک نیک دل وکیل سمجھتا تھا۔ بہر حال آپ کے بیان نے آج اول مرتبہ اسے میری نظروں میں ایک نئی رنگت میں پیش کیا ہے۔ میں ضرور اس سے ملوں گا۔ اور اگرچہ میں جانتا ہوں کہ وہ متذکرہ آدمی ہے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ وہ ایسے حالات میں جو آپ سننے بیان کئے ہیں۔ ایک مظلوم شخص کو قید خانہ میں رکھنے پر اصرار نہ کرے گا۔ میں اس کے سلسلے کیڑک کی ساری داستان بیان کر کے جیسا آپ نے میرے روبرو بیان کی ہے۔ اس کے دل میں رحم کا اثر پیدا کر نیکی کوشش کروں گا۔ اور اگر اس نے پھر بھی اسے قید خانہ میں رکھنے پر اصرار کیا تو میں اپنے پاس سے مالی امداد دے کر اس معاملہ کو عدالت تک پہنچاؤں گا۔ اس عرصہ میں کیڑک کو میری طرف سے یہ ایک پونڈ دے دیجئے۔ میں نے مارشل کا اس کی نیک دلی اور ہمدردی کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور روپیہ اور خوش خبری لے کر کیڑک کے کمرہ کی طرف جا رہا تھا۔ کہ معلوم ہوا۔ ایک نیا قیدی اس وقت بیچ میں لایا گیا ہے۔ وہ ایک پہرہ دار کی حسرت میں تھا۔ پہرہ دار نے اس کا نام پوچھا۔ تو اس نے سکڑی مور بتایا۔ اس نام کو سن کر میرے کان کھڑے ہو گئے۔ اور جب میں نے اس کا حلیہ غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ یہ وہی شخص ہے۔ جس نے انگرنیڈر کو اس مصیبت میں پھنسا یا۔ بات یہ ہے کہ انگرنیڈر نے بار بار اس شخص کی کیفیت میرے روبرو بیان کی تھی۔ مجھے اس بات سے بے نیاز ہوا کہ اس شخص کو اسی قید خانہ میں لایا گیا ہے۔ کیونکہ میں ڈرتا تھا۔ انگرنیڈر اس جوش کی وجہ سے بوائے اس شخص کے خلاف تھا۔ اس پر ہاتھ نہ اٹھا دے۔ اس خیال سے کہ یہ اطلاع جلد یا بدیر ضرور انگرنیڈر کے کانوں تک پہنچ جائے گی۔ میں نے خود ہی اس کا ذکر کرنا بہتر سمجھا۔ تاکہ وہ جان لے میرا دشمن بھی قید خانہ کے اندر آچکا ہے۔ لیکن رے پہلے میں نے وہ خوشخبری پہنچائی جو مارشل نے دی تھی۔ اور دوسری کو یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ مارشل کو ہمارے حال سے گہری ہمدردی ہے۔ لیکن اس کے بعد جب میں نے سکڑی مور کے اس قید خانہ میں آنے کا ذکر کیا۔ تو انگرنیڈر کا انداز ایسا عجیب

بہ اسرار اور غمناک ہو گیا۔ کہ میرے اور لوسی کے دل میں اندیشہ پیدا ہوا۔ ہم نے درخواست کی کہ سکڑی مور آب کو سٹے بھی۔ تو اس کی طرف توجہ نہ دینا۔ مگر وہ بالکل خاموش رہا۔ دن سنا دی۔ سہ گناہ۔ سمجھے۔ ایسے ہی دانش واکٹرن کو الگ بند کر کے رکھی پرکانہ کیسے گا۔ اور اس طرح پر وہ اس پر معاش کے قریب ہر درہنگا جس نے اسے تلبہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ ہیں نے پہلی بار دیکھا کہ جتنا تک ممکن ہو گا۔ میں خود گھبراہٹ کے قریب رہا ہوں اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ وہ اس روز حسب معمول قید خانہ کے فنی حصہ میں سیر کرنے نکلا۔

اس کے درجہ و گھنٹہ بند قید خانہ کے مارشل نے اعلان بھیجی۔ کہ میں مشہور الگٹن سے ملے گیا تھا۔ لیکن وہ مجھے دفتر میں نہیں ملا۔ البتہ میں اس کے پیچہ کرک سے کہہ آیا ہوں کہ شام کو پھر ملے گا۔ اولیٰ کی۔ اس وقت ملاقات کا جو نتیجہ ہو گا۔ اس کی خبر میں آپ کو پہنچاؤں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مارشل نے جو کام ہاتھ میں لیا ہے۔ اسے پوری سرگرمی سے کر رہا ہے۔ خود دوسری کو بھی یہی چلچلت ہے کہ اسے یہی لیکن انگلیاؤں کو مارشل کا پیغام پہنچا دیا۔ تو اس نے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ اس سے میرے دل میں تشویش برپا ہوئی۔ یہ ظاہر تھا۔ کہ وہ مختلف معاملات پر دل ہی دل میں کڑتا ہے۔ اور میرے لیے یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا کہ سب سے زیادہ جو سوالی اس کے ذریعہ ہے۔ وہ سکڑی مور کا اس قید خانہ میں لایا جا رہا ہے۔ لیکن یہ دیکھ کر مجھے کوئی اطمینان ہوا۔ کہ لوسی اگرچہ میری امیدوں کی حصہ دار تھی۔ تاہم وہ میرے اندیشوں کو بڑی حد تک بنے بنایا سمجھتی تھی۔ غریب سب سے زیادہ اس خیال سے خوش تھی۔ کہ میرے شہر کی رہائی کا وقت اب قریب آ رہا ہے۔ میں اس دن قرینا نو بجے تک کرٹک کے کمرہ میں رہا۔ اس وقت مجھے ایک چھٹی موٹل ہوئی جس میں میرے وکیل نے میرے مقدمہ کے متعلق چیز ضروری کا قدامت طلبہ کئے تھے۔ میں ان کا قدامت کی تلاش کے لئے اپنے کمرے میں گیا۔ اور چاہے نہ وقت لوسی سے کہنا گیا۔ کہ میں جلد ہی ہی واپس آتا ہوں۔ دانش کی اطمینان کچھ گئے ہر لمحہ انتظار ہے۔

اب میں اس داستان کے سب سے اہم ناگ حصہ کی طرف آتا ہوں۔ مجھے اپنے کمرہ میں گئے پانچ ہی منٹ گزرے ہوئے تھے۔ اور میں نے ان کا قدامت کو جن کی تلاش تھی۔ یکجا کر کے قاصد کے حوالہ کیا ہی تھا۔ کہ لوسی دروازہ پر دستک دے بغیر کچا یکسر

کمرہ میں گھس آئی۔ وہ اس شخص کی طرح جو بالکل ٹھکانا نہ ہو۔ فرش پر بیٹھ گئی۔ اور دیر تک کوئی کلمہ زبان سے ادا نہ کر سکی۔ اس کی حالت دیکھ کر مجھے سخت پریشانی ہوئی۔ یہاں تک کہ تب میں نے صراحی سے ٹھنڈ پانی نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ تو میرا ہاتھ رخصتہ کے مریض کی طرح کانپ اٹھا۔ لاسی کی زبانی معلوم ہوا کہ ایک لمبے پٹ ترانگزینڈر میٹھی میٹھا چوک کر کھڑا ہو گیا۔ اور ایک پتھر تانے میں لے کر بے تحاشہ کمرہ سے بھاگ نکلا۔ لاسی نے بیان کیا کہ میں نے اس کا تعاقب کیا۔ مگر وہ میری نظروں سے فوراً ہی غائب ہو گیا۔ اور اب میں اب غریب دور پریشانی کی حالت میں کوئی اور چارہ کار نہ دیکھ کر آپ کے کمرہ کو دوڑی آئی ہوں۔ وہ ان مختصر قطعوں میں اپنی آمد کو مدعا بیان کر رہی تھی۔ کہ پریٹس کے میدان کی طرف خٹاک چیخوں کی آواز سنائی دی۔ مجھے یاد نہیں اس وقت ہم نے کیا خیال کیا۔ یا پہلا ہی زبان سے کیا کلمات سمجھے۔ یہ بھی یاد نہیں کہ ہم کس طرح سیڑھیوں سے اترے۔ بہر حال اتنا معلوم ہے۔ کہ ان خوفناک چیخوں کی آواز سن کر میں بے تحاشہ ادا قیادوں کے هجوم میں گھس گیا۔ جو پریٹس کے میدان میں جمع تھا۔ اور وہاں چاند کی روشنی میں مجھے ایک ایسا نظارہ دکھائی دیا جس کی یلدا اب بھی بدن میں لرزہ پیدا کر دیتی ہے۔ ایک شخص خون میں غلطان فرش زمین پر پڑا تھا۔ اور دوسرا بے حرکت اور پرسکون۔ تین چار قیدیوں کی گرفت میں موجود تھا۔ آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ اول الذکر سکڑی مور اور آخر الذکر انگریز ڈر کر ڈک تھا۔ دفعتاً ایک عورت کی چھین میرے کانوں کو سنائی دیں۔ مڑ کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ لاسی وحشت زدہ ہو کر اپنے شوہر سے لپٹ گئی ہے۔ وہ ایسی جلدوز آواز سے جس کی گونج اب تک میرے کانوں میں آتی ہے۔ چلا کر کہنے لگی۔ انگریز ڈر یقیناً یہ تمہارا فضل نہیں۔ مجھے امید اور یقین ہے۔ کہ تم نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔ خدا کے لئے اپنی زبان سے کھدور کہ یہ فعل میں نے نہیں کیا۔

اتنے میں آواز سنائی دی۔ کہ مارشل آگیا۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے مارشل جو اس قید خانہ کا منتظم ہے۔ ایک اور شخص کو ساتھ لئے اس مقام پر پہنچا۔ جسے چاند کی روشنی میں میں نے فوراً پہچان لیا۔ کہ واکٹن ہے۔ اور وہ چہرہ! آف! وہ اس وقت کس قدر تبدیل شدہ تھا! اب اس پر سابقہ سکون اور ناپرواہی کا اثر نمودار نہ تھا۔ بلکہ

ناقابل بیان رنج اور ذہنی اذیت کے آثار ظاہر تھے جب مختصر لفظوں میں حاضرین نے مارشل اور واکٹن سے سکڑی مور کے قتل کا واقعہ بیان کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ انگلینڈ کرٹریک نے اسے قتل کر دیا ہے۔ تو ایک ایسا نظارہ دیکھنے میں آیا جس کا صحیح نقشہ سیر الفاظ بہت ہی کم پیش کر سکتے ہیں۔ دھٹا واکٹن گنہگار بد نصیب نوجوان کی طرف اچھل کر بڑھا۔ اور اپنے دو نو بازو وحشیانہ انداز سے اس کے گرد ڈال کر جبکہ دوسری اس کی صورت دیکھ کر سہمی ہوئی ایک طرف کو ہٹ گئی۔ چلا کر کہنے لگا۔ میرے بیٹے! میرے عزیز گم گشت بیٹے! معاف کر۔ کہ میں تیرا باپ تیری تباہی اور بربادی کا موجب ثابت ہوا۔ الہی! مجھے اپنے اعمال کی کتنی سخت سزا ملی ہے! آہ یہ ایسی سزا ہے۔ جو شاید دفعہ میں بھی کسی گنہگار کے لئے نہ ہوگی۔ اتنا کہہ کر بد نصیب واکٹن مغلوب دل شکستہ اور ان جذبات کے زیر اثر پریٹن ان خاطر جن کا خیال بھی نہایت خوفناک ہے۔ دھڑام سے فرش زمین پر گر پڑا۔

اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں چند واقعات کی تشبیح مختصر طور پر کر دوں شام کو جب مارشل مسٹر واکٹن سے ملنے گیا۔ تو وہ اُسے دفتر میں موجود ملا۔ اس نے التجا کی۔ کہ آپ انگلینڈ کی رائٹی کی اجازت دیں۔ لیکن وہ سسنگل ہی کتار تھا کہ اس نے میری ایسے طریق پر توہین کی ہے۔ کہ میں کسی حالت میں بھی اس سے رحم کا سلوک نہیں کر سکتا۔ مارشل اس خیال سے کہ شاید بد نصیب نوجوان کے واقعات زندگی رحم کا احساس پیدا کر دیں۔ انگلینڈ کی سرگذشت سنانے لگا۔ مگر اس نے ابھی اتنا ہی بیان کیا تھا۔ کہ انگلینڈ مسٹر کریڈک کا اپنا بیٹا نہیں۔ بلکہ ایک گم شدہ بچہ تھا۔ جو کریڈک کو ڈاکٹرز کا منر کے مصافحات میں ملا۔ کہ واکٹن کا رویہ بالکل ہی بدل گیا۔ چہرہ زرد ہو گیا۔ اور وہ پتہ کی کانپنے لگا۔ ایک لمحہ بعد اس نے اپنے منہ کو دونوں ہاتھوں سے چھپا کر سخت ذہنی اذیت کی حالت میں کہا۔ اے راحم خا! مجھ سے زیادہ دیو سیرت آدمی اس دنیا میں کون ہوگا جس نے اپنے محنت جگر کو اس بے دردی سے لوٹا۔ اور اس پر ظلم کیا۔ مجھ سے زیادہ بد نصیب ... مجھ سے زیادہ کمینہ اور شریف شخص اور کوئی نہیں ہو سکتا! واکٹن کی زبانی ان لفظوں کو سن کر قدرتی طور پر مارشل کو سخت تعجب ہوا۔ لیکن حقیقت میں اس شخص کی ذاتی لامنتیں بالکل درست تھیں۔

کیونکہ الگزیڈر سٹرواکٹن ہی کا بچہ تھا۔ جو ساہا سال پیشتر ایک نوکر کی غفلت سے ڈاکٹر کے کامنز کے نواح میں گم ہو گیا۔ اور آخر کار کرڈیک کو ملا۔ اس کا سراغ پادری کے انتقال کے ساتھ ہی مٹ گیا تھا۔ مگر اس بچہ کے غم میں سٹرواکٹن دل شکستہ ہو کر مری۔ اور اغلب یہ ہے۔ کہ اسی مصیبت نے وکیل کے اپنے دل پر ایسا اثر کیا۔ کہ اسے سخت گیر بے رحم اور تنگ دل بنا دیا۔

اے افسوس کتنی مصیبتوں کا ہجوم اس نے اپنے بیٹے کو جنی سمجھ کر اس کے سر پر ڈالا۔ مگر وہ آخر کار خوفناک زور کے ساتھ اس کے اپنے سر پر پڑا۔ اس نے اپنے سخت جگر کو تباہ کیا۔ اُسے قاتل بنایا۔ اور اپنی بھڑی اجازت عشق کا اظہار کیا۔ اُسے خدا بقیں جلئے۔ اس رات قید خانہ کے میدان پر پڑیں جو نظارہ میرے دیکھنے میں آیا۔ وہ بڑا ہی خوفناک تھا۔ سکڑی مور کی لاش اس شخص کے پاؤں میں پڑی تھی۔ جسے اس نے دھوکا دیا۔ اور اس لاش کے قریب بے حس و حرکت خود واکٹن پڑا ہوا تھا جو سکڑی مور کا شراب کار بن کر اپنے بیٹے کی تباہی اور بربادی کا موجب ثابت ہوا۔ مگر الگزیڈر کی یہ حالت تھی۔ کہ جو کچھ ہو رہا تھا اُس کی اسے مطلق خبر نہیں تھی۔ انکھیں دیکھتی تھیں مگر دماغ واقعات کا مطلب سمجھنے سے قاصر تھا۔ قوت فہم جواب دے چکی تھی۔ اور عجیب نہیں کہ جس وقت وہ ہلکتا چاقو۔ لے کر اپنے کمرہ سے دمٹا۔ یا اس سے ہی چپٹے جب میں نے اس وقت اُس کے چہرہ پر ایک عجیب رنگ نمودار ہوتے دیکھی تھی۔ جب میں نے اُسے بتایا۔ کہ سکڑی مور اس قید خانہ میں آگیا ہے۔ وہ اس وقت ہی دیوانہ بن گیا ہو۔ رہی بوسہ غریب۔ دل شکستہ اور مفلکدم عورت۔ وہ یہ سنتے ہی کہ واکٹن میرے شوہر کا حقیقی باپ ہے غصہ کھا کر گر پڑی تھی۔

لیکن میرے لئے اب ان تفصیلات میں داخل ہونا غیر ضروری ہو گا۔ اس لئے میں اپنے قصہ کو ختم کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ حالات پیش آمدہ میں مارشل نے ضروری احکام صادر کر دیئے۔ اور جب دوسری کو ہوش آیا۔ تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ جو کچھ میں نے دیکھا۔ وہ ایک خوفناک خواب نہیں۔ بلکہ حقیقت ہے۔ لوگ میرے شوہر کو پکڑ کر۔ لے گئے ہیں۔ اور اب وہ ایک دیوانہ اور قاتل کی حیثیت میں کوٹھڑی میں بند ہے۔ یہ دیکھ کر پاش فریض میرے ذمہ آیا۔ کہ بچوں کی خاطر اس سے حوصلہ قائم رکھنے کی ذمہ داری

کروں۔ اس آستان میں واکڈن کو بھی ہوش آگیا تھا۔ اس نے مانتہ جوڑ کر لوسی سے ہمت
کہا کہ تم مجھے اپنے باپ کی طرح سمجھو۔ اور ان بچوں کو لے کر میرے مکان پر
چلو۔ مگر اس نے اس طرح سہجہ قرار دیا کہ اسے وحشت آمیز طریق پر چیتے
ہوئے انکار کیا۔ کہ بد نصیب واکڈن کو معلوم ہو گیا اسے مجھ سے کس درجہ نفرت ہے
مادشل نے ازراہ رحم اس بد نصیب عورت اور اس کے بچوں کو اپنی حفاظت میں لے
لیا۔ اور سکڈی مور کی لاش ایک کمرہ میں پہنچا دی گئی۔ تاکہ دوسرے دن انسر مرگ
اس کے متعلق تحقیقات کر سکے۔

میری داستان یہاں ختم ہوتی ہے۔ جس رات یہ واقعات ظہور میں آئے۔ اسی
رات کو الگرنیڈر کرڈیک اسقدر جوش میں بھرا کہ اس میں خوفناک دیوانگی پیدا ہو گئی۔
سرسام کا عارضہ اسے کئی بار ہو چکا تھا۔ مگر اس مرتبہ اس زور کا دورہ ہوا۔ کہ ظالم سکڈی
مور سے بدلہ لینے کے بعد دوبارہ گھسنے کے اندر اندر اسے دارخانی سے چل دیا۔ اس کے
دس دن بعد مادشل کے نام واکڈن کی طرف سے ایک چھٹی موصول ہوئی۔ جو بعد ازاں میرے
بھی دیکھنے میں آئی۔ اس کا مضمون کم و بیش یہ تھا۔

”میں مغربی انگلستان سے نصبت ہونیوالا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ وہ جسے
میرا نام سن کر ہی بدن میں لرزہ پیدا ہوتا ہے۔ آئندہ کبھی میرا ذکر نہ سن سکے گی۔ میرا اشارہ
اپنی مظلوم بہو کی طرف ہے۔ سکڈی مور نے اس کے شوہر سے دس ہزار پونڈ دھوکے۔ سہ ماہ
کئے۔ جن میں سے پانچ ہزار میرے حصہ میں آئے۔ یہ رقم معہ سود و سود میں نے اس کے نام
جمع کرادی ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس شخص کو معاف کر دے گی۔ جو خدمات بخندہ
اور دل شکنہ ہو چکا ہے۔ اور جسے اب خود اپنی ذات سے سخت نفرت ہے۔“

اگر ایسی خوفناک مصیبتوں میں جیسی لوسی کو برداشت کرنی پڑیں۔ انسان کے لئے کوئی
بات موجب تسکین ہو سکتی ہے۔ تاکہ نہ پڑتا ہے۔ کہ اس خط کی وصولی سے لوسی کی اس وجہ
سے کچھ تسکین ہو گئی۔ کہ اب یہ مظلوم اور محصور بچہ احتیاج سے ہر طرح محفوظ رہیں گے
چنانچہ وہ انہیں لے کر یار وڈ کے قریب ایک چھوٹے لیکن پراسائش مکان میں آٹھ گھنٹہ
اور جانے سے پہلے اس نے میرا ان عنایات کے لئے جو وہ کتنی تھی کہ آپ ہم سے کرتے
ہے ہیں۔ تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ میں دوتا فوٹا انہیں جو ملے اور تیار ہوا تھا اس کی ادائیگی

کے پورے سونے کچھ رقم مجھے زبردستی دینی چاہی۔ لیکن حقیقت میں وہ رقم میری دی ہوئی۔
 رتوبہ سے سوگنا زیادہ تھی۔ میں نے باہر اس کی وصولی سے انکا لکھا۔ اور اس سے جدا
 ہونے کے وقت اس طرح نارزار رہا تھا۔ گویا وہ میری اپنی بیٹی ہو۔ اپنے شوہر کے
 انتقال کے بعد وہ صرف ایک سال زندہ رہی۔ اور اس عرصہ میں گاہ بگاہ بچوں کو ساتھ
 لے کر مجھ سے ملنے آیا کرتی تھی۔ لیکن ہر بار جب وہ میری ملاقات کو آتی۔ ضرور کوئی
 چیز بطور تحفہ ساتھ لاتی تھی۔ مسلسل شب بیداری۔ گہرے تفکرات عنایت مشقت اور
 خفناک مصائب نے جو اسے اس ملعون قید خانہ میں اٹھانے پڑے اس کی صحت کو تباہ
 کر دیا تھا۔ اور تھوکار وہ اپنے شوہر کی مرگ کے بعد ایک ہی سال کے اندر راہی ملک
 عدم ہوئی۔ مرتے وقت اس کے پاس ایک ہمسایہ سہیلی موجود تھی۔ جسے اس کی داستان
 سن کر گہری ہمدردی پیدا ہو گئی تھی۔ اس سہیلی نے ان بچوں کی ماں کی طرح حفاظت کرنے
 کا فرض اپنے ذمہ لیا۔ اور وہ اس فرض کو خوش اسلوبی سے ادا کرتی رہی ہے۔ یتیم بچوں
 کا مالی انتظام دو شریف اور معزز شخصوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور چونکہ واکڈن کچھ عرصہ
 قبل مرتے وقت اپنی ساری جائیداد انہی کے نام چھوڑ گیا تھا۔ اس لئے وہ بالغ ہونے
 پر مالدارانہ چھوٹا مال ہو گئے۔ غریب دلی کو اچھے قبر میں دفن کیا گیا جس میں اس کا شوہر
 مدفون تھا۔ اور اسی پر میری داستان الم کا خاتمہ ہوتا ہے۔

اتنا کہہ کر عمر سیدہ شخص نے اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھے۔ فرینک کرش نے اس
 داستان کو نہ صرف گہری توجہ سے سنا۔ بلکہ وہ اس کے رنج و واقعات سے بہت
 متاثر ہوا۔ اور وہ اس پر کچھ رائے نئی کرنے کو تھا۔ کہ کھڑکی سے باہر دیکھا۔ تو معلوم
 ہوا۔ کہ تان اسے ادھر ادھر تلاش کرتا پھر رہا ہے۔ کرش اس المناک داستان کیلئے
 مسٹر پراؤٹ کا شکریہ ادا کر کے کہ تان کی طرف روانہ ہوا۔

کہ تان اب ہڈ پڑنے کو خبر سنائی۔ وہ چندان خوشگوار نہ تھی۔ معلوم ہوا کہ سیکرٹریٹ
 کے قارئین نے مسٹر کرش کو سوائے پہننے کے کپڑوں کے اور کوئی چیز اٹھانے کی اجازت
 نہیں دی۔ چنانچہ وہ قلعہ قدر خائن اپنے دوڑناک اور پانچ پچے ساتھ لے کر بلوڈ بیچس
 کے قریب ایک مکان میں سکونت پذیر ہو گئی۔

کہ تان کو کرش مسٹر فریڈلٹ کی ملاقات سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا تھا۔ کیونکہ اگرچہ اس

نے قابل قدر نایٹ کو بہت کچھ دھمکایا اور اس کی منتیں بھی کیں۔ مگر اس نے نہ تو کچھ نقدی دی۔ اور نہ چک بدرہی دیکھا کئے۔

فرنیک کہش سارے حالات سن کر قید خانہ کے غریب حصہ میں بھیجے جانے کے خیال سے کانپ اٹھا۔ اور کہنے لگا۔ پھر اب کیا کرنا چاہیئے؟

”یسوع کی قسم! اور اب تمہارے لئے مناسب یہی ہے۔ کہ شریفانہ طریق پر عدالت دیوالہ میں پیش ہو۔ کپتان نے کہا۔“ اور اگر عدالت نے تمہیں واپس قید خانہ میں بھیجا تو میں جج کی کھال نہ ادھیڑ دوں۔ تو میرا نام کپتھان اولہنا۔ پس نہیں۔“

فرنیک کرش کہنے لگا۔ بیشک اب سوائے اس کے چارہ کار نہیں۔ کہ عدالت دیوالہ کی پناہ لی جائے پس زیادہ لیت دہل کے بغیر مجھے فوراً ہی اس طرف رجوع کرنا چاہیئے

باب ۱۰۹ پراسرار حبشی کے قیدی

اب ہم سٹرنیک کرش کو عدالت دیوالہ کی معرفت پنجے رانی حاصل کرنے کی تدابیر میں مصروف چھوڑ کر یہ فرض کر لیتے ہیں۔ کہ ٹم دی سینگر۔ جوش پیڈلر۔ اولڈ ڈیوٹیہ مسز بنس اس کے شوہر اور ڈیڈ مارش کے حبشی کے زیر حراست آنے کے بعد ایک ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔

رات کے نو بجے تھے۔ حبشی اپنے ملازم قیصر کو ساتھ لئے جس کے ہاتھ میں ایک شمع تھی۔ اس مقف زین دوز راستہ میں داخل ہوا جس میں قیدیوں کو جہاں اب کوٹھریوں میں رکھا گیا تھا۔ ان دونوں کے پیچھے ولٹن ایک بھاری ٹوکرا لئے چل رہا تھا۔ اور سب سے آخر میں حبشی کے دو اور ملازم تھے جن میں سے ایک۔ کے ہاتھ میں برہنہ تلوار اور دوسرے کے دونوں ہاتھوں میں بھرے ہوئے پستولوں کا جوڑا تھا۔

پہلی کوٹھری کا دروازہ کھول کر حبشی نے شمع قیصر کے ہاتھ سے لے لی۔ اور کمرہ کے دروازہ پر رگ کی کہنے لگا۔ تمہاری چلٹ تمہاری حراست کا ایک دن اور گزر گیا۔ اگر تمہیں ملک کی فوجداری عدالت کے پر دیکھا جاتا۔ تو اب تک تمہاری زندگی

کا خانہ ہو چکا۔ کیونکہ تمہارے جرم کی سزا موت کے سوا اور کچھ نہ ہوتی۔“
 پلٹنے والے کو صداقت کا گمان ہوتا تھا کہ وہ گواہی
 اس قید تہائی سے موت ہی آجاتی تو اچھا تھا۔ اس قبر نما تاریکی میں زندہ رہنے کی بجائے
 مرجانا سہل تھا۔ پھر اس نے باصرہ رکھا۔ اسے صاحب جس طرح کسی فائدہ کن شخص کو زندہ
 ایک نعمت معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح میں اس کمرہ میں روشنی کو ترستا
 ہوں۔“

جوشی نے پوچھا: ”کیا تمہیں تنہائی اور تاریکی میں غمت معلوم ہوتی ہے؟“
 ”مڈی سینئر کہنے لگا: ”میرے لئے یہ جگہ دوزخ سے کم نہیں۔ آپ پوچھتے ہیں
 کہ مجھے خوف محسوس ہوتا ہے؟ میں کہتا ہوں۔ مجھے ہر وقت یہاں خوفناک رویہ
 دکھائی دیتی ہیں۔“

جوشی نرمی اور سنجیدگی کے لہجہ میں بولا: ”یہ رویہ تمہارے اپنے گنہگار تخیل کا
 نتیجہ ہیں۔“ پھر اس نے اس انداز سے کوٹھڑی کے اندر داخل ہو کر کہ شیخ کی روشنی
 پورے طور پر قیدی کے لاش نما چہرہ پر پڑتی تھی۔ گناہ اب تم دیکھ سکتے ہو۔ کہ اس کمرہ
 میں کوئی روح یا آسیب موجود نہیں۔ اگر کچھ ہوتا۔ تو تاریکی کی طرح روشنی میں بھی اس
 کمرہ کے اندر ہی موجود رہتا۔“

”موتی پلٹ کہنے لگا: ”یہ سوال ہر وقت میرے دل میں پیدا ہوتا۔ اور مجھے ستا
 رہتا ہے۔ مگر اس کے باوجود میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ کہ وہ شخص جو میرے
 ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس کی روح حضور اس کمرہ میں رہتی ہے۔ اس کا گلا اسی خوفناک
 طریق پر لٹا ہوا نظر آتا ہے جس وقت میں اس کمرہ میں تنہا ہوتا ہوں۔ اور چاروں طرف
 تاریکی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ تو یہاں پر اس کا موجود ہونا ویسا ہی یقینی ہے۔ جیسے اس
 وقت آپ کی موجودگی۔ وہ روح حرکت نہیں کرتی۔ بلکہ لاش کی طرح ایک ہی جگہ پر
 ٹھہری رہتی ہے۔ اور تاریکی میں اس کی آنکھیں نہایت خوفناک طریق پر چمکتی نظر آتی ہیں
 اُف! یہ نظارہ بہت خوفناک... بہت ہی خوفناک ہوتا ہے۔“ یہ کہتے ہوئے بد نصیب
 تیدی نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپالیا۔“

جوشی نے پوچھا: ”کیا تمہیں اس بات کا کچھ ہے۔ کہ تم نے سرسری طور پر

کو قتل کیا؟

”نچ! سیلٹ نے بھرائی ہوئی جیک ڈیز آواز میں کہا، ”اے کاش میں اپنی زندگی کے آخری چند ماہ کو از سر نو بسر کر سکتا۔ میں کہتا ہوں۔ اس صورت میں میں چھری کیلے یا کسی گناہ کا مرتکب ہونے کی بجائے محتاج خانہ میں جاؤں۔۔۔ ٹرک میں کھڑے یا فاقہ کشی سے مر جانے کو بہتر سمجھتا۔ کیونکہ اب میں اس حقیقت سے خبردار ہو گیا ہوں۔ کہ اگرچہ ممکن ہے کوئی شخص کسی کی نقدی چلنے جانے، تاہم اس کے ہاتھ سے قتل کی واردات ہو جانا بھی بالکل قرین قیاس ہے۔ اور اس بات کو تسلیم کرنا بہت ہی خوفناک ہے۔ مگر میں دال ہوں۔ یہ باتیں بجائے خود بہت ہولناک ہیں۔ لیکن ان سے بھگڑ کر یہ امر کہ جسے قتل کیا گیا تھا وہ تاریکی میں صاف طور پر اسی رقم خوردہ حالت میں موجود ہو۔ اور اپنی سر آکھیں ہر وقت قاتل پر جائے رکھے۔“

جشی کہنے لگا، ”ٹوہٹی سیلٹ اگر تمہارے کمرہ میں روشنی ہو۔ تو پھر تمہیں اپنے جرم کی یاد باقی نہ رہے۔ بھلا اس حالت میں تمہیں آزادی دی جائے۔ تو کیا تم پھر جرم کا دودھ شرب کر دو؟“

”خدا نہ کرے۔“ شخص مذکور نے سر سے پاؤں تک زور سے کا پتے ہوئے کہا میری دلی تمنا یہ ہے کہ میں اس بدی کے راستہ میں داخل نہ ہوتا۔ اے کاش میں اپنی زندگی کا وہ عرصہ جو گناہوں اور جرائم میں صرف ہوا از سر نو بسر کر سکتا۔ میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ میں نیکی کو اپنا شعار بناتا۔ اور اس تجربہ سے غور فائدہ حاصل کرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک میں اس کمرہ کی تاریکی اور تنہائی میں نہیں آیا تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ گناہ کس قدر خوفناک چیز ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ خودکشی کر لوں۔ لیکن۔۔۔ لیکن“ اس نے رکتے ہوئے کہا۔ ”میرے اندر اتنا عرصہ نہیں کہ دوبار سے سڑک کر مر جاؤں۔ اور مقتول بیرونٹ کی روح بھی ہر وقت سامنے کھڑی مجھے اس فعل سے روکتی ہے۔“

جشی نے پوچھا۔ کیا جب سے تم میری حراست میں آئے ہو تم نے کبھی خودکشی کا ارادہ کیا ہے؟

”جی ہاں بار بار۔“ سیلٹ نے زوردار لہجہ میں کہا۔

جشی کہنے لگا۔ ”تم نے اس سے پہلے کبھی مجھ سے ڈر نہیں کیا۔ حالانکہ میں روز شمار

کے وقت ہمارا کھانا پہنچانے اور تم سے گفتگو کرنے آتا ہوں۔“
 مجھ میں شخص سنجیدگی کے لہجہ میں بولا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تک آپ نے مجھ سے اتنی
 غیر معمولی نرمی کا اظہار بھی نہیں کیا تھا۔ اور جو شخص تیس دن سے زیادہ عرصہ تنہائی اور
 تاریکی میں رہ چکا ہو... واضح رہے میں آپ کی آمد کے اوقات کو گنتا رہا ہوں۔ اور
 جانتا ہوں کہ مجھے اس ہجرہ تاریک میں رستے اکتیس دن ہو چکے ہیں... جو شخص اتنا عرصہ
 تاریکی اور تنہائی میں رہے۔ وہ کسی انسان کی تعداد زینے کو ترس جاتا ہے۔ اور پھر اگر اس
 آواز میں نرمی موجود ہو...“

ٹوٹی پلٹ کے لہجہ میں اب بتدیج لکپٹا ہٹ پیدا ہوئے لگی تھی۔ یہ ایک اس کی
 آنکھوں سے آنسو بن سکے... ہاں یہ امر واقعہ ہے کہ وہ بد معاش۔ چور اور قاتل شخص ہی۔
 جس نے کبھی اپنی عمر میں آنسو نہیں بہائے تھے۔ اب نزار نزار روئے لگا۔
 دریا جب شدت سرما سے تنگ ہوتے ہو۔ اور اس کی ناقابلِ حل سطح پر بھڑک بھڑک
 پھینک دیا جائے۔ تو وہ اس کی موجودگی کو بالکل محسوس نہیں کر سکتا۔ مگر جب آفتاب کی
 نازت اس کی یخ کو پانی کی صورت میں بدل دیتی ہے۔ اور جب وہ تمدنی طریق پر بسنے
 لگتا ہے۔ تو اسی پھول کو چھاتی سے لگا کر چمکدار لہروں سے بوسے دیتا ہوا۔ خوش خوش
 اپنے ساتھ بہائے لئے جاتا ہے۔ ٹھیک یہی حالت قلب انسانی کی ہے۔ جس دفت
 دل کی کند اور بے اثر حالت سلب ہو جاتی ہے۔ نرمی کا خفیف ترین لفظ بھی نہایت
 موثر ثابت ہوتا ہے۔

قیدی سے مخاطب ہو کر وحشی نے کہا۔ تمہارے جرائم بیشمار اور خوفناک ہیں۔ لیکن
 اس دنیا میں بدترین شخص کے لئے بھی اصلاح کی امید ہے۔ یہ کہتے ہوئے اس نے ایک
 گہری آہ کھینچی۔ اور پھر بولا۔ ہم گنہگار انسانوں کے لئے جو اپنے زمانہ ماضی کو واپس نہیں
 لاسکتے۔ سو اے توبہ و استغفار کے اور کوئی چارہ کار نہیں۔“

قیدی نہایت موثر لہجہ میں کہنے لگا۔ جناب میں پورے طور پر تائب ہو چکا ہوں یقیناً
 جانے کہ میں نے اپنے گناہوں سے بالکل توبہ کر لی ہے۔ آج سے چند ہفتے پیشتر مجھے اس
 قسم کے الفاظ کتے شرم آتی تھی۔ مگر اب میں انہیں کہہ کر خوش ہوتا ہوں۔
 پھر وہ چند منٹ قائل کر کے کہنے لگا۔ میں یہ بھی کہتا ہوں... اگرچہ سیر خیال ہے

کہ آپ اسے قابل یقین سمجھیں گے۔۔۔

جیسی کہنے لگا۔ تمہیں جو کچھ کہنا جو مصافحہ دلی سے کھٹا ہو۔

یہ جو باتیں نے کو شش کر کے دعا کے الفاظ یاد کئے۔ اور کل راست جس وقت اس نے دعا کی۔ تو وہ خوفناک روج رفتہ رفتہ میری نگاہوں سے دور ہو گئی۔ یا کم از کم دھبے اتنی خوفناک نظر نہیں آتی تھی۔ خدا پر پیشتر جب آپ آئے ہیں۔ اس وقت ہی میں دعا کر رہا تھا۔ اور اب پھر دعا کروں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں۔ دعا کرنا موجب نفع ہے۔

جیسی کہنے لگا۔ تو بھی بہت اچھی چیز ہے۔ کیا تم کوئی کتاب پڑھنا چاہتے ہو؟

شخص مذکور نے ایسے انداز سے جس سے راستی کی ہوائی تھی۔ لیکن کسی قدر پر جوش لہجہ میں کہا۔ اگر میرے پاس ایک شمع اور انجیل ہو۔ تو میں خیال کرتا ہوں۔ اس خوفناک قید خانہ میں بھی میں اپنے آپ کو مطمئن سمجھوں گا۔

جیسی نے پوچھا۔ یہ خیال تمہیں کیونکہ پیدا ہوا۔ کہ انجیل تمہیں مطمئن کر دے گی؟
سپلٹ نے جواب دیا۔ مجھے باوبے۔ جب میں چوٹی عمر میں اسے پڑھا کرتا تھا۔ تو اس میں بہت سی اچھی باتیں درج تھیں۔ اس کے علاوہ اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ہر گنہگار کے لئے جو توبہ کیسے شفاعت کی امید ہے۔ میں جانتا ہوں خداوند کے اس وعدے کو پیش نظر رکھوں۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس صورت میں میری طبیعت کو زیادہ اطمینان حاصل ہوگا۔ کیونکہ اگرچہ مجھے معلوم ہے کہ اس قسم کا دہرہ خدا نے کیا تھا۔ تاہم میں اسے بار بار دہرانا چاہتا ہوں۔ میں یہ بھی جانتا چاہتا ہوں۔ کہ خدا نے کبھی میرے جیسے گنہگار شخص کو مدافعی دی؟

جیسی کہنے لگا۔ بہتر ہے میں تمہارے لئے شمع اور کتاب کا انتظام کروں گا۔
سپلٹ کہنے لگا۔ آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں۔ مگر ایسا ہے تو میں کہوں گا۔ کہ اس قسم کا مذاق میرے لئے بہت ہی تکلیف دہ ہے۔

جیسی بولا۔ میں سرگزشتی نہیں کرتا۔ معاملہ اتنا اہم ہے کہ اسے مذاق میں نہیں لانا چاہئے۔ پھر اس نے دماغ کو شدید سے آگے کی طرف بلایا۔ اور اس ٹوکے سے جو اس کے ماتھے میں تھا۔ ایک سب اور دو گینے کا میں۔ کہنے لگا۔ میں میں سے ایک نکل

ہے۔ اور ایک شخص نے بتایا کہ ان میں سے کوئی ایک کتاب لکھا جاتا ہے جو کہ
مسیح کے چہرے پر غیر مرئی خوشی نمودار ہو گئی۔ اور وہ کہنے لگا کہ اگر آپ انہیں دیں تو
میں اسے خاص عنایت سے سمجھوں گا۔ یہ آپ کی اس توجہ کا شکر یہ ادا نہیں کر سکتا۔ یہ کہتے
ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

جیو نے کہا کہ میں تمہارے انتخاب کی دہریا ہوں۔ اگر تم مادی پسند کرتے ہو تو
اس میں سے کوئی بھی کتاب نہ اختیار اور تم لپ سے ہی محروم رہ جاتے۔
اس کے بعد لکھنے والے نے یہی کو ایک پلیٹ جس پر روٹی اور سرگودشت کی کاغذ
رکھی ہوئی تھی۔ اور ایک بوتلی یا ڈی کی دیا۔ وہ صبر سے ملازم بیٹھنے لپ بجایا۔ اور
اس کے بعد دروازہ کو پھر بار سے بند کر دیا گیا۔

جیو نے اس سے بات چیت کرنے لگا۔ پھر حقیقت میں تائب ہو چکا ہے۔ آداب میں بھی
اس کے مطابق کی کیا حالت ہے؟

چنانچہ یہ سب پاس والی کو ٹھہری میں گئے۔ جس میں جوشا بیڈا ر بند تہہ دراز سل
آدمی اس طریق پر کھڑے ہوئے۔ کہ جب دروازہ کھلے۔ تو قیدی انہیں صاف طور پر دیکھ
سکے۔

جس وقت شمع کی روشنی کمروں میں داخل ہوئی۔ تو بیڈا ر لیٹر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
اور کہنے لگا کہ خدا کا شکر ہے آپ پھر آئے۔ مگر یہ نواہیں اور لپ تول لانا کیا سنی رکھتا
ہے؟

جیو نے کہا کہ یہ چیزیں اس غرض سے لائی جاتی ہیں۔ کہ تم کہیں مقابلہ کی نہ ٹھان لو
ہو، ہمیں پاب زنجیر نہیں لگانا چاہتا۔ اس نے اس قسم کی اعتباریں عمل میں لائی جاتی
ہیں۔

پیٹل زمری کے لہجے میں کہنے لگا کہ اے صاحب میں کیوں آپ کو گزند پہنچا سکتا ہوں؟
انا کہ آپ سخت ہیں۔ لیکن ظالم نہیں۔ اس کے علاوہ میں آپ کا منون احسان ہوں۔ کہ
آپ نے مجھے حوالہ پولیس نہ کیا۔ میں امید کرتا ہوں۔ میری اس گفتگو سے آپ کو آندھلی
نہ ہوگی۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ کہ صابر اور ولیم ہوں۔

پھر آخر کو کسی بات نہیں مضطرب کر خوالی ثابت ہوئی ہے؟

جوش پیڈ لرنے تلخی کے لہجہ میں کہا: میرے اپنے خیالات۔ جس وقت آپ نے اگر دروازہ کھولا۔ اس سے پیشتر میں یہ سوچ رہا تھا کہ سالہا سال تک مجھ سے کس قدر محبت کا ارتکاب ہوتا رہا۔ اور اگر میں دیانت داری سے مزدوری کرتا تو کس قدر خوش و خرم رہتا۔ حبشی نے پوچھا: کیا تمہارا مطلب یہ ہے۔ کہ تمہیں اپنے گزشتہ افعال پر انوس ہو تا ہے؟

شخص مذکور نے جواب دیا: میری رائے میں کوئی بھی آدمی جسے اس قسم کی تاریکی میں زیر حراست رکھا جائے۔ حواہ وہ کتنا بھی برا ہو۔ ضرور پشیمان ہو سکتا ہے جس وقت انسان آزاد ہو۔ دوستوں کی صحبت میں رہتا ہو۔ کہانے سنے کو دماغ ملے۔ تو وہ ایسا باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ کیونکہ شراب اور دوستوں کی گفتگو سامنے تشویشناک خیالات کو دل سے نکال دیتی ہے۔ مگر یہاں پر مایوسی تاریکی میں۔ سارا بالکل مختلف صورت رکھتا ہے۔ میری رائے میں جو کسی شخص کو تاریک کوٹھری میں رکھنا کالے پانی کی سلا سے بھی زیادہ سخت ہے۔ پہلے بال جو لوگ کالے پانی کی سلا بھگت کر رہے تھے ان کی زبانی میں نے جو حالات سنے ہیں ان سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

حبشی نے پوچھا: کیا تم چاہتے ہو۔ کہ تمہیں بھی کالے پانی میں بھجوا دیا جائے؟ پیڈلر بولا: نہیں کبھی وجہ سے میں اب اسی جگہ رہنا چاہتا ہوں۔ ایک تو اس لئے کہ مجھے دو باروں بری صحبت میں پڑنا منظور نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں مجھے اندیشہ ہے۔ کہ میرے اعمال پھر گڑباج میں آئیں گے۔ دوسرے میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ یہاں پر جو خیالات میرے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ وہ اگرچہ خوشگوار نہیں۔ تاہم ان کا اثر شدید ضرر دے۔

حبشی نے پوچھا: اگر میں اس وقت نہیں چند پرانے دوستوں سے ملا دوں۔ جنکے ساتھ مل کر تم شراب اور تنباکو پی سکو۔ تو کیا تم ان کی صحبت میں رہنا منظور کرو گے؟ پیڈلر کچھ سوچ کر کہنے لگا: میں حیران ہوں۔ اس کا کیا جواب دوں۔ خیال تو یہ ہے کہ میں ان کے ساتھ مل کر کہانے سنے پر رضا مند ہو جاؤں۔ لیکن میں بھی محسوس کرتا ہوں کہ ایسا کام حقاقت میں داخل ہوگا۔ ایمان کی پوچھے تو اب میری خواہش یہ ہے۔ کہ کسی طرح دیانتداری کی روزی کماؤں۔ اور اچھے خیالات رکھوں۔ لیکن یہ صریحاً غیر ممکن ہے۔ اس نے اپنے سر کو اس درنگی کے ساتھ ہلاتے ہوئے کہا۔

مکیوں غیر ممکن کیوں ہے ؟

وہ بولا : اچھے خیالات پیدا کرنے کے لئے افعال بھی اچھے ہونے چاہئیں۔ لیکن میں سالہا سال سے گناہوں اور جرائم کا ارتکاب کرتا رہا ہوں۔ میری تنہا یہ ہے۔ کونیک ہوں۔ لیکن انہوں نے یہ تمنا بے وقت ہے ؟

حبشی کہنے لگا : تو یہ کا باب ہر وقت کہتا ہے۔ انسان کے لئے نیک دنیا کبھی بے وقت نہیں ہے ؟

پیدار نے کہا : مجھے معلوم ہے۔ بخیل میں ایسا ہی کہتا ہے۔ مگر خلقت کا اطمینان کیونکر ہو۔ لوگ بھی سمجھتے ہیں۔ کہ میرے جیسا برا شخص کبھی کسی اچھے فعل کا مرکب نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہو چکا۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے امید نہیں۔ کہ یہ ظاہر کرنے کا کوئی موقع ملے۔ کہ میں اپنی گزشتہ زندگی پر سخت پشیمان اور نادام ہوں۔ کون ہے جو مجھے کام دینا منظور کرے گا ؟ کون ہے۔ جو میری صحبت کو گوارا کر سکتا ہے۔ بلائے صاحب مجھ سے اس قسم کے سوالات پر چوننا فضول ہے۔ کیونکہ آپ خود مجھے ناقابل اعتماد جانتے۔ مولا سی نے یہاں پر سب آدمیوں کو ساتھ لے کر آئے ہیں۔

حبشی نے کہا : کیا اس صورت میں کہ ہمیں یقین ہو۔ تم میری جان لے کر آزادی حاصل کر سکو گے۔ تم ایسا کرنے سے دریغ نہ کرو گے۔

جوش پیٹل باصرہ کہنے لگا : میں ایمان نہ کہتا ہوں کہ میں آپ کے سروے بال کو بھی بیکار نہیں کر سکتا۔ اس کا بیج والا معاملہ اب بھی مجھے یاد آتا ہے تو درنگیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں اسے ذہن میں لاتا ہوا ڈرتا ہوں۔ مجھے تاریکی سے تو چھٹان خوف نہیں لیکن اتنا ضرور ہے۔ کہ تاریکی دل میں خوفناک خیالات پیدا کر دیتی ہے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان خادجی آنکھوں کے سوا کوئی مذہبی آنکھ بھی ہے جو جسے خاص ایشیائے مشرق ہند میں کیا جاسکتا۔ جو تجربہ میں نے زمانہ حراست میں محسوس کیا ہے۔ اس کی چار پرکھتا ہوں۔ کہ اگر مجھے اس وقت بے یل و مرام لندن کے بازاروں میں چھوڑ دیا جائے تو وہی میں کسی برے فعل کا مرکب نہ ہوں۔

حبشی نے پوچھا : اگر تمہیں اس وقت رہ کر دیا جائے۔ تو پھر تم کی کریم اور کی مہیا یہ خیال نہیں ہے۔ کہ عنقریب ہمیں رہا کیا جائے گا ؟

جوش پھیلنے لگا۔ جواب دینے میں اس قدر دیر لگا کہ یہ سمجھیں میری رہائی ممکن ہے۔ لیکن اگر ایسا ہو جائے۔ تو میں فوراً سیٹلڈ گئے پاس جس کی پشت میں نے چسپاں کیا۔ کہ وہ میری صورت ہے۔ چلا جاؤں۔

تو دیکھا کہ میں سلیم ہے۔ وہ اب پوری کشتی کی حالت میں ہے۔ حبشی نے

کہا۔

جوش پھیلنے لگا۔ اس کے لئے میں آپ کا ممنون احسان ہوں۔ اے اگر کسی امداد ہو نہیں۔ تو محض امن حسن سلوک کی وجہ سے میں ہمیشہ آپ کا سہارا رہوں گا۔ مگر جیسا کہ میں بیان کر رہا تھا۔ اگر آپ مجھے رہا کر دیں تو میں ٹلڈا کو ساتھ لے کر لندن سے بہت دور کسی واپس میں چلا جاؤں۔ اور اپنا نام بدل کر دیانت کی ردی کائنات کی کوشش کروں۔ پھر اس خط ایک آہ سو کو پہنچا کر دیا۔ اس صورت میں اگر مجھے دو وقت خشک دلی بھی نصیب ہو جائے۔ تو میں خوش رہوں۔ لیکن مجھ سے اس بارہ میں زیادہ نہ کہلوایئے میرا دل آنا متاثر ہوتا ہے۔ کہ روئے کو بھی چاہتا ہے۔

آخری چند الفاظ کہتے ہوئے قیدی کی آواز سر پھر اٹھی تھی۔ اور اس کی ہلکوں پر آنسوؤں کے چند قطرے ٹپک رہے تھے۔

حبشی نے نرمی سے کہا۔ کیا تم اپنی سیٹلڈ کو چھٹی لکھنا چاہتے ہو؟ گنبد کا شخص نے پریشانی لہجہ میں کہا۔ جی ہاں ضرور میں کچھ زیادہ تعلیم یافتہ تو نہیں ہوں۔ لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ لکھ سکوں گا۔ اور اس خط میں اسے کوئی نیک نصیحت دوں گا۔ میں چاہتا ہوں۔ اسے بتاؤں۔ اس وقت میرے خیالات کس قدر تبدیل ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اس سے علیحدگی کے ایام میں میں یہ محسوس کرتا ہوں۔ کہ مجھے اس سے بہت زیادہ محبت ہے۔ اتنی کہ جسے میں محسوس نہیں کرتا تھا۔ بیماری اور غصے کے ایام میں میں نے اسے گنبد غصے پر مجبور کیا۔ مگر اب میں اس کے لئے اس سے معافی کا خواستہ کر رہا ہوں۔

حبشی کہنے لگا۔ میں اس وقت ہمارے لئے روشنی کا انتظام کئے دیتا ہوں۔ اور

ان تحریریں بھی دیکھتا ہوں۔

جوش پھیلنے لگا۔ کہ جیسا کہ اس پر اسنوہ رہا ہے۔ کہنے لگا۔ آپ بہت ہی

تیک بناد اور ایک عیادت میں مانگ کر جو ان کے ایام اور اپنے عدد رنگ کے آغاز میں کسی آپ جیسے کسی شخص سے ملتا۔ اور اس کی نصیحتوں پر عمل کرنا تو یقیناً مجھے آج یہ عہد پر دیکھنا نہ پڑتا۔ لیکن اگرچہ توگ میرے جیسے شخص کی اصطلاح کو غیر ممکن سمجھتے ہیں۔ بہر حال میں جانتا ہوں۔ کہ میری ذہنی حالت بالکل بدل چکی ہے۔ اور میرے خیالات وہ نہیں رہے جو پہلے ہو کر گئے تھے۔

دلش نے قیدی کو حذر اک ایک لمپ اور صافان لوشٹ دیا کیا۔ مینر اس گھر میں پہلے سے موجود تھی۔ بد نصیب شخص اس رعایت سے بہت خوش ہوا۔ اور اس وقت اس کے محافظ دروازہ بند کر کے جانے لگے۔ تو اسے بڑی مسرت اور اطمینان کا احساس ہوا۔

باقی ماندہ قیدی

باب ۱۰

جوش پیڈلر کی کوہنری سے نکل کر حبشی پاس دے کر وہ میں گیا۔ مگر اس کا عدد نہ کہنے کی بجائے اس نے دروازہ کے اندر بنا ہوا ایک چوٹا چوٹی رخسہ ہی کہو لا جس کی مدد سے اندر چلتی چوٹی شمع کی روشنی کی جھلک نظر آئی۔ حبشی آواز بدل کر کہنے لگا۔ "مڈار شش کیا اب نہیں پہلے کی نسبت زیادہ سکون حاصل ہے؟"

قیدی نے اندر سے جواب دیا۔ "جی ہاں جب سے آپ مجھے لمپ اور لچھی کتا میں دیا کر گئے ہیں۔ میرا وقت نسبتاً خوشی سے بسر ہوتا ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ میں سزا کا مستحق تھا۔ اور اب اس طریق پر تو یہ واسطفا کر کے مجھے آسائش اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اب مجھے تنہائی کا خوف نہیں رہا۔ اور جب میں لمپ کو گل کر دیتا ہوں۔ تو تاریکی میں ڈر بھی نہیں محسوس ہوتا۔"

حبشی نے پوچھا۔ "کیا اب تم نسبتاً سکون کے ساتھ دعا کر سکتے ہو؟" وہ بولا۔ "جی ہاں اب میں بڑی دلچسپی سے دعا کرتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ میری دعا بارگاہ الہی میں قبول ہی ہوئی ہے۔ لیکن آپ یقین کریں کہ میں اس مشورے

شخص کی صحبت میں آنے سے پہلے آنا برا نہ تھا۔ رنج یہی ہے۔ کہ اس کی صحبت میں رہ کر
 میں ہر سال میں اس کی مرضی پر چلتا رہا۔ سب سے زیادہ مجھے اس بات کا افسوس ہے
 کہ میں نے غریب نام رین کو سرائے موت دلانے میں حصہ لیا
 حبشی نے دبا ہوئی آواز سے پھر ایسے ہوئے لہجہ میں کہا: کیا اب تمہیں اس فعل
 پر افسوس ہے؟

ڈیڑارٹش نے جن کے لہجہ سے سچے پشیمانی ظاہر ہوتی تھی۔ کہا: میں اس کے لئے خدا کا
 معافی کا طلبگار ہوں۔ حقیقت میں مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے۔ کہ میں نے اس
 خوفناک مسئلہ میں حصہ لیا۔ غریب نام رین کی روح میرے ابتدائی ایام حراست میں
 ہر وقت میری نظروں کے سامنے پھر اگتی تھی۔ شاید آپ اس بات کو عجیب خیال
 کریں۔ مگر آپ کی آواز میری روح کے اندر اسی طرح پہنچتی ہے۔ گویا وہ نام رین
 کی آواز ہو۔ مگر اب میں ان خیالات پر غالب آچکا ہوں۔ اور دعا کی برکت سے میرے
 ہر قسم کے توہمات دور ہو گئے ہیں۔ جب کبھی مجھے افسردگی کا احساس ہوتا ہے۔ تو میں
 سفرنامے پڑھنا شروع کر دیتا ہوں۔ جس سے پھر میری طبیعت سکون پذیر ہو
 جاتی ہے۔

حبشی نے پوچھا: کیا اس بڑھاپے میں تم اس بات کے خواہشمند ہو۔ کہ تمہیں پھر
 اپنی نیک چلنی کے ثبوت کا موقع دیا جائے۔ اور تم دوبارہ دیانت داری سے مدد
 کرنے کے قابل ہو؟

اے کاش ایسا کرنا ممکن ہوتا! شخص مذکور نے بڑے پر شوق لہجہ میں کہا: لیکن
 پھر زمانہ عامل کے بعد بڑے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا: مگر ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ مجھ سے
 غریب نام رین کے معاملے میں ایک ایسے گناہ کا ارتکاب ہوا۔ کہ اس کی سزا میں مجھے اللہ
 راحت حاصل ہونے کی امید نہیں۔ میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ خدا آپ کی وساطت سے
 مجھے میرے گناہوں کی سزا دے رہا ہے۔ اگرچہ یہ دیکھتے ہوئے کہ آپ کا سلوک محبت
 نرمی کا ہے۔ میں اسے سزا بھی نہیں کہہ سکتا۔ بار بار میرے جی میں آتی ہے کہ مجھے یہاں
 پر اس سے کچھ زیادہ سخت سزا ملنی۔ تاکہ میں اپنے گناہوں کا کفارہ اس مخلوق عالم کے
 حضور میں جانے سے پہلے اس دنیا میں ہی کر لیتا۔

حبشی کہنے لگا: "مڈارش یا در کبہ وہ قادیان صلیح رحیم دکریم ہے۔۔۔ میں یقیناً کہہ سکتا ہوں وہ رحیم ہے۔" اس نے دوبارہ بار بار عرض لہجہ میں کہا: "مبارکے استقبال کی نیت میں نے جو ذکر اس سے پہلے اشارہ کیا تھا ممکن ہے۔ وہ عملی صورت اختیار کرنے والا کہ تم عمر رسیدہ ہو مگر کون کہہ سکتا ہے کہ ابھی تم کے سال زندہ رہو گے۔ اس حالت میں میں جلدیاد بدیر اپنی پیشینہانی کا عملی ثبوت دینے کا موقع نہ دینا غلط اور قابلِ نفرت امر ہو گا۔ لیکن سر دست میں اس معاملہ پر زیادہ بحث کرنا نہیں چاہتا۔ میں کہتا ہوں کہ لے چند اور کتابیں لایا ہوں۔ ان میں سے ایک "توکاروف و کیفیہ" نام کا ناول ہے۔ جس کے مطالعے سے تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ اس سے تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ نیک راہ پر چلنے والے کو شروع میں کتنی ہی صعوبتیں اٹھانی پڑیں۔ انجام کار وہ محروم کامیاب ثابت ہوتا ہے اب میں چند دن بعد چترم سے لے آؤں گا۔"

اتنا کہہ کر حبشی نے وہ چوٹی رختہ بند کر دیا۔ اور خود دروازہ سے مٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد وہاں نے دروازہ کھولا اور اپنے ٹوکے سے قبضہ کر لیا اور چند عہدہ کتابیں چھپا کیں۔

اس کو ٹھہری سے چل کر یہ لوگ اس کمرہ کی طرف گئے۔ جس میں ٹوٹی منس اور اس کا بیوی دونوں اکٹھے زیر حراست تھے۔ یہاں پہچا سابق کی طرح حبشی نے دروازہ میں بند ہوئے ایک رختہ میں سے گفتگو کی۔ جس کے اندر روشنی منور تھی۔

بہر طور بڑے ہوئے لہجہ میں حبشی نے کہا: "کچھ عرصہ تم دونوں کو علیحدہ رکھنے کے بعد اب میں نے تمہیں تین دن سے کچائی کا موقعہ دیا ہے۔ ایمان سے کہنا۔ تم اس ملاپ کو اس جراثیمات بہتر سمجھتے ہو یا نہیں؟"

منس منس التجا کے لہجہ میں کہنے لگی: "جناب ہمیں اکٹھا ہی رہنے دیجئے۔ اب ہمارے تعلقات بہت خوشگوار ہیں۔ اور میں نے اپنے شوہر سے اس بات کا وعدہ کر لیا ہے کہ کبھی بلاوجہ کوئی سخت لفظ اس کے لئے استعمال نہ کر دوں گی۔"

ٹوٹی کہنے لگا: "جناب میں کہہ سکتا ہوں کہ اب اس کی حالت بالکل سچا بدل گئی ہے لیکن دراصل۔۔۔"

منس دراصل کیا؟ حبشی نے اس سوال دیکھ کر پوچھا۔

جس کہنے لگا کہ میں سلسلہ کیفیت آپ کے سلسلے صاف طور پر عرض کرتا ہوں۔
کیونکہ اب آپ کی طرف سے مجھے کسی طرح کا خوف باقی نہیں رہا ہے یہ کہنا چاہتا تھا۔
کہ شاید اس تنہائی نے ہی ہوش کے خیالات میں ایسے تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ اور ممکن ہے بہا
سے نکل کر وہ پھر۔۔۔

عورت نے قطعاً کلام کر کے کہا کہ ٹوٹی جیسے امید میں کہ آئندہ تم مجھے کبھی بلاؤ گے
اس وقت اس کے بعد میں وہ پرانا تصویر لانا اور اس پر دوبارہ چکر کھینچنے لگی۔ جیسا کہ وہ بہت
انجیل پڑھ کر سہاتی ہوں۔ تو طبیعت بہت مطمئن ہوتی ہے۔ اسی طرح اس شریف مرد
نے ہمیں جو اور اچھی اچھی کتا پیر دی ہیں۔ ان کے سلسلہ سے بھی بہت خوشی ہوتی ہے
سیری خواہش ہے۔ کہ اس مشکل میں مبتلا ہونے سے پہلے بھی عمارت وقت اسی طرح پر لگتا
نچر کا یک وہ درد ازاں کی طرف منہ کر کے کہنے لگی کہ کیوں جناب کیا آپ نہیں اس عکاس
کے لئے رکھنا چاہتے ہیں؟

جبشی نرم لیکن استقلال آمیز لہجہ میں کہنے لگا کہ تم مجھ سے کسی طرح کے سوالات نہ پوچھو
بہی بات میں تنہی، اس سے پہلے کہ چکا ہوں۔ ہر قسم کی بے خبری کو دبانے کی کوشش
کرد۔ اور استقلال اور برداشت کا مادہ حاصل کر دے۔ تم نے اس دنیا میں بہتوں کو تکلیف
دی ہے۔ اور تم ایک شریر النفس بد باطن شخص کا شرارتوں کا زلیہ بن چکے ہو۔ اب وہ کہہ
لو۔ خدا ہمیں اس شخص کے نزدیک سے سزا دے۔ وہ مجھے جسے تم پر اتنا دار حال ہے؟
عورت نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے چھپایا۔ امد کہنے لگی کہ اسے کاش میری
عاس قابل نفرت شخص تو مجھے کبھی ملاقات نہ ہوتی؟

ٹوٹی بشا ہی حقیقی پشیمانی کے لہجہ میں کہنے لگا کہ کیا ہی اچھا ہوتا۔ کہ میں ہی اپنا تجملاتی
کلام دیانت دلدی سے جاری رکھتا۔

جبشی کہنے لگا کہ ان باتوں کا اکثر ذکر کیا کرو۔ اور یہ فقرے عام طور پر ایک دوسرے
کے سامنے کہتے رہ کر دے۔ چند دن کے عرصہ میں میں پھر تم سے ملنے آؤں گا۔
اتنا کہم کردہ رخصت سے پہلے ہٹ گیا۔ دلشن نے دوران کہولا۔ اور میاں جوی کو غصہ کھانا
اور اندلی گند میں میاں کیں۔

اب یہ سارے آدمی یعنی جبشی اور اس کے ملازم اس صنف زمین دھڑا مست ہیں

ہر کے اطراف میں مختلف کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں۔ اور آگے بڑھتے۔

فیصل نے اپنے آقا سے کہنے ہوئے لہجہ اور گھپائی ہوئی آواز میں گویا وہ کسی سیم خوف مر

بتلا ہو۔ یوچاؤ کیا آپ اس سے بھی آج ہی رات ملنا چاہتے ہیں؟

حشی نے اس کا فخر سے جواب نہ دیا۔ بلکہ اپنا لمبہ پیشانی سے لگا کر دمیش ایک لمحہ
کسی گہری فکر میں۔

وہ فیصل کی طرح اپنے آقا کی راز کی باتوں سے خبردار معلوم ہوتا تھا۔ حشی کی طرف
عجب اور اندیشہ سے دیکھتا رہا۔

کچھ دیر بعد آخر پراسرار حشی نے کہا: ہاں میں آج اول مرتبہ نچن ہونے سے براہ راست

گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ جب سے اسے یہاں لایا گیا ہے۔ اب آگے بڑھ کر وہ بھی میری طرف
سے گفتگو کرتے رہے ہو۔

یہ سب چپ چاپ چلتے ہوئے مستفادات کے آخر تک حشی پہنچے۔ وہ بڑا بڑا ہنسی

نے شہر حشر کے ہاتھ میں دے دی۔ اور اسے اور باقی ملازمین کو کہ اسٹیشن سے یہ سب

کر کھڑے رہنے کا حکم دیا۔ تاکہ جو وقت درملانہ کھلے۔ روشنی کی کوئی شعلہ گرو گئے اندر داخل نہ

انہوں نے اس حکم کی خاطر شکیبائی قبول کی۔ اور ان کا آقا تمام دروازہ کھول کر کوٹھری کے اندر داخل ہو

اندرازا۔ اس نے دروازہ کو اس پھرتی کیا تہ بند کر دیا۔ جیسے کوئی وحشی جانور دن کو بند ہوا والا سا

کسی دروازہ کے پردہ میں داخل ہونے وقت کیا کرتا ہے۔

گرو کا اندرونی حصہ بالکل تاریک تھا۔ آگے تاریک کر۔ آگے کو کچھ بھی نظر نہ آتا۔ یہاں

تاریکی تھی۔ جس کے متعلق کیا کرتے ہیں۔ کہ انسان اسے محسوس کر سکتا ہے۔ اور جو آنکھوں کے

سلسلے تاریک کمرے کی طرح چمکا جاتی ہے۔

کوئی ہے؟ اولاً وہ دیکھنے کے اپنی معمولی کیونگی آواز میں پوچھا۔ اس میں آواز میں اتنے

اور وحشیانہ فرامیٹ بھی شامل تھی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ اس کے دماغ میں کسی

شخص کے خلاف جس نے اسے یہاں زیر حراست رکھا۔ سخت نفرت اور استقامت کا

جذبہ موجود ہے۔

حشی نے ایسے لہجہ میں جو بڑا دلکش اور پیش کے ساتھ گفتگو کرتے وقت اس کی

تجربہ شدہ آواز سے بھی بہت زیادہ بڑا ہوا تھا کہا: میں وہ ہوں۔ جس نے تمہیں اس

کمرہ میں رکھا ہوا ہے۔“

برہنہ کہ آواز بالکل بدلی ہوئی تھی۔ تاہم اس میں کوئی خصوصیت ایسی
کا اثر اولڈ فیتھ کے قلب پر ہوا۔ اور وہ دفعتاً چونک کر پیاری گلو گیسر آواز
کہنے لگا۔ ”آخر تم کون ہو؟“ کوئی جاہل نہ ہو۔ یا روح۔ اور تم چاہتے کیا
ہو؟“

جیٹھی نے بدستور بدلے ہوئے لہجہ میں کہا۔ ”میں یہی بتا رہی تھی کہ ایک جاہل شخص
ہوں۔ مگر کیا تمہیں روجوں کا خوف لگا رہتا ہے؟“

کچھ عرصہ خاموشی رہی۔ اس عرصہ میں صرف اولڈ فیتھ کے سانس لینے کی آواز سنائی
دیتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اپنے قلب میں اس کمرہ کی تاو کی کا دباؤ محسوس کر رہی
ہے۔

جیٹھی جو دونوں بازو پیٹھے ردوانے کے ساتھ لگا کھڑا ہوا۔ اندھیں کا رخ اس طرف
رہا۔ جہاں اس کے خیال میں اولڈ فیتھ بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا۔ ”میں پھر تو چھپتا ہوں۔“
کیا نہیں روجوں سے خوف آتا ہے؟ یہ الفاظ اس نے اولڈ فیتھ کو دیکھے بغیر اس سمت
میں نہ کر کے کبھی جہد ہرے اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اگرچہ انتہائی تاریکی میں اس
کی صورت نظر نہ آتی تھی۔

”بھن بھن بھن کہنے لگا۔ تم یا تو شمع نے آؤ۔ یا بجے رہ کر دو۔ پھر میں منہ سے سوالات
کا جواب دوں گا۔“ برہنہ کہ اس وقت اس کے سینہ میں اس شخص کے خلاف جس نے اسے زیر
دست رکھا ہوا تھا سخت غصہ تھا۔ تاہم آزادی حاصل کرنے کے خیال سے اس نے اپنی
آواز میں نرمی اور اعتدال کا عنصر شامل کر لیا۔

”کیا تم جسم کے متعلق ہو؟ کیا تمہیں کسی قسم کی رعایات کا حق درسمہا جا رہا ہے؟“ جیٹھی
نے بڑے دلور لہجہ میں کہا۔

”مگر تم میری حالت کی جانتے ہو؟ تم کون ہو؟ تم نے مجھے یہاں کس نے رکھا؟“ اور
جیٹھی بچہ کو ہاتھوں میں رکھنے لگا کہ اس کا کیا حق حاصل ہے؟“ اولڈ فیتھ نے نیز بڑے
رحمت سے جواب دیا۔

”میں نے تمہیں لگاتار کیا۔“ اس نے فریقین اضافات نہیں کہیں زمین و آسمان میں تم اور میں

کو قید رکھا کرتے تھے ماسی میں کم کو قید کر دیا گیا ہے۔

”اس سے معلوم ہوا کہ مجھے یہاں لانے میں برعاش ایٹنگم کا مل نہیں ہے۔“ پونز نے ایسے لہجہ میں کہا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ وہ غصے کا پ ر ہا ہے جیسیطان ! دیو سرت ! تم ہی لاڑو ایٹنگم ہو۔ تم نے اپنا لہجہ بدلنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن میں نہیں حزب پہچانتا ہوں۔ پہلے دل میں خیال آیا تھا ... اگرچہ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ ایک احتیاط خیال تھا۔۔۔ میرا حال پہلے گھبراہٹ اور اسسٹنک میں نے یکجہا تھا۔ کہ یہ آواز نام بین کی ہے۔ اہ! اہ! عمر رسیدہ بدعاش نے وحیانا خوشی سے ہنسنے لگا۔ تے ہوئے کہا کرتے ہیں نے۔ اس دنیا سے اس کا رخت سفر باندھ دیا۔ میں نے اسے پرانی پر شکوہ دیا اور اب اس کی لاش کو یقیناً کیڑے کھا رہے ہونگے۔ ایٹنگم ... کیونکہ میں جانتا ہوں۔ تم ضرور لاڑو ایٹنگم ہو۔۔۔ اے شیطان دیو سرت نواب ہر چند کہ تم نے مجھے یہاں زیر حراست رکھا ہوا ہے۔ مگر اس حالت میں ہی میں نے ہی نہیں بچا دیا۔

...

”بد نصیب بڑے اچھی نے بدستور بدلے ہوئے لہجہ میں ترجمانہ انداز سے کہا۔

”کیا تیرا اختیار کبھی تجھے علامت نہیں کرتا؟“

وہ ہنسی قریب دیکھ کر مجھے اکسا رہے تھے۔ ”نہج پونز نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے کیڑوں کی سرسراہٹ سنائی دی۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ وہ غصے سے پھر اچھا ہے۔ تم نے ظالم نے میرا مکان کو بھڑا اور جہاں سے مجھ سے حاصل کیے گئے اب مجھے اسی میں زیر حراست رکھا ہے۔ کیا یہ انتقام نہیں؟ تم تو کہا کرتے تھے۔ مجھے کبھی انتقام یا کینہ خیال بھی نہیں آتا۔“

جیسی زوردار لہجہ میں کہنے لگا۔ میں خدا کو حاضر جان کر کہتا ہوں۔ تمہارے خلاف میرے دل میں خدا بھی کینہ نہیں۔ لیکن کیا تم اس جوش کو چھوڑ کر سکون اور اطمینان کے ساتھ گفتگو نہیں کر سکتے؟

”میں اس کی کوشش کر دوں گا۔“ اولہ ڈیو تھ نے کہا۔ ”تو کیا کہنا چاہتے ہو؟“

”میں کہتا ہوں۔ تم ایک عمر بھر یہ آدمی ہو۔ اور اب اس دنیا میں یہ دنیا نہیں رہے۔“

دن اندر نہیں رہتا ہے۔۔۔

شیطان! کیا تم مجھے قتل کرانا چاہتے ہو؟ پوچھنے پر اس طرح چپختے ہوئے کہا۔ کہ معلوم ہو گیا تھا۔ وہ اس وقت بنیادیت خوف تو، لہذا جنگیں ہے۔

حشی نے جواب دیا۔ بے وقوف اگر تجھے قتل کرنا چاہتا تھا تو اسی وقت کر دیتا۔ جب تیریں بیان پر زیر حراست لایا گیا تھا۔ پس تم اطمینان رکھو۔۔۔

مگر تم میری جان لینا نہیں چاہتے۔ اور لڑو جھگڑنے اطمینان کے انداز سے کہا ہر چند کہ یہ قطعاً ناچاہت تہذیب مزاج تھا۔ مگر اس کے اندر یہ بھی حد درجہ کی تھی۔
”خدا نہ کرے“ حشی نے کہا۔

لہذا ڈیوٹیکامپا کر کہنے لگا۔ یہ کوئی پر نام رہن کی تھی! لیکن نہیں۔ میں گستاخ تو ف ہوں۔ اسے تو میں پراسنی پر رکھ کر اچکا۔ جیسا تم اہل ہو۔ یہاں کیا تم اہل آف ایٹیکم نہیں ہوئے؟

حشی نے جواب دیا۔ میں خود کوئی ہوں۔ لیکن اگر تم مجھ سے سوالات پوچھو گے۔ تو ابھی چھوٹے چلا جاؤں گا۔

اور لڑو جھگڑا کے بعد میں کہنے لگا۔ نہیں توڑی دیکھ کے لئے نہ جاتا۔ مجھے اس کو بری میں دے دے ایک سید گزر چکا ہے۔ تہذیب آدمی ہر رات مجھے کہا نا دیئے آتے ہیں اور میں ان کی آواز کے اوقات کو گستاخ ہوں۔ اس حساب سے میں جانتا ہوں۔ کہ مجھے یہاں قید ہوئے ایک ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے۔ مگر اس ایک ماہ کے طویل عرصہ میں مجھے بالکل کسی سے دہن لفظ کہنے یا سننے کا موقع ملا ہے۔ آف! اس جگہ کی تمہاری خوشامد ہے؟

حشی نے کہا۔ کیا تیریں اس فرصت میں اپنے جرائم پر غور کرنے کا موقع ملا؟
اور لڑو جھگڑا اب بھر جھگڑا کرتا تھا۔ تیریں کس نے میرا حاکم بنایا ہے؟ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں اپنے گناہوں کا تہذیب سے سامنے اعتراف کر لوں۔ اور اس کے بعد تم مجھے رہا کر دو۔ تو خیر میں اس کے لئے آمادہ ہوں۔ یہ الفاظ اس نے طنز پر لہجہ میں کہے۔

حشی نے لڑو جھگڑا کی طبیعت میں استغناء پیدا نہ ہو۔ گستاخوں کا اعتراف کیا ہے۔ اس کے لئے اس نے تہذیب سے انہماک سے اپنے ہی خوب واقف ہوں۔ سال

سال پیشتر تم نے اپنی سوتیلی بہن اکیٹیڈامینرز کے ساتھ جو بدسلوکی کی مغرب جبیک سہتمہ کے ساتھ تہا ہی تختیاں اٹھا سیں زخمی ہو گئی جان لینے کی خاطر تمہاری سلاش ان سب پر لگی تھی اچھی طرح علم ہے۔

اولڈ ڈیوڈ چلا کر گئے لگاتار ان باتوں سے مجھے یقین ہو گیا کہ تم ارل آف اٹلنگم ہی ہو۔ پھر ایک التجا کا لیے اختیار کر کے اسے کہا تائی لارڈ مجھے بے وجہ اس جگہ زیر حراست نہ رکھئے اجازت دیجئے کہ میں چلا جاؤں۔ میں اقرار کرتا ہوں ہمیشہ کو لندن سے رخصت ہو جاؤں گا۔ سائی لارڈ غور کیجئے۔ میں ایک بہت عمر رسیدہ آدمی ہوں۔ اور خود آپ نے ابھی کہا تھا کہ تین زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہنا ہے۔ لیکن غور کیجئے۔ مجھے یہاں رکھنا میری جان لینے سے کم نہیں۔ مجھے با پرویات میں کہیں بچا جیسا آپ کی مرضی ہو بھیج دیجئے۔ میں ہمیشہ آپ کا شکر گزار رہوں گا۔ لیکن میں التجا کرتا ہوں۔ کہ مجھے یہاں زیر حراست نہ رکھئے۔

بھٹی نے کہا کہ جب کوئی وحشی درندہ کمزور اور بے بس حیوانات کی جان لینے لگے۔ تو اسے زیر حراست کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر تم نے اپنی شک و ذرا بھی تاسف کا اظہار نہیں کیا۔ ایک دینہ نہیں بیاں رہتے ہو گیا۔ ۳۰ دن بعد تم اپنے گناہوں پر عود کرتے رہے مگر اس کے باوجود تمہارے طبیعت میں ذرا بھی پشیمانی پیدا نہیں ہوئی۔ چنانچہ زیادہ دیر نہیں گزری۔ تم اپنی طویل آمد گنگلڈنگ کے ایک سب سے بڑے فعل پر اظہار مسرت کر رہے تھے۔

اولڈ ڈیوڈ جلدی سے کہنے لگاتار مجھے آپ کے خلاف غصہ ہے۔ کہ آپ نے مجھے یہاں زیر حراست رکھا۔ اس لئے میں نے آپ کو قتل کرنے کی خاطر ٹیم رین کا ذکر کیا تھا پھر ذرا رک کر وہ کہنے لگاتار بارہا میرے دل میں اپنے افعال پر تاسف پیدا ہوتا ہے۔ سائی لارڈ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ مجھ سے کوئی بے جا حرکت نہ ہوگی۔ اگر آج ٹیم رین زندہ ہوتا۔ اور مجھے اس پر اختیار حاصل ہوتا۔ تو میں ہرگز اسے عزت نہ پہنچاتا۔

مجھے اس درد کی گنجائش نہیں ہو سکتی معلوم ہوتا ہے کہ یہ باتیں اس کے دل پر رہے ہو کہ تہائی اور تنہائی کا تم پر کیا اثر ہوا ہے لیکن جیسے نہیں آزاد کر دیا جائیگا جب تک وہ کی روشنی میں نہ لکھو گے۔ اور سابق کی طرح خرابیاں برپا کرنے کا نہیں اختیار ہو گا۔ پھر

اسی طرح بسے کام شروع کر دو گے۔“

اولڈ ڈیوٹیجہ کہنے لگا۔ جو کچھ مجھ سے ہوا۔ اس کا مجھے دل سے افسوس ہے۔ میں جانتا ہوں۔ وحشت اور تنہائی میری فطرت میں داخل ہے۔ مگر کیا آپ ظلم کر کے مجھے دیر کر سکتے ہیں؟ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ آپ کا مجھے زیر حراست رکھنا سراسر ظلم میں داخل ہے۔ میرے دل میں آپ کے خلاف جذبہ انتقام پیدا ہو رہا ہے۔ اور کئی بار خیال آتا ہے کہ مجھے آپ سے سخت نفرت ہے۔“

عیشی نے جواب دیا۔ اس کے باوجود میں کہیں کچھ عرصہ اور اس جگہ تاریکی میں گزارا کروں گا۔ تم اپنے انتقامی جذبات کو دبانے کی کوشش نہیں کرتے۔ مجھے یہ جان کر سخت افسوس ہوتا ہے کہ تمہارا بچہ عمر رسیدہ شخص میں اس قدر برائی اور شلوک برہمی ہو چکی ہے۔ کیا کہیں معلوم نہیں۔ کہ تمہاری جماعت کو منتشر اور بے اثر کیا جا چکا ہے اسی ترخانہ میں تمہارے ساتھی اور کارکن ملوث ہو چکے ہیں۔ جو شو اپڈلر۔ سٹریٹس۔ اس کا شوہر اور ڈیٹا مارش زیر حراست ہیں۔“

بجلی کا مطلب یہ ہے کہ مجھے باہر سے کسی امداد کی امید نہیں ہو سکتی۔“ اولڈ ڈیوٹیجہ نے غرا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے کپڑوں میں پھر وحشیانہ بے صبری کی سرسراہٹ پیدا ہوئی۔ ایک لمبے لمبے عیشی کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ تاریکی میں دو آنکھیں بنایت تیزی کو چمک رہی ہیں۔ لیکن بلاشبہ یہ محض اس کا دامن تھا۔

عیشی کہنے لگا۔ تم سب ستم کی خارجی امداد سے دور ہو۔ اور میری مرضی اور منظور کی بغیر یہاں سے کہیں نہیں جا سکتے۔ تمہارے سارے کارکن اور ساتھی بے غناست اس جگہ زیر حراست ہیں۔ اور زیادہ قابل ذکر بات یہ ہے۔ کہ وہ سب لمبے لمبے اعمالی سے تائب ہو چکے ہیں۔ انجمن کو میری بات کو عذر سے منسو۔ کاش میری ہدایات تمہارے لئے موثر ثابت ہو چکی۔ ملوثی سلیٹ آجکل انجیل پڑھتا ہے۔ اس شفاعت کا امید داری جو جن میں گنہگار کو بھی توبہ کرنے کے بعد داخل ہوئی ہے۔ جو شو اپڈلر نے اپنی دوستی کے نام پر اسے فحش پر مجبور کیا تھا۔ اور جواب عزت کی روٹی کی گارنٹی سے مل گیا۔ ہر ایسی چٹائی لکھی ہے۔ ڈیٹا مارش کو اس بات پر سخت ندامت ہے کہ وہ تمہاری شراؤں کا ذریعہ بنا۔ وہ بھی آجکل عمدہ کمان میں پڑھنے میں مصروف ہے۔ جن اداکاروں کی بیوی دنیا

ایک کو بڑی میں رہتے ہیں۔ اور سنسز میں نے اپنے شوہر پر جو بے جا اقتدار قائم کر رکھا تھا وہ سب سے دست بردار ہو رہی ہے۔ انہیں بھی اس بات کا افسوس ہے۔ کہ وہ ہتیار سے رہا نہیں بنے۔ اور وہ آجکل انہیں پڑھ کر تسکین حاصل کر رہے ہیں۔ غرض ان چھ شخصوں میں سے میں نے اس مکان میں جو کبھی ہتیار ضبط میں ہوا کرتا تھا۔ زیر حراست رکھا۔ پانچ بالکل ٹائب ہو چکے ہیں۔ فقط تم چھ آدمی اپنی ہڈ پر اڑے ہوئے ہوئے
 ”ایسے دوستوں پر خدا کی لعنت ہو۔ میں خیال کرتا ہوں۔ وہ اب میری بدگئی کرتے ہو گئے۔“ عمر رسیدہ بدماش نے کہا ہے ہوئے کہا۔ اس وقت اس کی آواز معمول سے زیادہ کبکلیل اور ہدیت ناک تھی۔ ایسا معلوم ہوا تھا۔ اس نے اپنے منہ کو دونوں لمبوں سے چھپا لیا ہے کیا یہ ممکن ہے۔ کہ وہ لوگ جن پر میں نے اتنے پیاری احسانا کئے۔ یعنی میں... ڈنڈ مارش...

”وہ اب اس وقت تک تم سے گفتگو کرنا نہیں چاہتے۔ جتنے کہ تم بھی اپنے برے افعال سے توبہ کر لو“ جیسی نے غصہ ختم کرنے ہوئے کہا۔ اس طرح تم رکبہ سکتے ہو۔ کہ تم جو ان چھ شخصوں میں سب سے زیادہ عمر رسیدہ اور قبر میں پاؤں بٹکانے بیٹھے ہو۔ اور سب سے زیادہ گناہوں۔ اور جرائم کے مرتکب ہو چکے ہو۔ تم یعنی بنجمن بونو سب سے کم توبہ کرنے اور پشیمان ہونے پر آمادہ ہو۔ کیا یہ امر موجب افسوس نہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ اس حالت میں یہی کہیں اس بات کا رد نہیں ہے۔ کہ ہتیارے ساتھیوں نے تم سے بے تعلقی کر لی۔ غالباً تم یہ سمجھتے تھے۔ کہ وہ لوگ اتفاقیہ طور پر ہتیارہ تمام حراست دریافت کر کے کہیں یہاں سے بچا لے جائیں گے۔

اولڈ ڈیٹھ باوجود صاف کڑی گوشش کے لہذا نکاح بعد میں کرانے سے باز رہا۔

رہ سکا۔

”میں کہتا ہوں کہ دل میں کچھ ایسی قسم کے خیالات ہاں رہتے تھے۔ اور تم ایسی ہی کہتے تھے۔ جیسی نے سلسلہ کام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اگر اب تم اس پر کسی سے حقت پر افسوس پیدا ہو گیا۔ سب رارفیق حقیقت پر ہوا اب ہتیارہ راغی لعنت ہے اسی
 ، کہیں اس رام میں پھنسا۔ جو میں نے کہتا ہوں۔ بچا لیا تھا۔ اور سرگز امید میں۔ کہ وہ تمہیں بچانے کی کوشش کرے گا۔ اسے اتنا علم نہیں۔ کہ تمہارا

جائے حراست کہاں ہے؟

بریفیٹ بڑے نے سارے حالات سن کر ایک دردناک آہ کھینچی۔ اور چونے ہوئے لہجہ میں کہنے لگا: "اس سے معلوم ہوا کہ ساری دنیا میرا ساتھ ہے۔"

نہیں مگر ایک مقدمہ میں ایسی ہے۔ جو انتہائی مشکلات میں یہی اپنے بندوں کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ حبشی نے کہا: "جستے ہو۔ میرا اشارہ اس خالق کون دسکان کی طرف ہے؟"

"آہ! یہ آواز پیرین فونڈ کی تھی؟" اولڈ فیلڈ نے ناقابل بیان خوف کے زیر اثر کانپتے ہوئے کہا: "لیکن نہیں۔ یقیناً یہ نام دین کی روح نہیں۔ بلکہ آپ ارل آف ایٹنگھم ہیں۔ مگر اس کے باوجود کیا وسیعہ کہ آپ گاہ بہ گاہ نام دین کا لہجہ اختیار کر لیتے ہیں، مانی لارڈ کیا آپ مجھے ڈرانے کے لئے ایسا کرتے ہیں؟"

حبشی کہنے لگا: "میں دیکھتا ہوں۔ تم پر کوئی بھی خوف دیرپا اثر نہیں کر سکتا۔ گاہ گاہ تمہارے دل میں پشیمانی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن بے اختیاری کی حالت میں اس کا اثر بھی فوراً ہی مٹ جاتا ہے۔ کیا تم خدا کے سامنے اپنے گناہوں کی توبہ نہیں کرنا چاہتے؟ کیا تم اس بات کو منظور کرتے ہو۔ کہ تمہیں نیک ہدایات دینے کے لئے کسی پادری کو یہاں بھیجا جائے؟"

اولڈ فیلڈ حلدی سے کہنے لگا: "نہیں میں دعا کرنے کے ناقابل ہوں۔ میں کسی پادری کے سوالات کا جواب نہیں دے سکتا۔ پھر دنا رک کر اس نے کہا: "لیکن نہیں میرا جواب غلط ہے۔ آپ ضرور کسی پادری کو بھیجئے۔ اس کے لئے سے یہاں روشنی کا انتظام تو ہو گا۔ یہ تنہائی تو درد دہیگی۔ مانی لارڈ... کیونکہ میں جانتا ہوں۔ آپ ارل آف ایٹنگھم ہی ہیں... ازیرائے خدا مجھ پر رحم کیجئے۔ میں ایک عمر رسیدہ... بہت زیادہ عمر رسیدہ آدمی ہوں۔ اچھا اس حملت میں بہت مدت زندہ نہ سکوں گا۔ میں نے خدا دیر پیشتر آپ سے کہا تھا۔ کہ جو کچھ مجھ سے آپ کے سوتیلے بیٹا نام دین کے متعلق ہوا۔ اس کے لئے مجھے سخت افسوس ہے۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ اب اسے زندہ نہ کرنا میرے اختیار میں نہیں۔ اچھا اگر آپ مجھے جان۔ سے مار دیں گے تو پھر وہ زندہ نہ

ہو گیا۔ اس نے مجھ پر رحم کیجئے۔ اور اجازت دیجئے۔ کہ میں اس خوفناک جگہ سے نہ نکل جاؤں۔“

اگر تم دوبارہ دنیا میں جا کر گناہ کا درد شروع کر سکو، عشی نے قطع کلام کر کے ہمیں نجنم بوزا ایسا نہیں ہو سکتا۔ پہلے مجھے اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ تم اپنے افعال بد پر سچے دل سے پشیمان ہو چکے ہو۔ اور اپنی طویل زندگی میں تم نے جتنے جرائم کئے۔ ان کے لئے اپنے دل میں مذمت محسوس کرتے ہو۔ اس کے بعد تم اپنی حالت کو اصلاح پذیر کرنے کی کوشش کا ذکر کیا جائے گا۔ سروسرست تم مجھے اپنا دشمن سمجھو۔ وہ یہ خیال نہ کرو۔ کہ میں جو کہہ کر رہا ہوں۔ وہ کسی جذبہ انتقام کی وجہ سے ہے۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ اگر میں تم سے برا بھلا لینا چاہتا۔ تو میرے پاس اس کے لئے عظیم وسائل ہوتے تھے۔ مثلاً میں ہمیشہ دنوں بھوکا رہ سکتا ہوں۔ مگر تم دیکھتے ہو۔ میں رضا منیت پر اپنی غذا بچھو رہا ہوں۔ پھر اگر میں چاہتا۔ تو تمہیں جان سے مراد سکتا تھا۔ لیکن میں نے تمہیں ذرا بھی ضرر نہیں پہنچایا۔ اب میں کل رات بھر اڈاں گا۔ اس عرصہ میں اپنے عذاب پر ایسا قابو پانے کی کوشش کرو۔ کہ آئندہ مجھ سے جیسا نہ طریقہ برتنے لگو کر سکو۔“

اتنا کہ عشی دفعتاً دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل آیا۔ گو میں اس وقت قیصر جوں جوں کے ساتھ سقف راتہ میں ادھر ادھر ٹھہر رہا تھا۔ شمع ہاتھ جھٹکے اس کو بڑی کے دروازہ سے آنا قہر پٹ پہنچ گیا۔ کہ جس وقت عشی اولہ ذیچہ کمرے سے نکلا۔ شمع کی روشنی پورے طور پر اس کے چہرہ پر پڑی۔

یہ روشنی کمرے کے اندرونی حصہ میں بھی داخل ہوئی۔ اور عشی نے بے اختیار کمرے کے اندر اس طرف کو نگاہ کی۔ جہاں اس کے خیال میں نجنم بوزا بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے دیکھا کہ خوفناک بڑھا چار پانی پر اس حرج سکڑ کر بیٹھا ہوا ہے۔ کہ اس کے بازو زانو کے گرد پٹے ہوئے ہیں۔ اور بدن گھٹٹوں کے اوپر اس قدر جھکا ہوا ہے کہ بڑی زانو کی بڑی سے بالکل لی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

دفعتاً عشی نے اپنی نگاہ اس طرف سے ہٹائی۔ اور کمرے سے باہر نکل کر بے زور سے بندر کے قفل لگا دیا۔ پھر وہ قیصر سے ملاست آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔ تم نے بڑی بے احتیاطی کی۔ کہ روشنی لیکر کمرے کے قریب آ گئے۔ اس ایک لمحہ میں ہی جیکر روشنی کی چمک سیر

چہرہ پر پڑھا۔ اولڈ ڈیوٹھ نے ضرور میری صورت دیکھ لی ہوگی؟
میتھر اس نا عاقبت اندیشی پر ہنسیاں جو کر کہنے لگا: مجھے اس غلطی کا سخت
ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس کے لئے آپ کو پچھانا سراسر غیر ممکن ہے۔
صہبی نے کہا: ہاں میرا بھی یہی خیال ہے۔ بہر حال آپ اس معاملہ پر بحث رہیں
سود ہو گا۔ پھر وہ گفتگو کا رنج پٹ کر دہلی آواز سے کہنے لگا: ڈر حجاب تک اپنی زبان
سے باز نہیں آیا۔ مگر اس کے باوجود میں امید کرتا ہوں کہ اسے جلد یا بدیر اصلاح پذیر
کیا جا سکے گا۔

اس کے بعد ولٹن نے کوٹھری کے دروازہ میں بنا ہوا خنہ کھول کر کہانے کی چیتوں
اس کے اردو داخل کر دیں۔ اور بعد ازاں یہ سب لوگ باہر نکلنے کے اس راستہ
سے جو ریڈ ٹائن سٹریٹ کھڑکن ویل کی طرف کھلتا تھا۔ باہر نکلے
ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ناظرین پیشتر ہی یہ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ حبشی کا مکان وہی بنا
جس میں کسی زمانہ میں اولڈ ڈیوٹھ رہا کرتا تھا۔ لیکن اگر کوئی صاحب شہجے ہوں۔ تو
خیراب انہیں اس کا علم ہو گیا۔

سلسلہ ثانی کی گیارہویں جلد ختم ہوئی

لا جواب ناول
وطن پرست

الکٹرینٹر ڈو اس کے ایک بے نظیر ہوٹل میں اولی کا ترجمہ
اس ناول کا نام آتا ہے اور نگار نے ایسے وجد آور ہیں کہ ناظرین میں کہ جانتے
۳۵۰ صفحے۔ قیمت تین روپے۔

عشق صادق کی فرحت خیر تصویر
عشق اور حب وطن کا مقابلہ
لال سلورس۔ پرنسٹون نوٹکھالا ہو

دینا لڑکے کے معرکہ آرا لفظ پیری سادہ کا اردو ترجمہ

باپ کا قاتل

از مفتی شمیم الدین صاحب بلہوری

کہا یہ تو بانی کچھ حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مصنون کا مستقیم نہیں ہے؟
 باپ اپنے چھوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا۔ اور اس کے نرم چمکیلے اور گہرے ہونے بالوں
 پر لمبہ پھیرتا ہے۔ یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابلِ فخر انسانی حالت کو بھی بھول کر فراموش کر کے
 ننھے بچہ کی دلچسپی کے لئے بالکل بھول اور بے معنی زبانوں میں گفتگو کرنے لگتا ہے۔ وہ اپنے بچہ کی
 خاطر حکایتیں بیان کرتا اور عجیب گئی۔ قائم مزاجی اور دنیاوی فکر سب کچھ اس پر قربان کر دیتا
 ہے۔ یہاں تک کہ اس کے ساتھ اس کی اچھل کود میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس کی سب بالوں کی تیز
 صرف یہ امید اس کیلئے باعثِ راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے دوا خرید لیتا کھاسوں۔
 اس فکر میں اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے۔ اور اس کا انجام؟ ... مگر اس کا انجام کیا تھا؟
 بخش ہو ہے۔ بچہ اس کی آمد کے وقت شرم زار، باغ باغ، خوشی سے اچھلے دروازہ کے ابھر
 معلوم قدموں کی آہٹ سن کر دھڑکا اور ننھے باند بھپلا کر تو لی زبان میں کہتا ہے "ابا جان!"
 "ابھی ابھی بچہ جہاں ہو کر باپ کو قتل کرے گا... یہی ننھے ننھے بچہ اتنے قوی ہو جائیگا کہ
 اس پر محبت دل میں خنجر ہونگے وہیں جو ہر وقت اس کے لئے فکر مند اور مضطرب رہتا ہے۔
 یہی مصوم بچہ اپنے ہو کر دنیا کے ذلیل ترین گناہ کا مرتکب ہوا... ہٹے کیا فطرت انسانی
 اس درجہ قابلِ نفی ہو سکتی ہے؟" (مصنف کی تمہیدے ملاحظہ)

گہرے جذبات سے پر تنخیل اور لفظی تصویر کشی کا بہترین نمونہ

جلدوں میں مکمل قیمت ملے۔ مدار، محمولہ لک

لال بلادرین پارسنر روڈ نوکھوالا

سرافرمانی کے ناولوں میں سب سے نظیر

خوبی ہیرا

ایس ایس ایم کے ڈرائیو ناول ڈی آر سٹ آف آر سین لوہن کا اردو ترجمہ

منشی پرتھو رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے

اپنی طرز کا پہلا اور آخری ناول ہے اگر آپ نے اسے نہیں پڑھا تو کچھ نہیں

اس ناول میں سرافرمانی ڈاکٹر کے مشورہ آفاق سرافرمانی مشرک بالمر کا مقابلہ ایک

کے مشہور عالم نیک پناہ چور آر سین لوہن سے ہوتا ہے۔ کس طرح ایک کی بیماری دوسرے کی بیماری

کو بچاؤ کیلئے کی کوشش کرتی ہے۔ اور کیز کر ایک اپنے ہم نام الزیز بن رسا کی دوسری دوسری

کی جواب دہی میں یہ غالب آتا چاہتا ہے۔ اس جلد جب تک داستان حمایت درجہ لپسے شاک

بالمر کی سرافرمانی جلد جبکہ آر سین لوہن کی ماضیات کا مطالعہ صرف دس روز میں ختم ہو جاتی ہیں اور

واقعات اس طرح جلد جلد تبدیل ہوتے چلے جاتے ہیں کہ پڑھنے والے کو استغواب ہوتا ہے۔ کانن ڈائل کا

کیرکٹر شاک بالمر اپنی مختلف فرق البشر قابلیتوں کے لحاظ سے بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکا

ہے۔ لیکن لوہن کے مقابلہ میں اسے جو چیزیں انسانی پڑتی ہیں اور جو دشواریاں پیش آتی ہیں ان کی

اختصاصی حیثیت پر غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کانن ڈائل کے پیدا کردہ کیرکٹر کے مقابلہ میں اگر

کوئی دوسرا شخص اسی پایہ کا کیرکٹر پیدا کر سکتا ہے تو وہ صرف لیبلانک ہے۔ نشانہ کی طرز تحریک

عام رسمی تحریکوں سے بالکل جدا ہے۔ ساری کتاب میں التزام کے ساتھ تلاش کرنے پر بھی

ایسا کوئی فقرہ نہیں مل سکتا۔ جس کے نکال دینے پر کتب کی خوبی میں فرق نہ آئے۔

ترجمہ کی خوبیوں کے لئے مترجم کا نام بھی بھولنے خود مستحسنات ہے۔ جن کے قلم سر شریف

نشان اور دنیا دہس کے دیگر اعلیٰ اعلیٰ ادب اس میں ملک کے ہر حصے میں پہنچ چکے ہیں اس کتاب کی ماضی و حال

صرف اتنا کہنا چاہیں کہ جس شخص نے اس کتاب کو انگریزی میں لکھا اس کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ بالکل سبک

جو خود یہاں تک کہ ہر طریقہ میں سب سے زیادہ کرتی ہے چہنچہ والہ حیرت میں آکر سوچا کہ اس کی کیا

ہو گا۔ اور اس محبت اس قدر بڑھتی ہے کہ قصہ طعم کے بغیر چھوٹی نہیں آتا۔ اس ناول کو ضرور دیکھئے۔

دو جلدوں میں مکمل قیمت چار روپے محض لاکھ -

لال برادر سس ۷ پارسنر روڈ - لوکھیا لاہور

فسانہ لندن

سلسلہ ثانی

مکمل اردو ترجمہ ۲ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

دنیا ٹرس کے محرک آرنالڈ سٹریٹف لندن کے دو سلسلے ہیں۔ ریایوں کہنا چاہیے۔ کہ دو جہاں گانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شایع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بھانا نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جیڈ کیٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور محرک کاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ... اگر ممکن سمجھا جائے... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلے کی ایک تیاری خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور ہمت کا جو ہر موجود ہو۔ اور خدا سے نیکی کی توفیق سے تو وہ اپنی ثمت کو دنیا کی بہتری کے لئے ابد تک صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ میر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کے لئے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے۔ کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے جیسا اس داستان میں سیکرٹوں نے کیٹر ٹائل کے لئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے نایاب درجہ دلچسپی رکھتی ہیں۔

مضامات ۲۹۴ صفحات سے زیادہ قیمت مدیہ محصول الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کیے جاسکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲ روپے علاوہ محصول الگ ہے۔

لال برادر سن پارسنزر وٹو نو لکھا لاہور

پینالڈس کے مشہور ناوولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحہ
مشرقیات لندن (سلسلہ اول)	فنانڈن (۷۷ حصے)	منشی تیرتہ رام صاحب قیروز پوری	۲۳۴۸
	(سلسلہ ثانی)		۲۶۶۲
پیری سائڈ	باپ کا قاتل (۱۰ حصے)	منشی بشیم الدین صاحب بھوری	۵۲۵
سپیٹرس	سوزن عشق	بندت شبنم راتھ صاحب سپرد	۵۱۹
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۹۸
فاسٹ	فریب جن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰
سے ٹیلٹن	شکتہ دل	مسٹر بی ایم کار	۱۳۶
بیلی یا سارا آف منگیلیا	فسانہ الہ دین دیلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۹۲۶
بروز پیچ	عبثت فراگ	منشی رام نائن صاحب	۷۲۴
مارگٹ	مارگٹ	منشی گر جاسکا صاحب بی۔کے	۱۴۸
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳
سوچرس مایف	سپاہی کی دہن	ڈاکٹر کلثیم دیت صاحب عابد	۱۴۴
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصے)	منشی جے ناؤن صاحب سارا ڈیکسنوی	۳۵۶
نیکو و مینسر	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴
ویگنڈی و پرولف	ویگنڈی و پرولف	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۴
ماسٹر ٹو پیٹر بک کین	دھوکا یا طلسماتی فانس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱
کینتھ	پاداش گل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰
میری پرائیس	سرگزشت (۴ حصے)	منشی نواز علی صاحب	۱۱۱۰
الفرڈ	شاد کام	منشی اجمیر حسین صاحب مرحوم	۲۱۰
نوزان دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی۔کے مرحوم	۲۱۰
نیل ڈچس	شام بخاری (۲ حصے)	منشی نوبت اللہ صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰
فشرین	نیزنگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵

لال برادر سس، پار سنٹر روڈ ٹونکھا لاہور

جانب بشیم پری لاہور میں باہتمام لالہ امیر داس پرنٹر چھپا

